KRi-434

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اللہ اکبر

سلسلہ مضامین حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد

نمبر ۱۳

خطبۂ صدارت تحریری

امام الاحرار حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد مدظلہ العالی

جلسہ جمعیۃ العلماء ہند منعقدہ لاہور

جس کو

منشی مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ نے

باہتمام لالہ ہرنا[illegible] صاحب گپتا
[illegible] بجہن لال صاحب

فرمائش سے سوراج پرنٹنگ ورکس [illegible] میں چھپوا کر شائع کیا

قیمت [illegible]

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خلافت اور انگلستان

(از جناب ڈاکٹر سید محمود صاحب پی ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لا پٹنہ سکریٹری آل انڈیا خلافت کمیٹی)

مسئلہ خلافت کی کیا اہلیت ہے۔ برطانیہ کا طرزِ عمل خلافت اور خلیفہ کے ساتھ کیسا رہا ان دونوں مسئلوں پر پہلی زبردست تصنیف ہے۔ ملک کے بہترین مصنفوں علماء اور لیڈران نے جس کی تعریف کی ہے۔ مسٹر مظہر الحق پٹنہ اور مسٹر پکھتال اڈیٹر بمبئی کرانیکل نے دیباچہ تحریر فرمایا ہے۔ با تصویر ہے۔

مولانا محمد علی۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا ابو الکلام آزاد۔ مسٹر مظہر الحق۔ مسٹر پکھتال۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور دیگر حضرات نے بیحد تعریف کی ہے۔ اس سے بہتر کوئی تاریخی کتاب نہیں ہے۔ متعدد اڈیشن نکل چکے ہیں۔ اُردو ترجمہ عہ

رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف

تقاریر مولانا محمد علی صاحب حصہ اول

امرتسر۔ دہلی۔ بمبئی۔ پیرس۔ لاہور۔ کلکتہ کی مشہور تقریروں کا مجموعہ ۸/

تقاریر مولانا محمد علی صاحب حصہ دوم

کراچی۔ الہ آباد۔ گجرات۔ احمد آباد۔ لکھنؤ کی زبردست تقریروں کا مجموعہ ۸/

خطبۂ صدارت مولانا محمد علی صاحب دہلی و لکھنؤ کانفرنس ۵/

جذبات جوہر (مجموعہ نظم) ۲/ تقریر مدراس ۳/ بیان مقدمہ کراچی ۴/

مکمل مقدمہ کراچی عدا[illegible]ج ۲/

بیان مولانا حسین احمد صاحب [illegible] اچی ۲/

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خطبۂ صدارت تحریری

حضرت مولانا ابو الکلام صاحب مدظلہ

(جو جمعیۃ العلماء کے سوم سالانہ اجلاس لاہور میں پڑھا گیا)

الحمد للہ الذی جعلنا امۃ التوحید وجعل دیننا دین التوحید وسیاستنا سیاسۃ التوحید واعز من استقاموا منا علی التوحید واذل من انحرف عن محجۃ التوحید لیعیدنا کما بدأنا الی التوحید انہ ہو یبدئ ویعید وہو الغفور الودود ذو العرش المجید فعال لما یرید ؎

والصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم انبیائہ ورسلہ وصفوتہ من خلقہ، الذی بعثہ بتوحید الالوہیۃ والربوبیۃ، لیحرر الخلق من رق العبودیۃ للعوالم السماویۃ اوالارضیۃ، وبتوحید السیاسہ، لتکون الشعوب والقبائل امۃ واحدہ تضمنہا شریعۃ عادلۃ واحدہ لیطلقہم من قیود الحکومۃ المستبدۃ الجائرہ ویفکہم من اغلال الجنسیۃ الخاسرہ فعز باتباعہ المؤمنون وذل باعراضہم عنہ المعرضون وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید!

ایہا السادۃ!

جمعیۃ العلماء ہند کا یہ تیسرا سالانہ اجتماع ہے جس کی صدارت کے لئے آپ نے اس عاجز کو منتخب فرمایا ہے۔ بلاشبہ یہ ایک بڑی عزت ہے جو ہندوستان کی اسلامی آبادی میں کسی خادم علم وملت کو حاصل ہو سکتی ہے، لیکن دنیا کی تمام عزتوں کی طرح اداءِ فرض ومسئولیت کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بارگراں بھی اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ میں آپ تمام بزرگانِ ملت کا شکرگزار ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جس طرح آپ کے لطف وکرم نے میری بے بضاعتی کو قبول فرمالیا ہے، اسی طرح آپ کی رفاقت و مساعدت میری کمزوریوں اور درماندگیوں کے لیے بھی پردہ پوش ہوگی۔ آئیے! عزم و عمل کی اس نازک اور پُر آشوب گھڑی میں ہم سب کے دل اُس کارفرمائے حقیقی کے آگے جھک جائیں جسکے فضل وکرم کے بغیر ہماری کوئی سعی و جستجو کامیاب نہیں ہوسکتی۔ وہ کریم کارساز ہماری درماندگیوں اور بیچارگیوں پر رحم فرمائے، ہماری خطاؤں اور لغزشوں کو بخشدے اپنی رحمتوں اور برکتوں کا دروازہ ہم پر کھولدے، اور اُس کی توفیق چارہ ساز کی دستگیریوں سے ایسا ہو کہ ہم سب کی نیتیں خالص، ہم سب کے اعمال صالح، ہم سب کے ارادے راسخ، اور ہم سب کے قدم جادۂ حق و صدق اور صراطِ مستقیم پر قائم و استوار ہوجائیں۔ ربنا اتنا من لدنك رحمة وهيئ لنا من امرنا رشدا!

نظارۂ مجلس

حضرات علمائے کرام! قبل اسکے کہ ہمارا سفرِ نظر و فکر شروع ہو مجھے ایک لمحہ کے لئے اُن عزیزانِ ملت سے مخاطب ہونے دیجیے جو آج آپ کی مجلس میں چشمِ نظارہ اور دلِ پرشوق لیکر شریک ہوئے ہیں۔

اے عزیزانِ ملت! آیئے ایک نظرِ تفکر اس منظر پر ڈال لیجیے جو اسوقت آپکو دعوت نظارہ دے رہا ہے، آپ میں بہت سی آنکھیں ایسی ہوں گی جنھوں نے دنیوی جاہ و جلال کے بڑے بڑے منظر دیکھے ہوں گے۔ بہت سی آنکھیں ایسی ہونگی جن کے سامنے بارہا اربابِ حکومت و دولت کی شان و شوکت نے جلوہ فروشیاں کی ہوں گی۔ اور عجب نہیں کہ کچھ نظریں ایسی بھی ہوں جو حکمرانوں کے درباروں کی ہیبت و جبروت کا نظارہ کرچکی ہوں، لیکن آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ کشش و نظر فریبی کے اُن تمام سامانوں اور جلوؤں میں سے کوئی ایک بات بھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہاں نظر نہیں آتی۔ دولت کی شان و شوکت کا یہاں نام و نشان نہیں ہے۔ دُنیوی حکومت و فرماں روائی کی نمود و نمایش سے یہاں کا گوشہ گوشہ خالی ہے۔ نہ زرّیں لباسوں کی آرائش ہے نہ مسند نشینوں کی زیبائش۔ فقراء علم کا مجمع ہے، بوریا نشینانِ حق کی مجلس ہے، نیازمندانِ صدق و بے نیازانِ دُنیا کا جمگھٹا ہے۔ یہاں آپ کو اُس دُنیا کی شان و شوکت نہیں مل سکتی جسے چھوڑ کر اس وقت آپ آرہے ہیں۔ البتہ اگر اقلیم حق اور شہرستانِ صدق و صفا کا جاہ و جلال دیکھنا مطلوب ہو تو ان ہی فقراء علم کے پھٹے پُرانے کپڑوں اور بے شکوہ صورتوں کے اندر ڈھونڈھ لے سکتے ہیں۔ یہ اُن لوگوں کا مجمع ہے جنھوں نے فقر و فاقہ کو ہمیشہ اپنی دولت سمجھا، زہد و انقطاع کو اپنی اقلیم استغنا کا تاج و تخت بنایا، بے نیازی و بے مرادی کے لازوال خزانوں پر ہمیشہ قانع رہے اور عشق حق اور پرستاریِ علم کی بوریائے کہنہ پر بیٹھ کر دُنیا، اور دنیا کی ساری عظمتوں سے بے پروا رہے۔ لیکن بااین ہمہ جن کے کبر حق اور سطوت الٰہی کا یہ عالم رہا کہ شاہانِ عالم نے اُن کے پھٹے پُرانے دامنوں پر عقیدت و اطاعت کی آنکھیں ملیں، اور تاج و تختِ حکومت کو ہمیشہ ان کے پائے استقامت کی ٹھوکریں نصیب ہوئیں، انھوں نے اللہ کی چوکھٹ پہ سرِ نیاز جھکا کر تمام کرۂ ارضی کی عظمتوں اور رفعتوں کو اپنے سامنے سرنگوں کر دیا تھا۔

مبیں حقیر گدایانِ عشق را کیں قوم　　شہانِ بے کمر و خسروانِ بے کلہ اند

یہ سچ ہے کہ آج یہ خود اپنی ہی غفلت و خود فراموشی کی بدولت اپنی وہ رفعت و عظمت الٰہی کھو چکے ہیں، اور اب ان کی عظمت و جلال کی حقیقت بھی تاریخ ماضی کا ایک افسانہ بن کر رہ گئی ہے۔ خدا نے اِن کو جس منصب عظیم و جلیل پر سرفراز فرمایا تھا، اس کی قدر انھوں نے نہ پہچانی اور خود اپنے ہی ہاتھوں اپنی شرف و عزت کا خلعت پارہ پارہ کر دیا، خدا نے دُنیا کو انکے سامنے گرایا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ خود دنیا کے سامنے گرے۔ خدا نے ان کو صرف اپنی ہی چوکھٹ پر جھکایا تھا، لیکن انھوں نے انسانوں کی چوکھٹوں پر جبہہ سائی کی۔ جب اللہ اور اسکے کلمۂ حق

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی خدمت کی جانب سے ان کے دل غافل ہوگئے، تو دنیا نے بھی ان کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں۔ بلاشبہ یہ ایک حقیقت ہے لیکن اے نظارگیانِ مجلس! خواہ زمانے کے انقلابات وحوادث نے انھیں کتنا ہی حقیر و بے مرتبت بنا دیا ہو لیکن خدارا آپ چشم حقارت سے نہ دیکھیں۔ یہی ہیں جنھوں نے اسی دنیا میں خدا کے رسولوں کی نیابت کی ہے یہی ہیں جو انکی وراثت کے حقدار ٹھہرے ہیں، یہی ہیں جنکے ہاتھوں میں امت مرحومہ اور خیرالامم کی قیادت وہدایت کی باگ رہی ہے۔ یہی ہیں جو آج تیرہ سو برس سے خدا کی زمین پر اسکے کلمۂ حق کی حفاظت کررہے ہیں یہی ہیں جن کی عظمت لازوال کے نقوش صفحۂ عالم پر ثبت ہیں، اور جن کی ہیبت وسطوت کے افسانے آج تک زبان تاریخ پر جاری ہیں! اور پھر یاد رکھیے کہ یہی ہیں جو باوجود اپنی تمام کوتاہیوں اور درماندگیوں کے اب بھی آپ کی قسمت کے مالک اور آپکی سعادت وشقاوت کی باگ اپنے ہاتھوں میں رکھتے ہیں۔ آپ کو اگر زندگی مل سکتی ہے تو ان ہی کے ہاتھوں سے اور اگر آپ اپنی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ حاصل کرسکتے ہیں تو صرف ان ہی کی اطاعت اور پیروی سے!

درسفالیں کاسۂ رنداں بخواری منگرید | کیں حریفاں خدمتِ جامِ جہاں بیں کردہ اند
قدسیاں بے بہرہ اند از جرعۂ کاس الکرام | ایں تطاول بیں کہ با عشاق مسکیں کردہ اند

اخلاص نیت اور اصابۂ عمل!

حضرات! ہمارا یہ اجتماع اور احتفال ایک اجتماعی عمل ہے۔ ہم سب جمع ہوئے ہیں کہ اپنے گم کردہ مقصد کی جستجو کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ حکمتِ الٰہی نے تمام اعمال کی کامیابی کے لئے جو شرائط مقرر کردی ہیں، وہ اس عمل کی کامیابی کے لئے بھی ضروری ہوں، پس ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ مقصد کی جستجو سے پہلے خود اپنے اندر اُن شرائط کی جستجو کرلیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قوتیں عطا کی ہیں۔ دماغ دیا ہے جو ارادہ کرتا ہے اور اعضاء وجوارح دیے ہیں جو عمل

ارادے کو فعل میں لاتے ہیں۔ پس ہر انسانی عمل کی کامیابی کے لئے قدرتی طور پر دو باتیں ضروری ٹھہریں۔ ارادہ کا صحیح ہونا۔ اور فعل کا صحیح طریقہ پر انجام پانا۔ دنیا کا کوئی عمل نہیں جو ان دو شرطوں کے بغیر وجود میں آسکے۔ علوم و اخلاق میں ان ہی دو حقیقتوں کو مختلف ناموں سے تعبیر کیا ہے۔ عزم، منصوبہ، تصور، اعتقاد، وغیرہ سب سے وہی حقیقت مراد ہے جو افعال سے پہلے وجود میں آتی ہے، اور افعال کے لئے بمنزلہ علت و سبب کے ہوتی ہے۔ جب تک وہ صحیح نہ ہوگی، فعل بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ یہ بریڈلا ہال کی عمارت ہے جس میں ہم سب آج مجتمع ہوئے ہیں۔ یقیناً اس کی دیواریں اور محرابیں ہاتھوں نے چنیں اور اینٹ گارا بنا کر طیار کی گئیں، لیکن کیا یہ سب کچھ وجود میں آسکتا، اگر معمار اور انجینیر کے دماغ میں پہلے اسکا صحیح نقشہ ارادہ و تصور کی حالت میں نہ کھنچ جاتا؟ پہلے یہ ہال انجینیر کے دماغ میں بن چکا، تب کہیں جاکر اس زمین پر وجود میں آیا۔ اسی حقیقت کو شریعت نے ایک جامع اصطلاح نیت اور عمل سے تعبیر کیا ہے، اور تمام ایمانیات و عبادات کو ان ہی دو حقیقتوں کی تصحیح و اصلاح سے مرکب کیا ہے۔ نیت دماغ کا ارادہ اور دل کا یقین و اعتقاد ہے۔ اور عمل اس کا ظہور ہے جو ظاہر میں مرتب ہوتا ہے۔ پس شریعت تبلاتی ہے کہ تمام کاموں کی کامیابی کے لئے پہلی شرط نیت کی تصحیح اور درستگی ہے۔ یہی اصلی جڑ ہے، باقی سب شاخیں۔ انما الاعمال بالنیات و لکل امرئ ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ و رسولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ و من کانت ھجرتہ لدنیا یصیبھا او امراۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ، فقیہ الامۃ حضرۃ امام بخاری نے اسی لئے اس جامع الکلم کو اپنی جامع صحیح کا سرنامہ و عنوان قرار دیا کیونکہ تمام اعمال کی بنیاد اور تمام ایمانیات و عبادات کی اصل یہی قانون الٰہی ہے اور اس لئے جو کچھ بھی اُس کتاب میں روایت کیا گیا ہے، گویا وہ سب کا سب اسی کی شرح اور اسی اجمال کی تفصیل ہے۔

حضرات! آپ نے اپنے بزرگانہ لطف و کرم سے جو خدمت میرے سپرد کی ہے، میں اسکی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انجام دہی میں خیانت کرونگا، اگر اس حقیقت کی طرف سب سے پہلے آپ کو توجہ نہ دلاؤں۔
اس راہ کی سب سے پہلی شرط نیت کا اخلاص ہے اور ہر اُس قلب پر فلاح و کامیابی کی لذّت حرام ہے جو اخلاص نیت کی دولت سے محروم ہو۔ اخلاص نیت سے مقصود یہ ہے کہ جو کام کیا جائے اُس سے مقصود صرف ادائے فرض ہو اور اللہ اور اس کی مرضات ہوں ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔ غرض نفس، اور ذات کی خواہشوں اور آلودگیوں کو اس میں دخل نہ ہو۔

قرآنِ حکیم نے جابجا انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا اسوۂ حسنہ ہمیں بتلایا ہے کہ خدمتِ انسانی اور دعوتِ امت کی راہ میں ان کا اعلان کیا تھا؟ ما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علیٰ رب العالمین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت امام دارمی نے روایت کیا ہے کہ ہمیشہ یہ دعا مانگا کرتے اللھم اجعل عملی کلہ صالحا، واجعلہ لوجھک خالصًا، ولا تجعل لاحد فیہ شیئًا!

حضرات! گزشتہ پچاس برس سے ہندوستان میں مختلف اغراض و مقاصد سے مجالس اجتماعات کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور جہاں ان کا وجود ہمارے تمام اجتماعی اعمال کیلئے بحکم شوریٰ ضروری ہے، وہاں نیات و مقاصد کے لئے ایک نئی امتحانگاہ بھی پیدا ہو گئی ہے ان مجالس میں شہرت کے ذرائع ہیں، ترفع کے مواقع ہیں، نمود و نمایش کے مطامع ہیں، ان میں تقریریں کی جاتی ہیں۔ جن کی تحسین میں نعرہ ہائے توصیف بلند ہوتے ہیں، انکے عہدے اور مناصب ہیں، جن کے لئے امیدواروں میں منافست و مسابقت کی کشمکش ہے، ان کی صدارت و ریاست ہے جس کی طمع بسا اوقات ہمارے اخلاص عمل پر غالب آجاتی ہے پس ہم سب کا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ اپنی اپنی نیتوں اور دلوں کا کامل راست بازی کے ساتھ مراقبہ کریں، اور ان مہلکات راہ سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہوں۔ ہمارا مقصد نہایت عظیم ہے اور ہم نے ادائے فرض اور خدمتِ انسانی کی ایک ایسی راہ میں قدم رکھا ہے، جس سے بڑھ کر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ذمہ داری کی انسان کے لئے کوئی راہ نہیں ہو سکتی۔ ہمارے کاندھوں پر اللہ کے رسولوں اور نبیوں کی نیابت کا مقدس بوجھ ہے، اور ہمارے سامنے حق کی شہادت اور امت مرحومہ کی احیاء و تجدید کا عظیم الشان کام ہے، حیف ہے اگر ایک ایسے مقدس اور پاک کام میں بھی اپنی نیتوں کو پاک نہ رکھ سکیں، اور اغراض و ہوا کی ایک ادنیٰ کدورت بھی ہمارے دلوں کو ملوث کر سکے۔ پس ہر حال میں پہلا کام تصحیح و اخلاص نیت کا ہے جبتک اس اولیں منزل سے قدم کامیاب گذر جائینگے، فوز و فلاح کی کوئی منزل رونما نہیں ہو سکتی۔

دوسری شرط اس راہ کی صحتِ عمل ہے، صحتِ عمل سے یہ مقصود ہے کہ جب ارادہ و اعتقاد صحیح ہو گیا تو اب اُس کو فعل میں لانے کے لئے جو طریقے اختیار کئے جائیں، وہ نہج حق و صواب پر ہوں یعنی ہر طرح کی گمراہی، کجروی اور کمزوری و نقائص سے محفوظ ہوں۔ اس بارے میں قرآن حکیم نے ہمیں تبلایا ہے کہ تمام برکات عمل کا اصلی مبدأ و سرچشمہ انبیاء کرام علیہ السلام کا اسوہ حسنہ ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ اور پانچ وقت ہم خدا کی سکھلائی ہوئی یہ دعا مانگا کرتے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیھم۔

سورۂ نساء میں تبلادیا ہے کہ جماعت من انعم اللہ علیھم کون ہے؟ فرمایا ہے سب سے پہلا طبقہ اُن میں انبیاء کرام کا ہے الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین، وحسن اولئک رفیقا۔ پس صرف وہی عمل مقبول ہو سکتا ہے جو وجہ صواب پر ہو اور وہ نہیں ہے مگر انبیاء کرام کا اسوہ، جو عمل اس اسوہ متاسی طریقۂ نبوت سے متحقق، اور منہاج نبوت کے قدم بقدم ہوگا وہ کبھی مقبول و مشکور نہیں ہو سکتا۔

حضرات! یہی دو شرطیں ہیں جنکی تکمیل پر ہمارے تمام اعمال کی کامیابی بھی موقوف ہے۔ کتنا ہی اخلاص نیت ہو، لیکن عمل کی کامیابی حاصل نہ ہوگی، اسی طرح خواہ کتنا ہی بہتر طریق صواب اختیار کیا جائے، لیکن اگر اخلاص نیت کی رو سے عمل خالی ہوگا، تو کبھی کامیابی سے ہمکنار

نہ ہوسکیگا۔ چنانچہ اسی بنا پر صحابہؓ وسلف سے آیہ کریمہ لیبلوکم ایکم احسن عملاً کی تفسیر میں منقول ہے (کما رواہ ابن عساکر وابن کثیر والسیوطی وغیرہم) "ای اخلصہ و اصوبہ" پھر اسکی تشریح کی اذا کان العمل خالصاً ولم یکن صواباً لم یقبل واذا کان صواباً ولم یکن خالصاً لم یقبل حتی یکون خالصاً صواباً والخالص ان یکون للہ و الصواب ان یکون علی السنۃ۔ لیکن سنت سے یہاں مراد صرف عبادات وطاعات ہی کی سنن نہیں ہے، بلکہ اعمال نبوّت کے تمام سنن ونوامیس مقصود ہیں۔ جنکی راہیں اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر کھول دیتا ہے اور وہ اُن کے ذریعہ معالجۂ نفوس وتزکیۂ قلوب وتشکیل جماعت، وتاسیس امۃ صالحہ کا عمل عظیم انجام دیتے ہیں۔ یہ بات کہ انسان کی بھیڑوں کو ایک منظم ومتقوم امۃ صالحہ وعاملہ کی شکل میں بدل دینا، اور بکھرے ہوئے اجزاء سے ایک متحد ومؤتلف جسم میں قومیت ڈھال لینا، اور تمام امراض اجتماعیہ اور علل المعاونیہ کی تداوی وطبابت سے عہدہ برآ ہونا ایک خالص عمل نبوت ہے اور انبیاء کرام کے بعد صرف وہی ورثاء نبوت اس عمل کو انجام دےسکتے ہیں جو اسوۂ حسنۂ نبوّت سے متاسّی ہوں۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے حکمت نبوّت کے اسرار وغوامض کا دروازۂ وراثت ونیابت کھولدیا ہو۔ شرح اس اجمال کی بہت طولانی ہے یہاں صرف اشارہ مقصود ہے اور ان مطالب کو اپنے بعض تالیفات میں مشرح لکھ چکا ہوں۔

حضرات علماء کرام وارکان جمعیۃ! اس وقت ایک بہت بڑی آزمایش ہمارے طریق عمل کے لئے درپیش ہے ہم نے مدتوں کی غفلت کے بعد قومی واجتماعی اعمال کی کشمکش وکشاکش میں قدم رکھا ہے، اس لئے سب سے پہلے ہماری نظر آج کل کے مجلسی واجتماعی کاموں کے طرق واسلوب پر پڑتی ہے۔ اور تقلید ومحاکات کا جذبہ ہمیں بے اختیار اُن کی جانب کھینچنے لگتا ہے۔ لیکن میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ آپ کی راہ اُن راہوں سے بالکل الگ ہے، اور کتاب اللہ کی ہدایت اور حکمت نبوۃ کی سُنۃ نے آپ کو دُنیا اور دُنیا والوں کے تمام گڑھے ہوئے طریقوں اور قاعدوں سے مستغنی کردیا ہے۔ آپ اس لئے نہیں ہیں کہ انسانوں کے بنائے ہوئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

طریقوں کی تقلید کریں، بلکہ آپ کو علم و عمل شریعت اس لئے دیا گیا ہے تاکہ دُنیا کی آنکھیں آپ کی طرف امید و طلب سے اُٹھیں، اور آپ کی ہدایت ان کے لئے اتباع و تقلید کا پیام ہو۔ آپ کے پاس اللہ کی کتاب ہے، اور اُسکے رسول کی سُنّت ہے، اور ان دو چیزوں سے بڑھ کر اور کونسا مبدء علم اور سرچشمۂ حکمت ہو سکتا ہے جو انسانی اعمال کے تمام اصول و فروع کے لئے دنیا میں وجود رکھتا ہو! دُنیا میں علم و یقین صرف وحیِ الٰہی اور علوم و اعمال نبوت ہیں۔ اس کے سوا علم و یقین کا اس سما رد نیا کے نیچے وجود نہیں۔ اس کے ماسوا جس قدر بھی ہے قرآن پکار پکار کے کہتا ہے کہ ظن ہے، تخمین ہے، قیاس ہے، اٹکل ہے، تخرص اور تلعّب بالریب ہے، ظلمت ہے، ظلمات بعضها فوق بعض ہے۔ ما لهم بذالك من علم ان هم الا يظنون۔ بل هم فی شك يلعبون۔ ما لهم به من علم ان يتبعون الا الظن وان الظن لا يغنى من الحق شيئا۔ افمن كان على بينة من ربه كمن زين له سوء عمله واتبعوا اهواءهم۔ وغير ذالك من الآيات والقواطع۔ علم، یقین، برہان، بصیرت، فرقان، النور، اور نورٌ علیٰ نور تو صرف اُسی اعلم الخلائق اور اعرف العباد کی درسگاہ سُنت و حکمت سے مل سکتا ہے جو شک کی جگہ یقین کا جہل کی جگہ علم و بصیرت کا، ظن و رائے کی جگہ بینہ و حجۃ کا، قیاس و تخمین کی جگہ برہان و فرقان کا، اور ان سب سے بھی بڑھکر یہ کہ نور کا، تبیانا لکل شیءٍ کا، اور عروۃ الوثقیٰ لا انفصام لها کا، تمام نوع انسانی کے سامنے اعلان کر رہا ہے، اور تمام کرۂ ارضی کو یہ کہکر بلا رہا ہے هذه سبيلى ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعنى (یوسف) پس اب سوال یہ ہے کہ هل يستوى الاعمىٰ والبصير اور هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون؟

پس اے علماء ملۃ! آپ کو اپنے طریق عمل و نظم کار کے لئے صرف کتاب و سُنۃ ہی کو دستور العمل بنانا چاہیئے، اور اور ہر طرف سے آنکھیں بند کر لینی چاہئیں۔ دنیا علم و بصیرت کے لئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ کی محتاج ہے، آپ کو علم و بصیرت کے لئے دُنیا والوں کی احتیاج نہیں ہے۔

دلا رامے کہ داری دل درو بند دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

فقید الملۃ والدین

حضرات! اس تمہید بیان کے بعد میں بالکل آمادہ تھا کہ مقاصد و مطالب کا سفر شروع کردوں لیکن اچانک ایک غمگین حادثہ کی یاد نے میرے قدم روک دیئے۔ آپ کی اس جمعیۃ کا گزشتہ اجلاس مجمع علماء ہند کے جس بزرگ و محترم وجود کی رہنمائی و صدارت میں منعقد ہوا تھا، آج وہ ہم میں نظر نہیں آتا اور اُسکی موجودگی کی برکتوں سے محروم ہو گئے ہیں، میرا اشارہ حضرت مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ کی ذات گرامی کی جانب ہے، اور میں یقین کرتا ہوں کہ آج آپ میں سے ہر فرد کو ان کی یاد دعوتِ غم دے رہی ہو گی۔ ان کی وفات بلاشبہ ایک قومی ماتم ہے اور ہم سب کو انکی یاد کی عزت میں چند لمحوں کے لئے رُک جانا چاہیے۔

حضرات! مولانا مرحوم ہندوستان کے گذشتہ دورِ علماء کی آخری یادگار تھے۔ اُن کی زندگی اس عہدِ حرمان و فقدان میں علماءِ حق کے اوصاف و خصائل کا بہترین نمونہ تھی، ان کا آخری زمانہ جن اعمالِ حقہ میں بسر ہوا وہ علماءِ ہند کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہینگے، ستر برس کی عمر میں جب اُن کا قد اُن کے دل کی طرح اللہ کے آگے جُھک چکا تھا، عین جوارِ حرم میں گرفتار کئے گئے اور کامل تین سال تک جزیرۂ مالٹا میں نظر بند رہے۔ یہ مصیبت انھیں صرف اسلئے برداشت کرنا پڑی کہ اسلام و ملّتِ اسلام کی تباہی و بربادی پر اُن کا خدا پرست دل صبر نہ کر سکا اور انھوں نے اعداءِ حق کی مرضات و اہواء کی تسلیم و اطاعت سے مردانہ وار انکار کر دیا۔ فی الحقیقت انھوں نے علماءِ حق و سلف کی سنّت زندہ کر دی اور علماءِ ہند کے لئے اپنی سنت حسنہ یادگار چھوڑ گئے۔ وہ اگرچہ اب ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن ان کی روحِ عمل موجود ہے، اور اس کے لئے جسم کی طرح موت نہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وما دام ذکر العبد بالفضل باقیاً فذالک حی وھو فی التراب ھالک

اُسوۂ یوسفی

حضرات! ٹھہریئے۔ ابھی ایک اور جماعت بھی ہے جو آپ کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ یہ ہمارے رفقائے طریق ہیں جو کل تک ہمارے ساتھ دعوت و تبلیغ حق میں سرگرم تھے اور جن کو آج اس جمعیۃ کی صف اوّلیں میں ہونا تھا۔ مگر وہ یہاں نظر نہیں آتے۔ وہ اس وقت آپ کو کہاں ملینگے؟ آپ انہیں اس مصر فراعنہ میں نہ ڈھونڈھیں، جس کی وسیع آبادیاں اگرچہ آلِ فرعون کے لئے عیش کدۂ حکومت و آزادی کا حکم رکھتی ہیں مگر اسیرانِ بنو اسرائیل کے لئے سرتاسر زندانِ استبداد ہیں۔ وہ آپ کے کنعانِ ملت کے عزیز گم گشتہ ہیں، اگر آپ ڈھونڈھتے ہیں تو اسی یوسف کدۂ عزت و اقبال میں ڈھونڈھیئے جہاں اگرچہ السجن احب الی مما یدعوننی کے زنجیر و طوق میں وہ گرفتار ہیں مگر فی الحقیقت انک الیوم لدینا مکین امین۔ اور کذالک مکنا لیوسف فی الارض کا تاج و تخت فتح و مراد بھی اسی زنجیر و طوق سے ڈھالا جا رہا ہے۔ قد من اللہ علینا انہ من یتق و یصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین!

حضرات! قرآن حکیم نے ہمارے سامنے حضرت یوسف علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُسوۂ حسنہ پیش کیا ہے:۔ لقد کان فی یوسف و اخوتہ آیاتٌ للسائلین حضرۃ یوسف مصر کے بازاروں میں غلام بنا کر فروخت کئے گئے۔ پھر ان کے سامنے دو راہیں کھلیں ایک میں اللہ کی معصیت تھی اور ایک میں انسان کا ظلم۔ انھوں نے قید خانے کی مصیبت گوارا کر لی۔ مگر معصیت کی عیش و آزادی گوارا نہ کی۔ اُن کو حق کی فتح اور ظلم کے خسران پر اسقدر یقین و ایمان تھا کہ خوشی خوشی قید خانے چلے گئے اور انکی روح ہمیشہ اس یقین سے معمور رہی کہ اگر وہ حق پر ہیں تو بالآخر کامیابی و فتح مندی اُن ہی کے حصے میں آئے گی۔ اُن کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

استغراقِ ایمانی اور ادائے فرضِ دعوۃِ حق کا یہ حال تھا کہ قید خانے میں بھی زبان کھلی تو اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ حق و ہدایت کی تبلیغ و دعوت ہی کے لئے کھلی یاصاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار۔ بالآخر جب فیصلۂ حق و باطل کا وقت آگیا تو نصرتِ الٰہی ظاہر ہوئی اور جو زنجیریں قید خانۂ مصر میں پہنائی گئی تھیں، وہی بالآخر مصر کا تاج و تخت بن کر نمودار ہوئیں۔ رب قد آتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض انت ولیّ فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلمًا والحقنی بالصالحین! اس اسوۂ یوسفی کے بصائر و عبر بے شمار ہیں مگر زیادہ نمایاں حقیقت جو ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص تاجِ مصر سر پر رکھنے کا طلبگار ہو، اسکے لئے ضروری ہے کہ پہلے زندانِ مصر کے طوق و زنجیر کو اپنے اپنے دست و گردن کا زیور بنالے، ہم تختِ مصر کا جاہ و جلال دیکھکر للچانے لگتے ہیں، مگر زندانِ مصر کی قید و محن فراموش کردیتے ہیں حالانکہ طلبگارانِ تاجِ آزادی کے لئے پہلی منزل زندان و قید ہی کی ہے۔

اے کہ از دیدارِ یوسف غافلی وارغ یعقوب و زلیخا رانگر!

بلاشبہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی چشم شوق ایک مدت کے ہجر و فراق کے بعد جمال یوسفی سے روشن ہوئی۔ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون۔ مگر معلوم ہے کہ فتح و مراد کی یہ روشنی اُسی سفیدیٔ چشم سے چمکتی تھی جو ایک مدت مدید کے صبر و طلب سے دیدۂ یعقوبی میں پھیل چکی تھی وقال یا اسفیٰ علیٰ یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم۔ پس اس راہ میں پہلی آزمائش صبر کامل اور طلب صادق ہی کی ہے جب تک طلب یعقوبی حاصل نہ ہو، طلعت یوسفی نظر افروز نہیں ہوسکتا۔

یامن شکی شوقہ من طول فرقتہ اصبر، لعلک تلقی من تحب غدا

مولانا روم کے اشارات اس مقام پر کیا لطیف و بدیع ہیں:-

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تو کہ یوسف نیستی یعقوب باش! روز و شب در گریہ و آشوب باش

پیشِ یوسف نازش خوبی مکن جز نیاز و آہ یعقوبی مکن

سورۂ یوسف نے یہ حقیقت بھی آشکارا کر دی کہ اگر ایک غلام زندانی اپنے حسن عمل و استقامت سے ملک کے تاج و تخت کا مالک ہو جا سکتا ہے تو کیا ایک پوری قوم ایمان و عمل کے غیر مسخر اسلحہ سے مسلح ہو کر اپنی کھوئی ہوئی حکومت واپس نہیں لے سکتی؟ ولقد احسن القائل۔

ہزار رخنہ بدام و مرا بہ سادہ دلی تمام عمر در اندیشۂ رہائی یافت!

حضرات! الحمد للہ کہ اسوۂ یوسفی کے اتباع و تاسی کا باب سعادت ملک و ملت پر کھل چکا ہے اور زندانِ ہند میں اب روز بروز آزادگانِ حق کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ ابھی ابھی ہم ملک و ملت کے محبوب و محترم پیشواؤں کو کراچی کے قید خانے میں وداع کر کے آرہے ہیں اور آپ کی جمعیۃ کے سرگرم و فدا کار ناظم مولانا احمد سعید دہلی سے میانوالی کے جیل میں اس طرح پہنچائے گئے ہیں کہ ان کے جسم پر قیدیوں کا کمل پڑا تھا اور ہاتھ ہتکڑیوں میں بندھے ہوئے تھے۔

وحدثتني يا سعد عنها فزدتني جنونًا، فزدني من حديثك يا سعد

حضرات! اگر اللہ کی محبوبیت، خدمت ملت کی لازوال عزت، دعوت و شہادۂ حق کا شرفِ بے مثال، صرف اِن ہی زنجیروں اور ہتکڑیوں کے معاوضہ میں مل رہا ہے، تو اس سے زیادہ ارزاں سودا اور کون ہو سکتا ہے اور ہزار رشک و حسرت ان خوش نصیبوں پر جو اس دولتِ بیکراں اور سعادتِ بے ہمتا سے شاد کام ہوئے!

تمنت سليمى ان نموت بحبها واهون شئ عندنا ما تمنت

حضرات! یقیناً یہ وہی وقت ہے جس کی صحاح کی حدیث میں خبر دی گئی تھی۔ الصبر فيهن كالقبض على الجمر۔ اُن وقتوں میں ایمان و حق پر استقامت ایسی مشکل ہو جائیگی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جیسے انگاروں کو مٹھی میں لینا۔ سو واقعی آج یہی حال ہو رہا ہے۔ آج ایمان پر قایم رہنا گویا آگ سے کھیلنا ہے، اور جو شخص اس کے لئے طیار نہیں اُسے چاہئے کہ اس شعلہ زار حق پرستی سے ہٹ جائے اور اسے جانبازان ایمان کے لئے چھوڑ دے۔

گریزد از صفِ ما ہر کہ مردِ غوغا نیست　　کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ ما نیست

حضرات! خدارا ابتلائیے میں اپنے دل کے خونچکاں زخموں کا مرہم کہاں ڈھونڈھوں کون ہے جو اُس درد وغم کا لذت شناس ہو سکتا ہے جس کو برسوں سے اپنے سینۂ مجروح میں چھپائے ہوئے ہوں؟ جب سوچتا ہوں کہ ہمرہانِ طریق آج قید خانوں میں اسیر ہیں اور میں نامراد جلسوں کی صدارتیں کرتا پھرتا ہوں تو یقین کیجئے کہ مجھے اپنی اس زندگی اور نام نہاد آزادی، سے وحشت ہونے لگتی ہے، اور میں لفظوں اور صداؤں میں اُس درد وغم کی کشمکش ظاہر نہیں کر سکتا جس سے میرا سینہ شق ہونے لگتا ہے۔ اگر احادیث میں روکا نہ گیا ہوتا کہ مومن کو ابتلا کی تمنا نہیں کرنی چاہئے تو یقین کیجئے کہ میں اس آزادی سے اسقدر اُکتا گیا ہوں کہ قید وبند کی آرزوئیں کرتا اور اس کے لئے خدا سے دُعائیں مانگتا! اس پر بھی آپ کو معلوم ہے کہ قطع نظر ایام گزشتہ کے پچھلے دو ماہ کے اندر میں اپنی جانب سے بار بار معاملہ کو انتہا تک پہنچا چکا ہوں مگر نہیں معلوم کیا بات ہے ساری دُنیا گرفتار کی جا رہی ہے، مگر مجھ مشتاق کے نام کوئی پیام نہیں آتا۔

دیوانہ براہے رود و طفل بدراہے　　یاراں مگر ایں شہر شما سنگ نہ دارد

حضرات! مجھے یقین ہے کہ میں آپکے دلوں کی سچی ترجمانی کروں گا۔ اگر اُن تمام عزیزانِ ملت کو آپ کی جانب سے پیام محبت وتشکر پہنچاؤں، پس اُن سب پر سلام، جو دین وملت کے نام پر زندان ہائے ہند میں اسیر ہیں، اور ان سب کے لئے ہمارے دلوں کی مخلصانہ تبریک، ہماری روحوں کا لازوال عشق، اور اللہ کی خوشنودی ومحبت کی ابدی وسرمدی بشارت۔ وہ وقت دور نہیں ہے جب یا تو ہم خود اُن تک پہنچینگے، یا اُن کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنے حلقۂ محبت وشوق کے اندر موجود پائینگے عسی اللہ ان یاتینی بھم جمیعا انہ ھو العلیم الحکیم!

دُعاء اصحاب کہف

حضرات! ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہے کہ میں نے اس خطبہ کو شروع کرتے ہوئے اپنے دعائیہ کلمات کا خاتمہ اس دعا پر کیا تھا ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا - آپ سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ دعا بھی منجملہ ادعیۂ قرآنیہ کے ہے، اور سورۂ کہف میں ہمیں بتلایا گیا ہے کہ اصحاب کہف نے اتباعِ حق کی راہ میں اپنے وطن و دیار کو چھوڑتے ہوئے یہ مقدس دعا مانگی تھی - اصحاب کہف سے مقصود چند بندگانِ مؤمن ومخلص ہیں ربی اعلم بعدتھم - جو ایک ایسی آبادی میں بستے تھے جس میں ہر طرف ظلم وضلالت کی حکومت چھائی ہوئی تھی اور کوئی گوشۂ امن وعافیت ایسا نہ تھا جو پیروانِ حق کے لئے مأمن وملجا ہو سکتا اُن کا جُرم صرف یہ تھا کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے تھے، اور طریق حق کو چھوڑکر بطلان وضلالت کے آگے سر جُھکانا نہیں چاہتے تھے - انھم فتیۃ آمنوا بربھم وزدناھم ھدیً - وہ صرف ایک ہی پروردگار عالم پر ایمان رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا سر اسکے آگے جُھک چکا - اب اور کسی ہستی کے آگے نہیں جُھک سکتا - فقالوا ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونہ الٰھًا لقد قلنا اذًا شططا - لیکن یہ حق پرستی ان کے حکمرانِ ملک کے قانون میں سب سے بڑا انسانی جرم ٹھہری اور جبکہ ان کی آبادیوں میں ظلم کے لئے عیش وآزادی تھی - کفر کے لئے عافیت تھی، گمراہی کے لئے امن تھا، تو ان عشاقِ حق کے لئے صرف جنگلوں کے بھٹے اور پہاڑوں کی غاروں ہی میں امن ونجات کا گوشہ باقی رہ گیا تھا - بالآخر وہ آبادی سے نکل کر ایک پہاڑ کی غار میں پوشیدہ ہو گئے، اور انسانی آبادی کا دروازہ جن مظلوموں پر بند ہو گیا تھا انکے لئے خدا کے پہاڑ نے اپنا آغوش کھولدیا - فاووا الی الکھف، ینشر لکم ربکم من رحمتہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وھیئ لکم من امرکم مرفقا۔

حضرات! عہدِ قدیم کی یہ ایک داستانِ عبرت ہے جو کلامِ الٰہی نے ہمیں سنائی ہے، اور اس بارے میں قرآنِ حکیم کا اسلوبِ بیان آپ کو معلوم ہے کہ وہ بحکم "فیہ نبأ ما قبلکم، وخبر ما بعدکم، وحکم ما بینکم" (رواہ الترمذی عن علی وصححہ، وابو نعیم فی الحلیۃ عن عدۃ طرق) ہمیشہ ماضی کو مستقبل کے لئے اور رفتہ کو آیندہ کے لئے بیان کرتا ہے اور اعمالِ انسانی کے یکساں و یک رنگ حوادث و ایام کو بطور تاریخی استقرا کے مرتب کرکے دائمی نتائج و عواقب کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں بھی مسلسل یا متفرق قصص و ایام ماضیہ کا ذکر کیا ہے، صاف صاف واضح کر دیا ہے کہ مقصد جمع تاریخ اور نقل و حکایات نہیں ہے بلکہ وہ حقیقت ہے جسے الگ کر دینے کے بعد تاریخ افسانہ بن کر رہ جاتی ہے اور اس کے وجود میں دنیا کے لئے کوئی سود اور فائدہ باقی نہیں رہتا یعنی موعظۃ و تذکیر، انتباہ و اعتبار، واقعات و حوادث کے تسلسل و یکرنگی سے قوانینِ عالم کا ادراک و انکشاف، اور گزشتہ سے آیندہ کا استنباط۔ چنانچہ سورۂ ہود میں جس کا محورِ بیان یہی حقیقت ہے فرمایا وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکریٰ للمؤمنین۔ اور عہدِ نوح سے لیکر عہدِ موسیٰ تک کے ایام کا ذکر کرکے نتیجہ نکالا وکذلک اخذ ربک اذا اخذ القریٰ وھی ظالمۃ۔ ان اخذہ الیم شدید۔ ان فی ذالک لاٰیۃ لمن خاف عذاب الاٰخرۃ۔ الخ۔ سورۂ یوسف کے آخر میں فرمایا وکاین من اٰیۃ فی السماوات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون۔ یعنی کائناتِ ہستی کی آیتوں میں سے ایک آیۃ تو ملکوت السماوات کی ہے جس کا تفکر ما خلقت ھذا باطلا اور انی وجہت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفا۔ الخ کا بابِ عرفان و حقیقت کھولتا ہے اور دوسری قسم آیاتِ ارضیہ کی ہے اور آیاتِ ارضیہ میں سب سے زیادہ نمایاں آیت حوادث و ایام کی ہے جو ہمیشہ قوموں اور ملکوں پر گزر چکے ہیں اور اب یا تو صرف ان کی داستانیں زبانوں پر باقی رہ گئی ہیں۔ جعلناھم احادیث۔ یا اطلال و آثار ہیں،

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بہت سے مٹ چکے اور بہت سے ٹوٹی ہوئی دیواروں اور ویران کھنڈروں کی شکل میں عبرت سرائی کے لئے باقی ہیں منھا قائم وحصید - پس اس آیت میں حوادث وایام امم کو بھی زمین کی آیتوں اور نشانیوں سے تعبیر کیا گیا اور اسی طرح سورہ یونس، اعراف، شعراء، وغیرہا میں بیانِ واقعات کے بعد فرمایا - فانظر کیف کان عاقبۃ المنذرین فانظر کیف کان عاقبۃ المجرمین - ان فی ذالک لآیۃ وما کان اکثرھم مؤمنین بسورہ نور میں بالکل واضح کر دیا ولقد انزلنا الیکم آیات بیّنات ومثلاً من الذین خلوا من قبلکم - اور عام طور پر بھی ہر جگہ ایام گزشتہ سے نتائج وعبر اخذ کئے ہیں اور انسان کی غفلت واعراض پر افسوس کیا ہے کہ وہ آنکھ رکھکر بھی نہیں دیکھتا اور کان رکھکر بھی نہیں سنتا فکاین من قریۃ اھلکناھا، وھی ظالمۃ فھی خاویۃ علی عروشھا وبئر معطلۃ وقصر مشید، افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا واذان یسمعون بھا فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (حج)

غرض قرآن حکیم کا مقصد قصص واخبار سے موعظۃ وتذکیر ہے - آجکل فلسفۂ تاریخ کے بعض جدید مذاہب نے تاریخ اقوام سے قوانین اجتماع اور طبیعت اقوام کے اصول اخذ کئے ہیں لیکن قرآن حکیم نے موعظۃ وتذکیر کے ایک لفظ میں بے شمار حقائق ومعارف کے ساتھ اس حقیقت کو بھی آشکارا کر دیا ہے - قرآن کا استدلال اس بارے میں یہ ہے کہ جس طرح عالم جسمانی ومادی کے لئے ایک قانون طبیعت ہے، اور اشیاء کے خواص وآثار ہیں جو کبھی اُن سے علیحدہ نہیں ہو سکتے - پانی ڈوبتا ہے، آگ جلاتی ہے، زہر کی ہوست ہلاکت کا باعث ہوتی ہے، صالح غذا سے جسم نشو ونما پاتا ہے - ٹھیک اسی طرح عالم معنویات کے لئے بھی ایک قانون طبیعت ہے اور اشیاء کی طرح عقائد واعمال کے بھی خواص ونتائج ہیں جو کبھی ان سے الگ نہیں ہو سکتے - باطل کے لئے ہمیشہ مٹنا ہے، اور حق کے لئے ہمیشہ قایم رہنا ہے، فساد کا خاصہ ہمیشہ ہلاکت ہے، اور اصلاح کا نتیجہ ہمیشہ زندگی ظلم وجور ضرور ہے کہ جب کبھی ہو بالآخر شکست کھائے اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عدل و صداقت کے لئے ضروری ہے کہ جب کبھی ہو فتح پائے ۔ قرآن حکیم نے اسی قانون معنوی کو جابجا سنۃ اللہ اور فطرۃ اللہ کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے کیونکہ فی الحقیقت یہی ناموس خلقت ہے ، آئین طبیعت ہے ، آگ کی حرارت اور پانی کی برودت سے بھی زیادہ محکم و غیر مبدل ہے ، اور صرف عالم حیوانات ہی میں نہیں بلکہ کارخانہ ہستی کے ایک ایک وجود اور ایک ایک ذرہ تک میں جاری و ساری ہے ۔ قرآن کہتا ہے کہ دُنیا میں ہمیشہ اسی قانون کے ماتحت قوموں کو زندگی ملی ہے اور اسی کے ماتحت وہ ہلاک ہوئی ہیں ، اور چونکہ قانون دائمی ہے ، اعمال یکساں ہیں ، طبیعت غیر مبدّل ہے ، خواص لاینفک ہیں ، اور نتائج و ثمرات ناگزیر ، اس لئے آئندہ بھی ہمیشہ وہی ہوگا ، جو ہمیشہ ہوتا رہا ہے ۔ اور وقت کا امتداد و تغیر اللہ کے قانون مکافات و مجازاۃ عمل کو متغیر نہیں کر دیگا ۔ زہر کھانے سے اگر ایک ہزار برس پہلے آدمی مرجاتا تھا ، تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ اب زہر کھانے سے زندگی ملے ، اور اگر آگ پانچ ہزار برس پہلے جلاتی تھی تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ اب اُسکے شعلوں میں اُنگلی ڈالو اور ٹھنڈک اور راحت ملے ۔ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ۔

چنانچہ اسی بناپر جابجا گزشتہ حوادث و انقلابات کے نتائج کو سنۃ الاوّلین کے لفظ سے تعبیر کیا اور آخرین کے لئے اُس کو بطور دلیل و برہان استعمال کیا ۔ انفال میں کہا وان یعودوا فقد مضت سنۃ الاوّلین اور فاطر میں کہا فھل ینظرون الا سنۃ الاوّلین ۔ فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا ۔ اور سورۂ نساء میں فرمایا سنن الذین من قبلکم !

پس سُنّۃ اللہ سے مقصود یہ قانون نتائج حق و باطل اور آئین فلاح و خسران امم ہے ۔ نہ کہ مادّی و جسمانی خواص کا قانون جیسا کہ معتزلۂ قدیم و مقلدین یونانیات و فلاسفہ اور اُن کے خوشہ چینوں نے سمجھا ، اور جیسا کہ موجودہ عہد کے معتزلۂ جدید اور مفتونین فتنۂ علوم جدیدہ نے استدلال کیا ہے ۔ ایسا استدلال قطعاً تحریف معنوی ہے اور نظم قرآن کو بالکل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

درہم برہم کر دینا ہے۔

حضرات! آپ حضرات کی نظر علم و بصیرت سے یہ حقیقت بھی مستور نہ ہوگی کہ قرآن حکیم نے اس ضمن میں جماعتِ انسانی کے وحدتِ اعمال، وحدتِ خواص، اور وحدتِ نتائج کو ایک عجیب معجزانہ استدلال فطری کے ساتھ پیش کیا ہے۔ البتہ اُس کی فقہ و معرفت کا دروازہ صرف اُنہی قلوب صافیہ پر کھل سکتا ہے جن کو حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انوار کتاب و سنت کے اکتساب و استنارہ کے لیے مجلیٰ و مزکیٰ کر دیا ہو، اور جنھوں نے ظلمات قیل و قال، و آرا ر رجال، و صناعات مخترعۂ جدل و خلاف، و سبل متفرقۂ یونانیہ و کلامیہ کے طلسمات ظنون، اور کارخانہ جات اہوا سے نکل کر فضاء بے کنار حکمت قرآن و سنۃ کی سیر کی ہو۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

بہر حال قرآن حکیم نے حیات و امم کے قانونِ الٰہی کا اعلان کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ ابتدار خلقت سے جس طرح حق و عدالت کا ظہور یکساں رہا ہے، اُسی طرح بطلان و فساد کا ظہور بھی ہمیشہ یکساں رہا ہے۔ جس طرح حق کی صدائیں ہمیشہ ایک ہی طرح کی اُٹھی ہیں۔ اُسی طرح ظلم و عدوان کے دعوے بھی ہمیشہ ایک ہی طرح کے ہوئے ہیں۔ جس طرح حق و ہدایت کی شکل و صورت اور خصائص و اوصاف ہر عہد میں ایک ہی طرح کے رہے۔ اُسی طرح بطلان و فساد کا رنگ روپ بھی ہمیشہ ایک ہی طرح کا رہا۔ چنانچہ وہ جا بجا کہتا ہے بل قالوا مثل ما قال الاوّلون پھر اس استقرار کے بعد وہ اس قدرتی یقین و اذعان کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ جس طرح حق و باطل کی یہ دو زنجیریں متقابل و متوازی ابتدا سے چلی آتی ہیں، ضرور ہے کہ آیندہ بھی جاری رہیں تا آنکہ حق کی آخری فتح مندی کا وقت آجائے اور بطلان و فساد کی تمام سرکش قوتیں ہیچ ہو جائیں لیظہرہٗ علی الدین کلہ۔ پس ماضی میں جو کچھ ہو چکا ہے مستقبل میں بھی ہوگا۔ اور ماضی میں جو نتائج نکلے ہیں ضرور ہے کہ مستقبل میں بھی نکلیں۔ ہمیشہ ایسا ہوگا کہ حق و باطل، نور و ظلمت، ظلم و مظلومی کا معرکۂ آویزش و کشاکش گرم ہوگا۔ حق کا یہ خاصۂ طبیعت ہے کہ اسکی غربت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

و بیچارگی جتنی زیادہ ہوگی، اُسی قدر وہ فتح و فوز سے قریب ہوتا جائیگا، اور باطل کا خاصۂ طبیعت ہے کہ اس کی قوتِ ظلم اور استعدادِ فساد جس قدر بڑھتی جائے گی، اُتنا ہی وہ ہلاکت و خسران کے لئے زیادہ طیار ہوتا جائیگا۔ حق کی مظلومی میں، بالطبع داعیۂ فتح ہے، اور ظلم کی سرکشی میں بالطبع داعیۂ خسران۔ کچھ عرصہ تک کشمکش جاری رہے گی اور فساد کو تکمیلِ مادۂ خسران کیلئے ایک خاص زمانے تک مہلت دی جائے گی۔ اس مہلت کو قرآن حکیم نے جابجا تمتّع الیٰ حین اور تربُّص و انتظار و اجل سے تعبیر کیا ہے، اور اُس خاص وقت کو جو قانونِ الٰہی کے ماتحت ظہورِ نتائج کے لئے مطلوب ہوتا ہے اجلِ مقدر اور اجلِ مسمیٰ کہا ہے۔ ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمیٰ لجاءھم العذاب۔ الخ۔ اور سورۂ یونس میں فرمایا ویقولون متیٰ ھٰذا الوعد ان کنتم صادقین ؟ قل لا املک لنفسی ضرا ولا نفعًا الا ما شاء اللہ لکل امۃ اجلٌ اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ پس جب وہ وقت آجائے گا اور مادۂ فساد تکمیل تک پہنچکر انفجار کے لئے طیار ہوجائے گا، تو پھر حق و باطل کا آخری فیصلہ ظہور میں آئے گا۔ حق کی مظلومی و درماندگی فتح پائے گی، باطل کی مغرور طاقت و سطوت کچھ کام نہ دے گی! قرآن حکیم کی اصطلاح میں اس آخری فیصلہ کا نام قضاء بالحق ہے اور اب لوگوں نے اسے انتخاب اصلح اور بقائے امثل کے نام سے بھی پکارنا شروع کیا ہے۔ فاذا جاء امر اللہ قضی بالحق وخسر ھنالک المبطلون۔

حضرات! اصحاب کہف کو اگر اپنے عہد کے ضلالت و طغیان سے درماندہ و لاچار ہوکر پہاڑ کی غار میں پناہ لینی پڑی، تو گو وہ عہد جاچکا ہے، لیکن اُس عہد کی ضلالت و طغیان دُنیا سے رخصت نہیں ہوئی ہے، آج بھی عشاقِ حق کے عزم و ثبات کے لئے ایک ویسی ہی آزمائش درپیش ہے۔ آج بھی ظلم کی حکومت ہے، بطلان و فساد کی فرمانروائی ہے، جور و طغیان کا دَور دورہ ہے، اور اصحاب کہف کی بستی کی طرح صرف ایک ہی قطعۂ ارضی نہیں بلکہ تمام کرۂ ارضی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی خشکی و تری حق و عدالت سے محروم ہوگئی ہے، اور خدا کی زمین پر اس کے مظلوم و درماندہ بندوں کے رہنے کوئی گوشۂ امن و عافیت باقی نہیں رہا ہے۔ ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔ گویا زمین کی تمام پچھلی نامرادیاں لوٹ آئی ہیں اور تاریخ عالم کی ساری گزری ہوئی شقاوتیں ایک ایک کر کے پلٹ رہی ہیں۔ سرزمین اصحاب کہف کا جبر و طغیان، فراعنۂ مصر کا ظلم و استبداد، نمارودۂ کلدان کا غرور و تمرد، اصحاب مدین کا انکار و اعراض، قوم عاد کا فسق و عدوان، یہ سب کچھ بہ یک ظرف و زمان جمع ہوگیا ہے۔ مصر و ایران، بابل و نینوی، یونان و روما، اگرچہ اپنے اپنے وقتوں میں اللہ کی صداقت و عدالت کے مقابلہ کیلئے اٹھ چکے ہیں لیکن اب اُن سب کی جگہ اور اُن سب سے بڑھ کر یورپ کی مدنیۃ ملعونہ ہے جو پانچ سال تک آگ اور خون کے سیلابوں میں غرق رہ کر بھی بدستور من اشد منا قوۃ؟ کا دعوے کر رہی ہے۔ اصحاب کہف کی جماعت چند انفاس پر مشتمل تھی، اس لئے پہاڑ کی غار میں انھیں پناہ مل گئی۔ لیکن آج اصحاب کہف کی سی مظلومی میں چند افراد ہی نہیں بلکہ آبادیوں کی آبادیاں اور اقلیموں کی اقلیمیں مبتلا ہوگئی ہیں، اور لاکھوں کروڑوں بندگانِ الٰہی پر اُن کی بستیوں اور شہروں میں امن و آزادی کا دروازہ بند ہوگیا ہے، اس لئے نہ تو صحراؤں کے اس قدر گوشے ہیں جہاں انھیں پناہ مل سکے اور نہ پہاڑوں کی اس قدر غاریں ہیں جو انھیں اپنے آغوش میں لے سکیں۔

حضرات! آئیے! قبل اسکے کہ ہم اس صف ماتم میں بیٹھیں، ذرا اپنی اُن بربادیوں پر بھی ایک نظر ڈالیں جن کے ماتم و فغاں سنجی کے لئے آج یہاں جمع ہوئے ہیں، تمام کرۂ ارضی کے مشارق و مغارب پر نظر ڈالئے اور ڈھونڈھئے کہ پرستارانِ حق و اسلام کے لئے کوئی ایک گوشۂ امن بھی آج باقی رہا ہے؟ سانپوں کے لئے بھٹ ہیں، اور درندوں کے لئے غاریں جہاں امن و بےفکری سے وہ اپنی رات بسر کر سکتے ہیں۔ مگر آہ! پیروانِ اسلام کے لئے آج تمام کرۂ ارضی میں چار بالشت زمین بھی امن و عافیت کی باقی نہیں رہی۔ گویا اسلام کی پوری تیرہ صدیوں کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وبیچارگی جتنی زیادہ ہوگی، اُسی قدر وہ فتح وفوز سے قریب ہوتا جائیگا، اور باطل کا خاصۂ طبیعت ہے کہ اس کی قوتِ ظلم اور استعداد فساد جس قدر بڑھتی جائے گی، اُتنا ہی وہ ہلاکت وخسران کیلئے زیادہ طیار ہوتا جائیگا۔ حق کی مظلومی میں بالطبع داعیۂ فتح ہے، اور ظلم کی سرکشی میں بالطبع داعیۂ خسران۔ کچھ عرصہ تک کشمکش جاری رہے گی اور فساد کو تکمیلِ مادۂ خسران کیلئے ایک خاص زمانے تک مہلت دی جائے گی۔ اس مہلت کو قرآنِ حکیم نے جا بجا "تمتع الی حین" اور "تربص" و "انتظار" و "اجل" سے تعبیر کیا ہے، اور اُس خاص وقت کو جو قانون الٰہی کے ماتحت ظہورِ نتائج کے لئے مطلوب ہوتا ہے، اجلِ مقدر اور اجل مسمیٰ کہا ہے۔ ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمیّٰ لجاءھم العذاب۔ الخ۔ اور سورۂ یونس میں فرمایا ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین ؟ قل لا املک لنفسی ضرا ولا نفعًا الا ما شاء اللہ لکل امۃ اجلٌ اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ پس جب وہ وقت آجائے گا اور مادۂ فساد تکمیل تک پہنچکر انفجار کے لئے طیار ہو جائے گا، تو پھر حق و باطل کا آخری فیصلہ ظہور میں آئے گا۔ حق کی مظلومی و درماندگی فتح پائے گی، باطل کی مغرور طاقت وسطوت کچھ کام نہ دے گی! قرآن حکیم کی اصطلاح میں اس آخری فیصلہ کا نام قضاء بالحق ہے اور اب لوگوں نے اسے انتخاب اصلح اور بقائے امثل کے نام سے بھی پکارنا شروع کیا ہے۔ فاذا جاء امر اللہ قضی بالحق وخسر ھنالک المبطلون۔

حضرات! اصحاب کہف کو اگر اپنے عہد کے ضلالت وطغیان سے درماندہ ولاچار ہوکر پہاڑ کی غار میں پناہ لینی پڑی تو گو وہ عہد جا چکا ہے، لیکن اس عہد کی ضلالت وطغیان دُنیا سے رخصت نہیں ہوئی ہے، آج بھی عشاق حق کے عزم وثبات کے لئے ایک ویسی ہی آزمائش درپیش ہے۔ آج بھی ظلم کی حکومت ہے، بطلان وفساد کی فرمانروائی ہے، جور وطغیان کا دور دورہ ہے، اور اصحاب کہف کی بستی کی طرح صرف ایک ہی قطعۂ ارضی نہیں بلکہ تمام کرۂ ارضی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی خشکی و تری حق و عدالت سے محروم ہوگئی ہے، اور خدا کی زمین پر اس کے مظلوم و درماندہ بندوں کے لئے کوئی گوشۂ امن و عافیت باقی نہیں رہا ہے۔ ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔ گویا زمین کی تمام پچھلی نامرادیاں لوٹ آئی ہیں اور تاریخ عالم کی ساری گزری ہوئی شقاوتیں ایک ایک کر کے پلٹ رہی ہیں۔ سرزمین اصحاب کہف کا جبر و طغیان، فراعنۂ مصر کا ظلم و استبداد، نماردۂ کلدان کا غرور و تمرّد، اصحاب مدین کا انکار و اعراض، قوم عاد کا فسق و عدوان، یہ سب کچھ بہ یک ظرف و زمان جمع ہوگیا ہے۔ مصر و ایران، بابل و نینوی، یونان و روما، اگرچہ اپنے اپنے وقتوں میں اللہ کی صداقت و عدالت کے مقابلہ کیلئے اُٹھ چکے ہیں، لیکن اب اُن سب کی جگہ اور اُن سب سے بڑھ کر یورپ کی مدنیۃ ملعونہ ہے جو پانچ سال تک آگ اور خون کے سیلابوں میں غرق رہ کر بھی بدستور من اشد منا قوۃ؟ کا دعوےٰ کر رہی ہے۔ اصحاب کہف کی جماعت چند انفاس پر مشتمل تھی، اس لئے پہاڑ کی غار میں انہیں پناہ مل گئی لیکن آج اصحاب کہف کی سی مظلومی میں چند افراد ہی نہیں بلکہ آبادیوں کی آبادیاں اور اقلیموں کی اقلیمیں مبتلا ہوگئی ہیں، اور لاکھوں کروڑوں بندگانِ الٰہی پر اُن کی بستیوں و شہروں میں امن و آزادی کا دروازہ بند ہوگیا ہے، اس لئے نہ تو صحراؤں کے اس قدر گوشے ہیں جہاں انھیں پناہ مل سکے اور نہ پہاڑوں کی اس قدر غاریں ہیں جو انھیں اپنے آغوش میں لے سکیں۔

حضرات! آیئے! قبل اسکے کہ ہم اس صف ماتم میں بیٹھیں، ذرا اپنی اُن بربادیوں پر بھی ایک نظر ڈالیں جن کے ماتم و فغاں سنجی کے لئے آج یہاں جمع ہوئے ہیں، تمام کرۂ ارضی کے مشارق و مغارب پر نظر ڈالئے اور ڈھونڈھیے کہ پرستارانِ حق و اسلام کے لئے کوئی ایک گوشہ امن بھی آج باقی رہا ہے؟ سانپوں کے لئے بھٹ ہیں، اور درندوں کے لئے غاریں جہاں امن و بےفکری سے وہ اپنی رات بسر کر سکتے ہیں۔ مگر آہ! پیروانِ اسلام کے لئے آج تمام کرۂ ارضی میں چار بالشت زمین بھی امن و عافیت کی باقی نہیں رہی۔ گویا اسلام کی پوری تیرہ صدیوں کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرکے نفس مطالب بطریق اشارات گوش گزار کردوں۔

مسئلہ احیاء وتجدید ملّت!

حضرات! جمعیۃ العلماء کا قیام فی الحقیقت مسئلہ" احیاء و تجدید ملت" کی ایک فرع ہے جو گذشتہ ایک صدی سے تمام عالم اسلامی میں دعاۃ اصلاح و ترقی کے لیے مبحث افکار و معرکۂ آراء و انظار رہ چکا ہے۔ مسئلۂ احیاء ملت کا مقصود واضح ہے یعنی مسلمانوں کو موجودہ پستی و ادبار سے نکالنے اور ان کے عزّ و اقبال رفتہ کے واپس لانے کے لیے کیا اسباب و وسائل اختیار کرنے چاہئیں؟ اور راہ عمل و فوز کیا ہو سکتی ہے؟ اس بارے میں ابتدا سے تین مختلف مذاہب اصلاح میں جو ہندوستان، مصر، ٹرکی، ایران، ٹیونس، اور بلاد ترکستان و قفقاز کے داعیانِ اصلاح نے اختیار کئے ہیں۔

پہلا مذہب وہ ہے جسے میں" اصلاح افرنجی" سے موسوم کرتا ہوں۔ گذشتہ صدی یورپ کے تمدن و صنائع کے ظہور و اعلان کا عہد تھا۔ یورپ کی پستی نہایت تیزی کے ساتھ بلند ہو رہی تھی، اور مشرق کی بلندی موجودہ پستی کی طرف اسی تیزی کے ساتھ گر رہی تھی۔ جب یورپ کے تمدن کا ہوش ربا جلوۂ اسلامی ممالک کے سامنے بے نقاب ہوا، تو دو مختلف اثرات دو مختلف جماعتوں پر مرتب ہوئے۔ غالب جماعت نے تو اپنی غفلت و جمود کی وجہ سے اس انقلاب و تغیر کی طرف نظر ہی نہ اُٹھائی، لیکن ایک جماعت ارباب بینش و خبر کی بھی تھی جس نے فوراً تغیر احوال محسوس کیا، لیکن جیسا کہ طبیعت بشری کا خاصہ ہے، اپنی پستی و کمزوری اور جلوہ کی نظر فریبی و ہوش ربائی کی وجہ سے باوّل نظر مرعوب و مسحور ہو گئی، اور مقابلہ و مقاومت کی جگہ تقلید و اطاعت کے جذبات اس میں پیدا ہو گئے۔ ہندوستان میں سرسید احمد خاں مرحوم اور انکے متبعین و مقلدین، ٹرکی میں سلطان محمود خاں اور اُسکے عہد کے وزراء مثلاً فواد پاشا، مصر میں محمد علی پاشا، ٹیونس میں خیر الدین صاحب" اقوم المسالک"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور بیرم تونسی صاحب "صفوۃ الاخبار" وغیرہم، اسی گروہ میں محسوب ہیں۔ اُنھوں نے اصلاح و تغیر کے لئے صرف یورپ کی تقلید، علوم حدیثہ کی ترویج، عادات و خصائل فرنگ کے تخلق و تشبہ، اور ان کے ذہنی و عملی تعبد و اطاعت کو اساس کار و اعتقاد اصلاح قرار دیا۔

دوسرا مذہب "اصلاح سیاسی" کا مذہب ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جسکو اسلامی ممالک پولیٹیکل زوال اور سیاسی اختلال کا حد درجہ استغراق ہوا، اسلئے اُسکی نظر اس طرف گئی کہ سب سے مقدم سیاسی اصلاح ہے۔ جب تک یہ ظہور پذیر نہو، کوئی سعی سودمند نہیں ہوسکتی۔ ممالک اسلامیہ میں اس مذہب اصلاح کے سب سے بڑے داعی مرحوم سید جمال الدین اسد آبادی تھے، اور ٹرکی میں مدحت پاشا ابو الاحرار کی دعوت بھی اسی مسلک میں محسوب ہے۔

تیسرا مذہب اصلاح "اصلاح دینی و اسلامی" کا ہے، اور اگرچہ اس مذہب کے دعاۃ بمقابلہ مذاہب سابقہ قلیل رہے، مگر فی الحقیقت مسئلہ اصلاح میں یہی گروہ اصحاب رشد و ہدایت اور سالکین جادۂ اقتصاد و حق کا رہا ہے۔ بحکم حدیث غربت "قلیل فی ناس سوء کثیر" (رواہ ابو داؤد) گو ان کی تعداد قلیل اور ان کی صدائیں ضعیف رہیں، لیکن زمانہ روز بروز ان کی دعوت سے قریب تر ہوتا گیا، اور مذاہب سابقہ کی نامرادیوں نے بہت جلد اس مسلک کی صحت و حقانیت دنیائے اسلام پر آشکارا کردی

اِصلاحِ دینی کے مبادیات

اس آخری مسلک اصلاح کی بنیاد حسب ذیل مبادی و مقدمات پر تھی، اور انہی کی دعوت و تبلیغ کے لئے سنہ ۱۹۱۲ء میں میں نے الہلال جاری کیا تھا:

(۱) اسلام کے نظم شریعت میں دین و دنیا کی تقسیم نہیں ہے۔ اسلام نے شریعت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آئی کو نوع انسانی کی تمام سعادت وہدایت کا کفیل و سرچشمہ قرار دیا ہے، اور مسلمانوں کی سیاسی، علمی، اخلاقی، قومی، مدنی، زندگی کی بنیاد صرف ایک ہی حقیقت جامعہ پر ہے۔ یعنی شریعت اسلامیہ اور کتاب وسنت پر۔

(۲) مسلمانوں کی قومیت صادقہ کی بنیاد صرف شریعت کا علم وعمل ہے۔ شریعت نے انھیں تبلایا تھا کہ دنیا میں سب سے بڑی قوم وہی ہیں۔ وہی خیر الامم ہیں، وہی خیر البریہ ہیں، وہی شہداء علی الناس ہیں، وہی شہداء اللہ فی الارض ہیں۔ ان کے عروج وسعادت کی علت صرف یہ تھی کہ قرآن حکیم اور سنت رسول کو انھوں نے اپنا دستور العمل حیات قرار دیا تھا۔ قرآن کی نسبت صاحب قرآن کا اعلان تھا "ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین" (رواہ مسلم) اللہ تعالیٰ اس کتاب کی ہدایت سے قوموں کو اٹھائیگا، اور یہی ہے جسکو ترک کرکے قومیں گریں گی اور ہلاک ہونگی، اور روایت حضرت علی عند ترمذی وابو نعیم والطبرانی فی الکبیر میں فرمایا "وھو الفصل لیس بالھزل، من ترکہ من جبار قصمہ اللہ، ومن ابتغی الھدی فی غیرہ اضلہ اللہ" الیٰ ان قال "من قال بہ صدق، ومن عمل بہ اجر، ومن حکم بہ عدل، ومن دعا الیہ ھدی الی صراط مستقیم۔ پس جب مسلمانوں نے قرآن وسنت کا علم وعمل ترک کردیا تو اقبال وعروج نے بھی ان سے کنارہ کشی کرلی۔ یہ مسلم اور حقائق تاریخیہ میں سے ہے کہ مسلمانوں کے عروج واقبال کا سب سے بہتر وارفع زمانہ وہی تھا، جب بجز کتاب وسنت کے علم وعمل کے اور کوئی تعلیم ان کی رہنما نہ تھی، یعنی عہد صحابۂ کرام وخلفاء راشدین۔ "اولئك اصحاب محمد ابرھذہ الامۃ قلوبا، واعمقھا علما، واقلھا تکلفا، قوم اختارھم اللہ بصحبۃ نبیہ واقامۃ دینہ، فاعرفوا لھم حقھم، وتمسکوا بھدیھم، فانھم کانوا علی الھدی المستقیم" (قالہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ) اور تنزل وفساد کا عہد اسی وقت سے شروع ہوا جبکہ اقوام ماضیۂ مغضوبہ کے علوم واعمال بشکل علوم دخیلہ واعمال بدعیہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ان میں رائج ہوئے۔ ایک ہی علت کے دو مختلف نتائج نہیں نکل سکتے۔ پس اگر اب بھی مسلمان اپنے عروج رفتہ کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں، تو اسکی صرف ایک ہی راہ ہے اُس کے علاوہ جسقدر راہیں بھی کھُلیں گی گمراہی و فساد کی ہونگی، یعنی علم و عمل شریعت کا احیا اور ترک و ہجر شریعت کا انسداد۔

(۳) اس مسلک کی بنیاد اس ایمانی اور اعتقادی حقیقت پر بھی تھی کہ شریعت اسلامیہ آخری و اکمل شریعت ہے۔ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ اور اسکا وعدہ ہے لیظہرہ علی الدین کلہ۔ یقیناً اس وعدہ کا ابھی ظہور نہیں ہوا۔ پس ضرور ہے کہ وعدۂ الٰہی ظاہر ہو، اور اسلئے مستقبل کے لئے اگر کوئی راہ فوز و فتح ہو سکتی ہے تو وہ صرف دعوۃ شریعت اور احیاء عمل بالقرآن ہی ہے۔

(۴) مسلمانوں سے اہتداء و اتباع شریعت مھجور نہیں ہوا مگر علماء اسلام کی غفلت و اعراض سے، شریعت کے علم و عمل کے وہی حامل و مبلغ تھے اور امت کی حیات شرعیہ کا تمام دار و مدار خود اُن کی حیات علمی و عملی پر تھا۔ جب کتاب و سنت کا ترک و ہجر، تفرقہ و تشتت وحدۃ اور سبل متفرقہ کا شیوع، اختلاف و تحزب کی عصبیت، علوم محدثہ کا استغراق، حب جاہ و ریاست کا استیلاء، فریضۂ دعوۃ الی الخیر و امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے تغافل، ا ہواء سلاطین و امراء کا اتباع، اجتہاد و فکر و نظر کا فقدان غرضکہ منصب نیابت نبوۃ کا ضیاع اور احبار و رہبان اہل کتاب کے متذکرۂ قرآن مفاسد کا بحکم "یاتی علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل" (او کما قال) ظہور و احاطہ، خود طبقۂ علماء میں بحد کمال پہنچ گیا، تو اسکا لازمی نتیجہ امت کی ہلاکت تھا، اور وہ ظہور میں آیا۔ وکان وعدا مفعولا۔

(۵) پس اب اگر اصلاح حال کی کوئی راہ صحیح ہے تو وہ صرف یہی ہے کہ علماء امت کے طبقہ میں احساس حال کی تبدیلی پیدا ہو، اور وہ اپنے منصب عظیم کو از سر نو سنبھال لیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے لئے آمادہ ہو جائیں، اور اس طرح علم و عمل شریعت کا احیاء صورت پذیر ہو۔

ترکستان و بلاد روسیہ میں شیخ صدر الدین، مصر میں، شیخ محمد عبدہ، شام میں شیخ عبد الرحمن کواکبی اور شیخ کمال الدین قاسمی وغیرہم، اسی مسلک اصلاح کے داعی تھے مگر سلطان عبد الحمید مرحوم کے استبداد نے مہلت عمل نہ دی، اور اُن کے افکار نفاذ و عمل تک نہ پہنچ سکے۔

ایک چوتھا مذہب

ان تین جماعتوں کے علاوہ ایک چوتھی جماعت بھی ہمیشہ رہی ہے اور اب بھی موجود ہے لیکن اس جماعت کا کوئی ایجابی مسلک نہیں ہے، محض سلبی وجود ہے، یعنی ارباب جمود و غفلت کا طبقہ۔ اس جماعت کو اصلاح سے انکار ہے، اور ضرورت سعی و انقلاب سے گریز۔ اور پھر انہی میں وہ دعاۃ فتن، و علماء سوء، و مشائخ دنیا، و دجاجلۂ فساد بھی ہیں، جو ہر صدائے حق کے جحود، اور ہر سعی اصلاح و عمل کے انکار و مقاومت کو اپنا فریضۂ علم و عمل سمجھتے ہیں۔ میں نے ان کا ذکر نہیں کیا کیونکہ الحمد للہ اب ان کی کوئی مقاوم ہستی باقی نہیں رہی ہے۔ استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون۔

اِصلاحِ دینی کے گذشتہ ایام

حضرات! اس مسلک اصلاح کے مطابق اگرچہ ممالک اسلامیہ میں متعدد کوششیں علماء کے اجتماع و نہضت کے لئے کی گئیں، شیخ محمد عبدہ نے اپنے تمام آخری ایام حیات علماء ازہر کے انتباہ و بیداری میں صرف کر دیئے، شیخ محمد جزائری نے علمائے جامعۂ زیتونیۂ ٹیونس کی ایک جمعیۃ اصلاح قائم کرنے کے لئے مدۃ العمر آہ و فغاں کیا، شیخ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عبدالرحمٰن کواکبی نے "سجل جمعیۃ ام القریٰ" لکھکر علماء اسلام کی ایک بین المللی جمعیۃ کی تحریک کی۔ ہندوستان میں پہلے ندوۃ العلماء اور پھر جمعیۃ الانصار دیوبند قائم ہوئی لیکن افسوس ہے کہ اسوقت تک کوئی سعی وتدبیر بھی سودمند و کامیاب نہ ہوئی۔ اس ناکامیابی کے بھی واضح و بین اسباب ہیں، لیکن میں بخیال اختصار اُن کی تشریح نہیں کرونگا بعض مساعی کے لئے استبداد حکومت مانع ہوا۔ بعض مساعی باہم دگر اختلافات و نزاعات کی وجہ سے ناکام رہیں، بعض تدابیر میں علماء سوء و دعاۃ فتن کی مقاومت نے خلل ڈالا۔ اور اکثر کا حال یہ رہا کہ خود نفس دعوۃ و تدبیر کے اندرونی نقائص کامیابی میں حائل ہوگئے۔ از انجملہ سب سے بڑا نقص ان تمام دعوتوں میں یہ رہا کہ گو اصلاً اصلاح دینی کی قسم میں داخل تھیں، لیکن بمصداق خلطوا عملاً صالحًا وآخر سیئًا جو طریق عمل اختیار کیا گیا تھا، وہ ٹھیک نہج قویم ومستقیم پر نہ تھا۔ یعنی منہاج و اُسوۂ نبوت کے علوم واعمال کو ان میں غلبہ واحاطہ حاصل نہ تھا، اور کتاب وسنت کی دعوت خالص و بے آمیزش کی جگہ موجودہ عہد کے طرق محدثہ نے اُن میں راہ پالی تھی۔ اور از انجملہ ایک بڑا سبب اُن کی ناکامی کا یہ بھی ہوا کہ اصول کی جگہ فروع کا استغراق داعیوں پر چھا گیا، اور یہ حقیقت اُن پر منکشف نہ ہوئی کہ راہ کی بدایۃ ونہایت کا تعین کیونکر کرنا چاہیے؟ پس ایسا ہوا کہ جو طاقت اصل پر خرچ کرنی تھی، وہ بعض شاخوں کے لئے وقف ہوگئی۔ مثلاً مسئلہ اصلاح نصاب تعلیم وغیرہ۔ اور اس طرح تمام کارخانۂ دعوت درہم برہم ہوگیا۔ بایں ہمہ اس کارخانۂ حیات اور کارگاہ مکافات ومجازات کا کوئی عمل بھی بالکل ضائع نہیں جاتا جس کی بنیاد اعتقاد صحیح پر ہو، یہ کوششیں اگرچہ خود راہ نہ پاسکیں، لیکن انھوں نے آنے والے عہد کے لئے بہت کچھ راہ صاف کردی۔ اور کم از کم ان میں سے ہر سعی کا یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ دعوت اصلاح دینی اور حرکت و نہضۂ علماء ملت کے لئے وقت کی استعداد روز بروز بڑھتی گئی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دعوت الہلال!

حضرات! مجھے امید ہے کہ آپ مجھے خودستائی اور خود فروشی کا الزام نہ دینگے۔ اگر میں بطور تحدیث نعمت اس موقعہ پر دعوت الہلال کا بھی ذکر کردوں۔ عالم اسلامی کے ماضی قریب میں اصلاح دینی اور انتباہ وانبعاث علماء ملت، اور احیاء و تجدید امت، کی جو دعوت ان تمام پچھلی دعوتوں کے طریقوں اور اسلوبوں سے بالکل مختلف اسلوب پر بلند ہوئی ہے، وہ دعوت الہلال ہے۔

آج آپ کی یہ مقدس و مبارک جمعیۃ العلماء جس مقصد کی جستجو میں منعقد ہوئی ہے میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ وہی یوسف مقصود ہے جسکے فراق میں میں سنہ ۱۹۱۱ء سے متصل "وا اسفا علی یوسف" کی فغاں سنجی کر رہا ہوں، اور جسکے لئے میں نے الہلال مرحوم کے صفحوں کو کبھی اپنے چشم خونیں کے آنسوؤں سے رنگا ہے، اور کبھی اسکے سواد و حروف کے اندر اپنے دل و جگر کے ٹکڑے بچھا دئے ہیں۔ سنہ ۱۹۱۱ء سے لیکر آجتک یہ مقصد میرے دل کی تمناؤں اور آرزوؤں کا مطلوب اور میری روح کی عشق و شیفتگی کا محبوب رہا ہے۔ خدا کی کوئی صبح مجھپر ایسی طلوع نہیں ہوئی جب اس مقصد کی طلب سے میرا دل خالی ہوا ہو، اور کوئی شام مجھپر ایسی نہیں گذری جب میں نے اسکی تمنا میں اپنے بستر غم و اندوہ پر بیقراری کی کروٹیں نہ بدلی ہوں میں نے اپنی آزادی کی تمام فرصت اسی کے عشق میں بسر کی، اور نظر بندی و قید کے چار سال بھی اسی کے فراق میں کاٹے:-

یذکرنی طلوع الشمس صخرا   واذکرہ بکل غروب شمس!

پس اے بزرگان ملت! اگر آج علماء امت کی یہ نہضۃ مبارکہ جمعیۃ العلماء کی شکل میں طالع و نظر افروز ہوئی ہے، تو مجھے کہنے دیجیے کہ یہ میرے دہ سالہ سوالوں کا جواب ہے میری تمناؤں اور آرزوؤں کا ظہور ہے، میری فریادوں اور التجاؤں کی قبولیت ہے، میرے لئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مانتشتہیہ الانفس وتلذ الاعین ہے، اور یقیناً میری امیدوں کے خواب قدیم کی تعبیر ہے: ھذا تاویل رؤیای من قبل، قد جعلھا ربی حقا!

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں !
مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند!

جمعیۃ العلماء کا قاعدۂ اساسی

حضرات! جمعیۃ العلماء کا قیام دراصل اسی آخری مذہب اصلاح واحیاء کا ظہور ہے، اور اس کی تاسیس حضرت امام مالک کے اس اعتقادی قاعدہ پر ہوئی ہے کہ "لا یصلح آخر ھذہ الامۃ الا بما صلح بہ اولھا" اس امت کے آخری دور کی اصلاح بھی اُسی چیز سے ہوگی جس سے ابتدائی عہد کی ہوئی تھی۔ اور یہ قاعدہ ٹھیک ٹھیک حضرت صادق مصدوق کی اُس خبر کے مطابق ہے جو مشہور حدیث غربۃ میں دی گئی ہے "بدا الاسلام غریبا و سیعود کما بدا" (رواہ مسلم) کہ اسلام کے لئے دو عہد غربۃ ہیں۔ ایک غربۃ اولیٰ اور ایک ثانیہ۔ پس ضرور ہے کہ جو کچھ غربۃ اولیٰ میں ہوا۔ غربۃ ثانیہ میں بھی ہو، اور جس چیز نے غربۃ اولیٰ کو فتح و اقبال اول سے بدل دیا، وہی چیز اس غربۃ ثانیہ کو بھی فتح و اقبال ثانی سے بدل دے۔ اور وہ نہیں ہے مگر دعوۃ صادقہ و صالحہ کتاب و سنۃ، اور احیاء علم و عمل شریعت "عضوا علیھا بالنواجذ" اور "لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ"

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگزارند و خم طرۂ یارے گیرند!

چنانچہ اُسی حدیث غربۃ میں اسکی تصریح بھی موجود ہے "فطوبیٰ للغرباء وھم الذین یصلحون ما افسد الناس من سنتی" (رواہ الترمذی) سبحان اللہ غرباء دور آخر کی خوش نصیبی اور مصلحین غربۃ ثانیہ کی بلند طالعی! کہ زبان حق ترجمان نبوت سے ان کیلئے مبارکی نکلی!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گدایاں را ازیں معنی خبر نیست کہ سلطانِ جہاں با ماست امروز

حضرات! یقیناً میں نے یہ عرض کرنے میں آپ تمام مجمع علم وبصیرۃ کے آراء ومعتقدات کی ترجمانی کی ہے کہ جمعیۃ العلماء کے اعمال دعوۃ کے لئے قاعدۂ اساسی یہی مسلک ہے، اسی مقصد کو سامنے رکھکر وہ موجودہ عہدِ غربت اسلام میں منصب نیابت وشہادت حق کے فرائض انجام دینے کے لئے مستعد کار ہوئی ہے، اور بلاخوف رد کہا جا سکتا ہے کہ مسلک اصلاح دینی کی بنا پر عالم اسلامی کا یہ سب سے پہلا اجتماعِ علماء ہے جو اس وسعت واتحاد اور جمعیۃ وقوام کے ساتھ مجتمع ہوا ہے۔ جو کام اسوقت تک تمام بلاد اسلامیہ کی طلب وسعی سے بھی بروے کار نہ آسکا، اور جسکی توفیق موجودہ عہد کی اسلامی حکومتوں کو بھی نہ ملی، اور تمام مصلحین عہد اسکی تمنائیں اپنے ساتھ لیگئے، آج وہ آپ کی سعی وہمت سے فعل ووجود تک پہنچ چکا ہے، اور عمل واقدام کی شاہراہ آپکے آگے باز ہے۔ الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

وظیفۂ علماء اور شہادۃ اولوالعلم

حضرات! اس اصل کی تقریر کے بعد ضرورت تھی کہ جماعت علماء کے منصب وظائف کی بھی پورے شرح وبسط کے ساتھ تفصیل کردی جاتی، اور یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی کہ طلب صلاح اور ادائے فرض کے سلسلے میں آج جو مقصد آپکے سامنے آیا ہے، وہ کوئی نیا مقصد نہیں ہے بلکہ وہی مقصد اصلی وقدیمی ہے، جو روز اوّل سے وحی الٰہی نے جماعت علماء کے لئے قرار دے دیا ہے۔

اس مقام پر سب سے زیادہ اہم مشہد علمِ حق کی شہادت ودعوت کا تھا جہاں پہنچکر ہم معلوم کرتے کہ حکمت الٰہی نے کائنات ہستی اور نوع انسانی کے قیام وسعادت کیلئے کونسا نظامِ ہدایت مقرر کیا ہے اور قرآنِ حکیم کے بیانات اس بارے میں کیا ہیں؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قرآن حکیم نے تبلایا ہے کہ دنیا کی قوام سعادت کی بنیاد تین حقیقتوں پر ہے جن کو اصطلاح قرآنی میں لفظ "شہادۃ" سے تعبیر کیا ہے:۔ شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو، والملائکۃ، واولوا العلم، قائما بالقسط، لا الہ الا ھو العزیز الحکیم (آل عمران) اس آیۂ کریمہ میں بالترتیب تین شہادتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ کی شہادت، ملائکہ کی شہادت، اولوا العلم یعنی علم والوں کی شہادت۔

قرآن حکیم جب کبھی لفظ شہادت کو اس سیاق و سباق کے ساتھ استعمال کرتا ہے جیسا کہ یہاں ہے، تو شہادت کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اللہ کے کلمۂ حق کی اسکی زمین پر گواہی دینا یعنی اسکا اعلان و اظہار کرنا، ہدایت الٰہی کی دعوت کو قائم کر دینا، اور حق و صداقت کی تعلیم و بیان سے دنیا کی غفلت و ضلالت کا استیصال کرنا۔ پس وہ تمام امور جو بیان، اظہار، اعلان، تعلیم، دعوۃ، اور قیام و قوام دعوت سے تعلق رکھتے ہیں، سب کے سب لفظ شہادت کے مفہوم میں داخل ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔ کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم (ای معلما و داعیا الی الحق) سورۂ نساء میں ہے۔ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا۔ بالاتفاق اس آیت میں شہید سے مراد انبیاء کرام ہیں جو حق کے معلم و ہادی اور اسکی دعوت بلند کرنے والے ہیں اور دعوتِ حق کا اصلی سرچشمہ انہی کا وجود ہے۔

پس آیۂ آلِ عمران میں بھی شہادت سے مقصود شہادت حق و توحید ہے۔ خواہ زبانِ قال سے ہو، خواہ حال سے۔

اللہ کی شہادت سے مقصود صداؤں میں اسکی وحی ہے، اور مشاہدۂ و احوال میں کائنات ہستی کا نظام و جمال ہے۔ یہ آخری شہادت دنیا کے گوشے گوشے، چپے چپے، ذرے ذرے سے ہر آن و ہر لحظہ بلند ہو رہی ہے۔ ہر سامعۂ معرفت سنتا ہے، اور ہر چشمِ عرفان اسکا مشاہدہ کرتی ہے:۔ سنریہم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انہ الحق۔

ملائکہ کی شہادت اس اعتبار سے بھی ہے کہ وہ وحی الٰہی کے سفیر و وسیط ہیں، اور اس اعتبار سے بھی کہ کارگاہ ہستی کے تمام تغیرات و شئون کی اصلی علت اُنہی کے اعمال مدبرہ ہیں، اگرچہ ہمارا علم محدود محسوس نہ کر سکے۔ یہ ملائکۂ سماویہ ارضیہ ہی کی شہادت ہے جو تمام تغیرات کونیہ کے اندر سے فاطر السماوات والارض کی قدرت و حکمت کا اعلان کر رہی ہے ولکن لا یعقلہا الا العالمون۔

تیسری شہادت اولوا العلم یعنی علم والوں کی ہے۔ جب شہادت الٰہی کی ابدی و سرمدی نداؤں اور ملکوت السمٰوات والارض کی غفلت شکن صداؤں سے غافل انسان اپنے کان بند کر لیتا ہے، تو پھر ایک تیسری شہادت کی ضرورت ہوتی ہے جو خود انسانوں ہی کے اندر سے اُٹھے۔ وہ شہادت الٰہی کی حامل و مبلغ ہو، اور شہادت ملائکہ کے ادراک و معرفت کی راہیں کھولنے والی ہو۔ پس یہ تیسری شہادت اصحاب علم و معرفت کی شہادت ہے۔ اصل اور اساسی طبقہ اس جماعت کا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں، اور پھر تبعاً ان کے متبعین صادقین یعنی علماء و عرفاء حق ہیں جو ہمیشہ نوع انسانی کی غفلتوں اور ضلالتوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور خدا کی زمین کو اسکے کلمۂ صدق وحق کی شہادت سے خالی ہونے نہیں دیتے۔

چنانچہ شاہدین حق کی یہ جماعت ابتداءِ ظہور ہدایت سے برابر رہی، اور جب تکمیل شریعت کا وقت آگیا، اور اتمام نعمت کی وجہ سے حضرت خاتم الادیان و مکمل الشرائع و متمم النعم کا ظہور ہوا، تو اس شہادتِ الٰہی کا منصب بھی قیامت تک کیلئے اُنہی کے سپرد ہوا، اور علماء اسلام انکے وارث و نائب ٹھہرے۔ وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا۔

نیز فرمایا انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ وسراجا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

منبرا - یعنی حق و ہدایت کی جو شہادت اس شاہد صادق نے امت مرحومہ کو پہنچائی ہے۔ اُمت مرحومہ تمام نوع انسانی اور کرۂ ارضی میں اسکے اعلان و قیام کی ذمہ دار ٹھہری۔ تاکہ جو روشنی اس سراج منیر سے حاصل کی ہے، اس سے تمام ارض الٰہی کو روشن کردے۔

علماء اسلام اور فرض شہادت

پھر اسکے بعد واضح کرنا تھا کہ علماء اسلام نے گذشتہ تیرہ صدیوں کے اندر کس طرح اس فرض شہادت کو انجام دیا ہے، اور دعوت و اعلان حق کی راہ میں کیسی کیسی قربانیاں اور سرفروشیاں کی ہیں؟ دنیا کی کسی قوم کی تاریخ حق پرستی کی ایسی مثالیں نہیں دکھلا سکتی جن سے علماء اسلام کی تاریخ کا ہر باب و صفحہ روشن ہے۔ دُنیا کی کوئی طاقت و دہشت اور انسانی تاج و تخت کی کوئی ہیبت و سطوت بھی علماء اسلام کے جذبۂ اعلان حق پر غالب نہ آسکی، اور دنیاوی خوف و طمع کا کوئی منظر بھی انھیں اس راہ سے باز نہ رکھ سکا۔ دنیا میں راہِ حق سے رُوکنے والی صرف دو ہی چیزیں ہیں، اور ساری آزمائشیں انہی میں مضمر ہیں۔ ایک خوف ہے، ایک طمع۔ لیکن ان کے دلوں میں خوف تھا تو صرف اللہ کے جبروت و جلال کا، اور طمع تھی تو صرف اسی کی رضا و رحمت۔ یدعون ربھم خوفاً و طمعاً۔ پس نہ تو خوف کا حربہ ڈرا سکتا تھا، اور نہ طمع کی دل فریبی ان کے دل کو لُبھا سکتی تھی

تزول الجبال الراسیات وقلبھم علی العھد لایلوی ولا یتغیر

حضرات! وقت تھا کہ اسی سلسلے میں میں آپ کو علمائے اسلام ادائے فرض کے چند مناظر دکھلاتا۔

آپ حضرت سید التابعین سعید بن المسیبؒ کو دیکھتے کہ حکام جور کے حکم سے ان کی پیٹھ پر دُرّے لگائے جا رہے ہیں مگر ان کی زبان صدق بیان اعلان حق میں پہلے سے بھی زیادہ سرگرم ہو گئی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ مدینہ کی گلیوں میں امام دار الہجرۃ حضرت مالک بن انس کو دیکھتے۔ ان کی مشکیں اس زور سے کس دی گئی ہیں کہ دونوں بازو اکھڑ گئے ہیں اور اوپر سے پیہم تازیانے کی ضربیں پڑ رہی ہیں۔ اس عالم میں بھی جب زبان کھلتی ہے، تو اسی مسئلہ کا اعلان کرتے ہیں جسکو وہ حق سمجھتے تھے۔ لیکن وقت کی حکومت اسکے اعلان کو اپنے جبروطاقت سے روکنا چاہتی تھی۔ یعنی مسئلہ طلاق مکرہ کو۔ جب گورنر مدینہ نے تشہیر و تذلیل کیلئے اونٹ کی برہنہ پیٹھ پر سوار کرا کے گشت کرایا تو ان کا یہ حال تھا کہ جب کبھی کوئی بازار یا مجمع سامنے آجاتا تو عین ضرب تازیانہ کی حالت میں کھڑے ہو جاتے، اور پکار کر کہتے، "من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا مالک بن انس اقول ان الطلاق المکرہ لیس بشئ" (حکاہ ابن خلکان)

آپ امام اہل سنت حضرت امام احمد بن حنبل کو دیکھتے کہ معتصم باللہ جیسا قاہر و باجبروت فرمانروا ان کے سامنے کھڑا ہے۔ تو جلاد یکے بعد دیگرے تازیانے لگا رہے ہیں پیٹھ زخموں سے چور چور ہو گئی ہے۔ تمام جسم خون سے رنگین ہو چکا ہے۔ اور یہ سب کچھ اسلئے ہو رہا ہے کہ جس مسئلہ کو وہ کتاب و سنت کے خلاف سمجھتے ہیں، اس کا ایک مرتبہ اقرار کرلیں، لیکن اس پیکر حق، اس مجسمۂ سنت، اس صابر اعظم کما صبر اولو العزم من الرسل کی زبان صدق ترجمان سے یہی صدا نکل رہی ہے اعطونی شیئاً من کتاب اللہ او سنۃ رسولہ حتی اقول۔

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

آپ حضرت امامنا الاعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے کہ قید خانۂ بغداد میں اسیر ہیں، لیکن اسپر بھی منصور عباسی جیسے قاہر و سفاح بادشاہ کے حکم کے سامنے ان کا سر نہیں جھکتا۔

آپ کو حضرت امام شافعی اس حالت میں نظر آتے کہ یمن سے بغداد تک قید و اسیر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی حالت میں بھیجے جا رہے ہیں، اور ان کا جرم صرف یہ ہے کہ حق کے داعی ہیں اور صدق وہدایت پر قائم ہیں۔

آپ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ کو دیکھئے کہ تین تین مرتبہ مصر کے قید خانے میں اسیر کئے گئے اور بالآخر قید خانے ہی میں وفات پائی مگر اظہار حق سے مُنہ نہ موڑا اور حکومت وقت کے آگے سر اطاعت خم نہ کیا۔

آپ خود اسی ہندوستان میں حضرۃ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کو دیکھئے کہ قلعۂ گوالیار میں قید ہیں، مگر جہانگیر کے آگے اُس سر کو جھکانے کے لئے طیار نہیں جس کو اللہ نے صرف اپنے ہی آگے جُھکنے کے لئے بنایا ہے۔

آج ہندوستان میں صرف قید وبندہی کی منزل ہمارے سامنے آئی ہے، اس لئے میں صرف اُنہی کا ذکر کر رہا ہوں جنھوں نے راہِ دعوتِ حق میں اس منزل کو مردانہ وار طے کیا۔ ورنہ علمار حق کی شہادتِ حق اور ادائے فرض نیابتِ نبوّت کا سب سے بڑا مشہد ومنظر تو میدانِ شہادت ہے جہاں انھوں نے صرف اپنی زبان ہی سے نہیں بلکہ اپنے خون شہادت کی سرخی سے حق وصداقت کے نقوش ہمیشہ کے لئے صفحۂ عالم پر ثبت کر دئے ہیں۔

سدّباب شہادت اور تنزّل علم وعلماء

پھر اسکے بعد مجھے بالتفصیل عرض کرنا تھا کہ وہ کیا اسباب وبواعث ہیں جنکی وجہ سے اس شہادت کے قیام واجرار میں خلل پڑا؟ یعنی مسلمانوں کے تنزل عام وعمل کے مبادی واساسات کیا کیا ہیں؟ کیونکہ جب تک امراض کی صحیح تشخیص نہو گی، علاج صحیح کی راہ نہیں کھل سکتی۔

اصُول مفاسد

اس سلسلہ میں مفاسد ومہالک کے اصول تھے اور فروع تھے۔ مبانی ومبادیات

آپ مدینہ کی گلیوں میں امام دار الہجرۃ حضرت مالک بن انس کو دیکھتے۔ ان کی مشکیں اس زور سے کس دی گئی ہیں کہ دونوں بازو اکھڑ گئے ہیں اور اوپر سے پیہم تازیانے کی ضربیں پڑ رہی ہیں۔ اس عالم میں بھی جب زبان کھلتی ہے، تو اسی مسئلہ کا اعلان کرتے ہیں جسکو وہ حق سمجھتے تھے۔ لیکن وقت کی حکومت اسکے اعلان کو اپنے جبر و طاقت سے روکنا چاہتی تھی۔ یعنی مسئلہ طلاق مکرہ کو۔ جب گورنر مدینہ نے تشہیر و تذلیل کیلئے اونٹ کی برہنہ پیٹھ پر سوار کرا کے گشت کرایا تو ان کا یہ حال تھا کہ جب کبھی کوئی بازار یا مجمع سامنے آجاتا تو عین ضرب تازیانہ کی حالت میں کھڑے ہو جاتے، اور پکار کر کہتے،

"من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا مالک بن انس اقول ان الطلاق المکرہ لیس بشئ" (حکاہ ابن خلکان)

آپ امام اہل سنت حضرت امام احمد بن حنبل کو دیکھتے کہ معتصم باللہ جیسا قاہر و باجبروت فرمانروا ان کے سامنے کھڑا ہے۔ تو جلاد یکے بعد دیگرے تازیانے لگا رہے ہیں پیٹھ زخموں سے چور چور ہو گئی ہے۔ تمام جسم خون سے رنگین ہو چکا ہے۔ اور یہ سب کچھ اسلئے ہو رہا ہے کہ جس مسئلہ کو وہ کتاب و سنت کے خلاف سمجھتے ہیں، اُس کا ایک مرتبہ اقرار کرلیں، لیکن اُس پیکر حق، اس مجسمۂ سنت، اُس صابر اعظم کما صبر اولوالعزم من الرسل کی زبان صدق ترجمان سے یہی صدا نکل رہی ہے اعطونی شیئاً من کتاب اللہ او سنۃ رسولہ حتی اقول۔

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم   از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

آپ حضرت امامنا الاعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے کہ قید خانۂ بغداد میں اسیر ہیں، لیکن اسیر بھی منصور عباسی جیسے قاہر و سفاح بادشاہ کے حکم کے سامنے اُن کا سر نہیں جھکتا۔

آپ کو حضرت امام شافعی اس حالت میں نظر آتے کہ یمن سے بغداد تک قید و اسر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی حالت میں بھیجے جا رہے ہیں، اور ان کا جرم صرف یہ ہے کہ حق کے داعی ہیں اور صدق وہدایت پر قائم ہیں۔

آپ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ کو دیکھئے کہ تین تین مرتبہ مصر کے قید خانے میں اسیر کئے گئے اور بالآخر قید خانے ہی میں وفات پائی مگر اظہار حق سے مُنہ نہ موڑا اور حکومت وقت کے آگے سر اطاعت خم نہ کیا۔

آپ خود اسی ہندوستان میں حضرۃ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کو دیکھئے کہ قلعۂ گوالیار میں قید ہیں، مگر جہانگیر کے آگے اُس سر کو جھکانے کے لئے طیار نہیں جس کو اللہ نے صرف اپنے ہی آگے جُھکنے کے لئے بنایا ہے۔

آج ہندوستان میں صرف قید و بندہی کی منزل ہمارے سامنے آئی ہے، اس لئے میں صرف اُنہی کا ذکر کر رہا ہوں جنہوں نے راہِ دعوتِ حق میں اس منزل کو مردانہ وار طے کیا۔ ورنہ علماء حق کی شہادتِ حق اور ادائے فرض نیابتِ نبوّت کا سب سے بڑا مشہد و منظر تو میدانِ شہادت ہے جہاں انھوں نے صرف اپنی زبان ہی سے نہیں بلکہ اپنے خون شہادت کی سرخی سے حق و صداقت کے نقوش ہمیشہ کے لئے صفحۂ عالم پر ثبت کر دئے ہیں۔

سدّ باب شہادت اور تنزّل علم و عُلماء

پھر اسکے بعد مجھے بالتفصیل عرض کرنا تھا کہ وہ کیا اسباب و بواعث ہیں جنکی وجہ سے اس شہادت کے قیام و اجرار میں خلل پڑا؟ یعنی مسلمانوں کے تنزل عام و عمل کے مبادی و اساسات کیا کیا ہیں؟ کیونکہ جب تک امراض کی صحیح تشخیص نہو گی، علاج صحیح کی راہ نہیں کھل سکتی۔

اصُول مفاسد

اس سلسلہ میں مفاسد و مہالک کے اصول تھے اور فروع تھے۔ مبانی و مبادیات

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تھے اور اُن کا شیوع و انشعاب تھا۔ مجھے ایک ایک کر کے سب کو شمار کرنا تھا۔

اصل اس بارے میں وہ مفاسد و فتن ہیں جو ہمیشہ اقوام و شرائع کی ضلالت و فساد کا باعث رہ چکے ہیں اور اسلئے قرآن و سنت نے اوّل دن ہی اُن سب کی توضیح و تشریح کر دی تھی۔

از انجملہ وہ مفاسد ہیں جنکا حال امم سابقہ علی الخصوص اہل کتاب کے اسباب ضلالت کی حکایت کرتے ہوئے قرآن حکیم نے جا بجا بیان کیا ہے، اور مقصود ان سے امّت مرحومہ کا تنبّہ و اعتبار رہے۔ چنانچہ حدیث ابو سعید عند بخاری و مسلم میں فرمایا لتتبعن سنن من کان قبلکم حذو القذة بالقذة" وفی لفظ حذو النعل بالنعل"

اور از انجملہ فتنۂ شبہات و شہوات ہے جسکی خبر حدیث عائشہ عند صحیحین وغیرہما میں دیگئی "شبہات" میں تمام ذہنی و اعتقادی مفاسد آگئے، اور "شہوات" میں تمام عملی مفاسد۔

اور از انجملہ فتنۂ تفرقہ و اختلاف ہے جسکے اخبار سے دواوین سنت مملو ہیں۔

اور از انجملہ فتنۂ تاویل الجاہلین و تحریف الغالین و انتحال المبطلین ہے جسکی خبر حدیث ابراہیم بن العذری عند بیہقی میں دی گئی تھی اور جسکے تین جملوں میں سارے فتنے گن دئیے ہیں

اور از انجملہ فتنۂ جدل، و فتنۂ تعمق و تنطع، اور فتنۂ اہواء ہے۔ جن کے اخبار کو حضرت امام بخاری نے باب اعتصام بالسنہ میں ایک عجیب و دقیق ترتیب حکیمانہ و استنباط فقیہانہ کے ساتھ جمع کیا ہے۔

اور از انجملہ فتنۂ مولّدین و دخلاء ہے جسکی خبر حدیث ابن ماجہ میں دیگئی تھی کہ "لم یزل امر بنی اسرائیل معتدلا حتی نشاء فیھم المولدون"

اور از انجملہ فتنۂ تولید "وھن" اور ترک جہاد فی سبیل اللہ ہے، اور "وھن" کے معنی بتلا دئیے تھے کہ "حب الدنیا وکراهة الموت"، رواہ ابو داؤد

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فروع مفاسد

پھر ان مفاسد اصلیہ کے فروع اور برگ و بار ہیں، ضرور تھا کہ ان کی بھی تشریح کی جاتی۔

مثلاً نظام و قوام خلافت کی برہمی، تفرقہ قویٰ و مناصب، حکومت شوریٰ کی جگہ حکومت شخصیہ و مستبدہ کا قیام۔

وحدت کلمۂ اسلام کی جگہ تفرقۂ مذاہب و احزاب کہ فی الحقیقت رأس الفتن اور علۃ العلل انقراض ملت یہی ہے۔

اسی طرح ترک اہتدار بکتاب و سنت، اور علوم اصلیۂ کتاب و سنۃ کی جگہ علوم محدثہ و دخیلہ کا استغراق اور شیوع، فتنۂ یونانیہ و عجمیہ کا ظہور کہ فتنۂ شبہات اور فتنۂ مولدین میں انہی دو سب سے بڑے فتنوں کی خبر دی گئی تھی۔

اور ازانجملہ علماء میں اصحاب مناصب و ریاست کی کثرت کہ بقول امام غزالی سب سے بڑا سبب علماء دنیا کی کثرت اور علماء آخرت کی قلت کا یہی ہوا۔ قالہ فی الاحیاء۔

اور ازانجملہ اقوام مغضوبہ و مضلہ کی موالات کا شیوع و استیلاء جس سے کتاب و سنۃ میں بار بار روکا گیا تھا اور صحابۂ کرام اس فتنہ سے تعوذ کیا کرتے تھے۔

اور ازانجملہ خلافت عربیہ کا انقراض، عجمی حکومتوں کا قیام اور مرکزیۃ و وحدۃ خلافت کا فقدان، بالآخر تمام اسلامی حکومتوں کا زوال، علماء کا محکومیت و غلامی پر اقتناع، فریضۂ جہاد و دفاع فی سبیل اللہ سے اعراض، ادائے فرائض و طائف شرعیہ میں طرح طرح کے حیل و احتیال، اور اسی طرح کے بیشمار فرعی مفاسد تھے جنکا افسانۂ درد آپکے آگے دہرانا تھا۔

طرق اصلاح

ان تمام تفصیلات کے بعد اُن طرق اصلاح پر نظر ڈالنی تھی جو گذشتہ صدی میں عالم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسلامی کے تمام داعیانِ اصلاح نے اختیار کی ہیں اور پھر خاص ہندوستان کی سابق اور
موجودہ حالت اور اسکی مقتضیات ودواعیات پر بحث کرنی تھی۔ اس طرح واضح ہوتا کہ
ہمارے لئے آئندہ مسلک عمل کیا ہونا چاہیے اور اسکے ارکان وطرق حسب ہدایت کتاب
وسنت کیا کیا ہیں؟ لیکن مسائل حاضرہ کے استغراق اور وقت کی قلت کا لحاظ
کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام مباحث کو اس خطبہ کے مطبوعہ نسخہ کیلئے
اُٹھا رکھوں، اور یہاں صرف یہ عرض کردوں کہ آئندہ کے لئے سب سے زیادہ مقدم اور
بنیادی معاملہ کیا ہے؟

طریق تاسیس و تجدید

حضرات! اس موقعہ پر میں آپ کی توجہ اس خطبہ کے ابتدائی حصہ کی طرف مبذول کراؤنگا
میں نے ابھی ابھی عرض کیا ہے کہ اس راہ میں شرط کامیابی یہ ہے کہ ہمارا عمل خالصاً لوجہ اللہ
ہو۔ اور نیز طریق صواب پر ہو، اور طریق صواب نہیں ہے مگر طریق سنت ومنہاج نبوت۔
اسکے لیے میں دو لفظ بولونگا۔ ایک لفظ "تاسیس" ہے اور ایک "تجدید"، انکے معانی
آپ پر روشن ہیں "تاسیس" اساس سے ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ از سر نو کسی چیز کو بنانا
"تجدید" جدۃ سے ہے، اور اُسکے معنی یہ ہیں کہ کسی پیشتر کی بنی ہوئی چیز کو تازہ کردینا اور
اس طرح سنوار دینا گویا وہ بالکل نئی ہوگئی۔ آج ہمارے قومی کاموں کی ہر شاخ میں ایک
بنیادی غلطی یہی ہے کہ ہم نے اصولی طور پر طریق اصلاح کا فیصلہ نہیں کیا۔ مسلمانوں کی
اصلاح حال کے لئے ضرورت طریق تاسیس کی ہے یا تجدید کی؟ یعنی اس کی ضرورت ہے
کہ از سر نو نئی باتیں، نئے طریقے، نئے ڈھنگ، نئے نظام، اور نئی نئی چالیں اختیار کیجائیں
یا صورت حال یہ ہے کہ پہلے سے ایک مکمل کارخانۂ ملت موجود ہے جسکو اپنے بقاؤ ترقی کے
لئے کسی نئی بات کی احتیاج نہیں، مگر طرح طرح کی خرابیاں عارض ہوگئی ہیں، اور بہت سی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نئی باتیں بڑھادی گئی ہیں۔ پس ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ خرابیاں دور کردی جائیں کھوئی ہوئی چیزیں واپس لے لی جائیں، اور اس کو ویسا ہی بنادیا جائے جیسا کہ اصل میں وہ تھا۔

"تاسیس" کے معنی تو یہ ہوئے کہ آپنے ایک نئی عمارت تعمیر کی۔ "تجدید" یہ ہوئی کہ مکان پہلے سے موجود ہے صرف شکست وریخت کی درستگی مطلوب تھی پس اپنے نقائص دور کرکے درست کردیا۔ ہم کو غور کرلینا چاہیئے کہ بناء ملت کی درستگی کے لئے تعمیر اساسیہ مطلوب ہیں، یا صرف اصلاحات تجدیدیہ؟

اگر تاسیس مطلوب ہے، تو بلاشبہ ہمارا پہلا کام یہ ہوگا کہ نئے نئے ڈھنگ اختیار کریں لیکن اگر تجدید کی ضرورت ہے تو ہمیں نئی نئی چیزوں کی ضرورت نہ ہوگی۔ صرف یہ دیکھنا ہوگا کہ پہلے سے جو چیزیں موجود ہیں، ان کا کیا حال ہے؟ اور ان میں جو خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں وہ کیونکر دور کی جائیں؟

حضرات! دین کامل ہوچکا اور اتمام نعمت کا اعلان کردیا گیا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی اور مجھے یقین ہے کہ ہم میں ایک فرد واحد بھی ایسا نہ ہوگا جو یہ کہے کہ اصلاح ملت اسلامیہ کے لئے قرآن وشریعت کی تعلیمات ونظامات کافی نہیں ہیں، اور ہمیں غیروں کی تقلید اور دریوزہ گری کی ضرورت ہے۔ پس یہ اصل تو متفق ومسلم ہے کہ راہ اصلاح میں ضرورت صرف تجدید کی ہے۔ تاسیس کی نہیں ہے۔ خود شارع علیہ السلام نے بھی ہمیں تجدید ہی کی خبر دی نہ کہ تاسیس کی "ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا" رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرۃ

لیکن میں عرض کرونگا کہ اگر یہ سچ ہے تو عملاً نتیجہ اس اعتقاد کا یہ ہونا چاہیئے کہ ہمارا قدم طلب اصلاح میں "تاسیس" کی طرف نہ جائے، اور وقت کے نظر فریب اسلوب کار، علی الخصوص یورپ کے مجلسی واجتماعی طریقے ہمیں نظم شرعی سے روگرداں نہ کردیں۔ افسوس ہے کہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسوقت تک تمام داعیان اصلاح کا طرزِ عمل اسکے مخالف رہا ہے، اور یقین کیجئے کہ یہی علت ہے کہ اس وقت تک ہماری کوئی سعی اصلاح و ترقی فوز و فلاح نہ پاسکی۔

اسلام اگر ایک دین کامل ہے تو ضرور ہے کہ اُس نے اپنے پیروؤں کی تمام انفرادی، اجتماعی، اور مدنی ضروریات کے لیئے کامل و اتم تعلیم دیدی ہو، اور اگر وہ دین آخری ہے تو ضروری ہے کہ اُس کی تعلیم اور شارع کی عملی سُنت ہر عہد، ہر زمانے، ہر حالت، اور ہر مشکل وضیق کے لیئے رہنما و کفیل ہو۔ ہمارا ایمان ہے کہ حقیقت ایسی ہی ہے، اور اسلام نے ہمارے لیئے تمام اجتماعی و قومی برکات کا سامان کر دیا ہے۔ لیکن پھر یہ کیا مصیبت ہے کہ ہم ان کھوئی ہوئی برکتوں کو واپس لینا نہیں چاہتے، مگر نئی نئی راہوں کی جستجو میں حیران و سرگردان ہیں؟ مثالاً میں چند امور عرض کرونگا:۔

قوم افراد سے مرکب ہے، اور افراد کی قومی ہستی کے قیام و ظہور کے لیئے ضروری ہے کہ ایک جماعتی سلک میں تمام افراد منسلک ہو جائیں اور تفرقہ و تشتت کی جگہ وحدۃ و اتحاد پر افراد قوم کی شیرازہ بندی کیجائے۔ ہم اسکی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور یورپ کے اجتماعی طریقوں کی نقالی کرنی چاہتے ہیں۔ لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ آخر اسلام نے بھی حیات اجتماعی کے لیئے کوئی نظم ہمیں دیا تھا یا نہیں؟ اگر دیا تھا اور ہم نے ضائع کر دیا ہے تو یورپ کی دریوزہ گری سے پہلے خود اپنی کھوئی ہوئی چیز کیوں نہ واپس لے لیں؟ اور سب سے پہلے اسلام کا قرار دادہ جماعتی نظام کیوں نہ قائم کریں؟

ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک مجالس نہوں، اجتماعات نہوں، انجمنیں نہ ہوں، کانفرنسیں نہ ہوں، کوئی قومی عمل انجام نہیں پاسکتا، نہ اتحاد و تعاون کی برکت حاصل ہو سکتی ہے، پس ہم آجکل کے مجلسی طریقوں کے مطابق انجمنیں بناتے ہیں، کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں، مگر ہم میں سے کسی کو بھی اسکا خیال نہیں آتا کہ اسی مقصد اجتماع و تعاون کے لیئے اسلام نے پانچ وقت کی نماز با جماعت، جمعہ و عیدین، اور اجتماع حج

کا حکم دیا ہے، اور اس کا نظام و قوام درہم برہم ہو گیا ہے، سب سے پہلے اُسے کیوں نہ درست کر لیں؟

ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک کوئی قومی فنڈ نہو، اُسوقت تک قومی اعمال انجام نہیں پا سکتے، پس ہم نئے نئے فنڈ قائم کرتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے، مگر کاش کوئی یہ بھی سوچے کہ خود شریعت نے اسی ضرورت کو رفع کرنے کے لئے زکوٰۃ و صدقات کا حکم دیا ہے۔ اسکا نظم ٹھیک قائم ہے یا نہیں؟ اگر وہ قائم ہو جائے تو پھر بھی کسی چندہ اور فنڈ کی ضرورت ہوگی؟

ہم دیکھتے ہیں کہ قوم کی تعلیم عام کے لئے مجامع و محافل کی ضرورت ہے۔ ہم اسکے لئے نئی نئی تدبیریں کرنے لگتے ہیں مگر کبھی یہ حقیقت ہمارے دلوں کو بے قرار نہیں کرتی کہ عین اسی مقصد سے شریعت نے خطبۂ جمعہ کا حکم دیا۔ ہم نے کیوں اس کی برکتوں کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا ہے؟

ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی قومی و اجتماعی کام انجام نہیں پا سکتا جب تک اس میں نظم و انضباط نہو، اور یہ ہو نہیں سکتا کہ جب تک اسکا کوئی رئیس و قائد مقرر نہ کیا جائے۔ پس ہم طیار ہو جاتے ہیں کہ جلسوں کے لئے صدر تلاش کریں۔ لیکن اگر یہی حقیقت شریعت کی ایک اصطلاح "امامت" کے لفظ میں ہمارے سامنے آتی ہے تو ہمیں تعجب و حیرانی ہوتی ہے اور اسکے لئے ہم طیار نہیں ہوتے۔

حضرات! میں مثالوں میں آپکا زیادہ وقت نہ لونگا۔ مقصود یہ ہے کہ ہمارے لئے راہ عمل تجدید و احیاء ہے۔ نہ کہ تاسیس و اختراع پس کسی طرح بھی یہ طریق صواب نہو گا کہ علماء امت کی جمعیۃ بھی اپنے نظام و قوام کے لئے محض آجکل کی مجلسوں کے قاعدوں اور طریقوں کی نقل و محاکات پر اکتفا کر لے۔ حاملین شریعۃ کا مقام اس سے بہت بلند ہے کہ وہ اپنے عمل کے لئے ان مجلسوں کے ڈھنگوں اور طریقوں کے محتاج ہوں۔ انکی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

راہ اتباع شریعت اور اہتداء بہ مشکوٰۃ نبوت کی ہے، اور اسوۂ حسنہ نبوت اور حکمت رسالت نے انہیں تمام انسانی طریقوں سے مستغنی و بے نیاز کردیا ہے۔ ہمارا طریق عمل یہ ہونا چاہیئے کہ ہم ہر طرف سے آنکھیں بند کرکے حکمت اجتماعیۂ نبویہ کو اپنا دستورالعمل بنالیں، شریعت کے کھوئے ہوئے نظام کو از سرنو قائم و استوار کردیں، اور اس طرح اسلام کی مٹی ہوئی سنتیں زندہ ہو جائیں۔ محض مجلس آرائی و ہنگامہ سازی ہمارے لئے کچھ سودمند نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ نظم جماعت

حضرات! اب آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مختصراً اس مسئلہ کی نسبت بھی کچھ عرض کروں جسکو میں علی وجہ البصیرۃ آج تمام اعمال اصلاحیہ کے لئے بمنزلہ اصل و اساس کے یقین کرتا ہوں، اور کامل بارہ سال کے متصل غور و فکر کے بعد اس نتیجہ تک پہنچا ہوں کہ بغیر اسکے کبھی عقدۂ کار حل نہیں ہو سکتا۔ میرا اشارہ مسئلہ نظام جماعت اور قیام امارت شرعیہ کی جانب ہے۔

مسئلہ نظام جماعت سے مقصود یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی اصلاح حال اور ادائے فرائض شرعیہ کی استطاعت کبھی ظہور پذیر نہیں ہو سکتی جب تک وہ اپنی موجودہ حیات انفرادی کو ترک کرکے حیات اجتماعی و شرعی اختیار نہ کرلیں یعنی احکام نظام شرع کے مطابق سب ایک امیر و قائد شرع کی اطاعت پر مجتمع نہ ہو جائیں، اور بکھرے ہوئے متفرق قومی مرکزوں کی جگہ ایک ہی مرکز قومی پیدا نہ ہو جائے۔ یہی اصل و اساس کار ہے اور تمام مقاصد اصلاح اور مصالح انقلاب کا نفاذ و ظہور اسی کے قیام و وجود پر موقوف ہے۔

حضرات! اسلام کے نظام اجتماعی کی نسبت کسی شرح و تفصیل کی ضرورت نہیں۔ علی الخصوص

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک ایسے مجمع میں جیسا کہ فضل و توفیق الٰہی سے اسوقت میرے گرد و پیش موجود ہے اسلام نے مسلمانوں کے تمام اعمال حیات کے لئے بنیادی حقیقت یہ قرار دی ہے کہ کسی حال میں بھی فرادیٰ، متفرق، الگ الگ، اور متشتت نہ ہوں۔ ہمیشہ مجتمع، مؤتلف، متحد، اور کنفس واحدہ ہو کر رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت میں جابجا اجتماع و وحدۃ پر زور دیا گیا اور کفر و شرک کے بعد کسی بدعملی سے بھی اسقدر اصرار و تاکید کے ساتھ نہیں روکا جسقدر تفرقہ و تشتت سے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کے تمام احکام و اعمال میں یہ حقیقت اجتماعیہ بمنزلہ محور و مرکز کے قرار پائی، اور تمام دائرۂ عمل اسی کے گرد قائم کیا گیا۔ عقیدۂ توحید سے لیکر تمام عبادات و اعمال تک یہی حقیقت مرکز یہ جلوہ طرازی کر رہی ہے اور اسی بنا پر بار بار نظم جماعت پر زور دیا گیا کہ "علیکم بالجماعۃ والسمع والطاعۃ" رواہ ترمذی اور "علیکم بالجماعۃ فان الشیطان مع الفذ وھو من الاثنین ابعد" رواہ البیہقی" اور "اذا کان ثلثۃ فی سفر فلیؤمر واحدکم" رواہ اصحاب السنن" اور اسی لئے نظم و قوام ملت کے لئے منصب خلافت کو اطاعت قرار دیا گیا کہ تمام متفرق کڑیاں ایک زنجیر میں منسلک ہو جائیں۔ شرح اس مقام کی بہت طولانی ہے، اور معارف کتاب و سنۃ اس بارے میں بے شمار اور حد احصار و استقصار سے باہر ہیں، رسالہ خلافت میں اسپر بحث کر چکا ہوں، اور زیادہ شرح و تفصیل تفسیر القرآن میں ملے گی۔

میں یہاں اس بارے میں کچھ عرض نہیں کرونگا کہ کیونکر گذشتہ آخری صدیوں میں مسلمانوں کا شیرازۂ اجتماع پراگندہ ہوا، اور تقریباً پانچویں صدی ہجری کے بعد سے اس پراگندگی کے اسباب یکے بعد دیگرے ظہور میں آتے رہے؟ مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ باایں ہمہ تفرق و پراگندگی ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم تھی، اور جب تک وہ قائم رہی نظام جماعت بھی قائم رہا لیکن اسلامی حکومت کے انقراض کے بعد مسلمانان ہند کا نظم جماعت بالکل درہم برہم ہو گیا، اور سرتاسر جاہلیت کی سی بے نظمی و بے قیدی ہم پر چھا گئی۔ بلاشبہ مرکزی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خلافت آلِ عثمان کی موجود تھی، اور مسلمانانِ ہند کے لئے بھی تمام مسلمانانِ عالم کی طرح وہی خلیفۂ عہد و مطاع تھے، لیکن مسلمانانِ ہند کا فرض تھا کہ یا تو اپنے علائق فعلاً و عملاً پائگاہِ خلافت سے قائم کرتے اور اسکے ایک موجود و عامل نائب کی نیابت حاصل کر کے اپنا فرض اسلامی انجام دیتے، اور اگر ایسا ہونا دشوار تھا اور واقعی بات یہی ہے کہ دشوار تھا تو پھر ضروری تھا کہ اپنے لئے ایک نائب امیر و امام منتخب کر لیتے اور اسکے ماتحت اعادۂ حال اور تہیئہ کار و ادائے فرائض اسلامیہ میں کوشاں ہوتے۔ لیکن بدبختانہ ایسا نہیں ہوا، اور جہاں غیر مسلم غلبۂ واستیلا پر محکومانہ قناعت کر لی گئی، وہاں اس اوّلین فریضۂ ملّت کی طرف سے بھی ہمتوں کے قصور اور عزائم کے فقدان نے کوتاہی کی۔ بہر حال ایک زمانۂ دراز اسپر گزر گیا، اور اب حالت یہ ہے کہ دس کروڑ مسلمان جو تمام کرۂ ارض میں سب سے بڑی یکجا اسلامی جماعت ہے، ہندوستان میں اس طرح زندگی بسر کر رہی ہے کہ نہ تو ان میں کوئی رشتۂ انسلاک ہے، نہ وحدتِ ملّت کا کوئی رابطہ ہے، نہ کوئی قائد و امیر ہے، اور نہ کوئی آمر و نافذِ شرع، محض ایک بھیڑ ہے، ایک انبوہ ہے، ایک گلہ ہے، جو ہندوستان کی آبادیوں میں بکھرا ہوا ہے، اور یقیناً ایک حیاۃِ غیر شرعی و جاہلی ہے، جسمیں یہ پوری اقلیم مبتلا ہو گئی ہے۔

اس حالت کے مفاسد و مضرور میں سے ایک بہت بڑا مفسدہ یہ بھی ہے کہ برسوں سے ہندوستان میں شریعت کا باب قضاء گویا بالکل معدوم ہو گیا ہے۔ کیونکہ قضا کا وجود بلا قاضی کے ہو نہیں سکتا اور قاضی کا وجود امارت و امامت کے قیام پر موقوف ہے۔

حضرات! ایک منصب قضاء ہے اور ایک منصب امارت ہے۔ دونوں میں عام و خاص کی نسبت ہے۔ قضاء امارت کے مقاصد میں داخل اور اسکے ماتحت ہے، مگر مقاصدِ امارت قضاء سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ پس میں مقاصدِ امارت کے فقدان کا ذکر کر رہا ہوں۔ صرف قضاء کا ذکر نہیں کرتا جسکے لئے محض نام نہاد قاضیوں کا تقرر یا فرضی عدالتوں کا اجرا کافی ہو۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حضرات! اب سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ حالت میں ہم کوئی قدم مقاصد و اعمال ملیہ کا اُٹھا سکتے ہیں؟ کیا احیاء و تجدید ملت اور قیام شرع و ادائ فرائض اسلامیہ کی کوئی صحیح راہ پیدا ہو سکتی ہے؟ کیا محض ایک بھیڑ اور انبوہ کو لیکر ہم وہ فرائض انجام دیسکتے ہیں جنکے لئے اوّلین شرط عقلاً و شرعاً وجود جماعت منظمہ اور امارت صحیحہ شرعیہ ہے؟ چھوڑ دیجئے مصطلحات شرعیہ کو۔ اگر ان سے ہمیں اسقدر بعد ہو گیا ہے کہ ساری باتوں کے لئے طیار ہیں مگر بحکم اشمأزت قلوب الذین لایؤمنون بالآخرۃ طریق شرعی اور اسکے نظام و قوام کے الفاظ سُنکر یکایک متوحش و مضطرب الحال ہو جاتے ہیں۔ صرف اُنہی قواعد و اصول کو سامنے لائیے جن پر آج تمام اقوام عالم عامل ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا بغیر ایک قائد اور لیڈر کے کوئی جماعت اپنی ہستی قائم رکھ سکتی ہے؟ پھر وہی حقیقت تو شریعت نے بھی لفظ امیر و امام میں مضمر رکھی ہے، یہ کیا مصیبت ہے کہ اگر لیڈر کا لفظ کہا جائے تو آپ اسکا استقبال کریں، اور امیر و امام کا لفظ آجائے تو نفرت و استکراہ سے بھر جائیں؟ کیا یہ وہی غلطی نہیں ہے جسکو راہ تاسیس اور راہ تجدید کی اصطلاح میں ابھی ابھی عرض کر چکا ہوں۔

اس کو بھی چھوڑ دیئے۔ آج وقت کی سب سے بڑی مہم، اور ادائ فرض اسلامی کی سب سے بڑی نازک اور فیصلہ کن گھڑی ہے جو آزادی ہند اور مسئلۂ خلافت کی شکل میں ہمارے سامنے آگئی ہے، ہندوستان میں دس کروڑ مسلمان ہیں جو اسوقت تک سرشار غفلات تھے، اور اب آمادہ ہوئے ہیں کہ اطاعت و اعانت خلیفۂ عہد، حفظ و حیانت، بلاد اسلامیہ اور آزادی ہندوستان کی راہ میں اپنا اوّلیں فرض اسلام انجام دیں۔ خدارا بتلائیے اس صورت حال میں بھی طریق کار کیا ہونا چاہئے اور ایسے وقتوں کے لئے آخر اسلام نے بھی کوئی نظام کار بتلایا ہے یا نہیں؟ یا وہ باوجود دعوۂ تکمیل شرع اسقدر نامراد ہو گیا ہے کہ آج اسکے پاس وقت کی مشکل و مصیبت کا کوئی حل نہیں؟ اگر بتلایا ہے تو وہ کیا ہے؟ کیا محض انجمن سازی اور ہنگامۂ مجالس آرائی؟ کیا محض اتباع آرائ رجال اور تقلید ارباب ظن و تخمین ہیں؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اعلان کرتا ہوں کہ اس بارے میں راہِ شرعی صرف وہی ایک ہے۔ اور جب تک وہ ظہور میں نہ آئے گی ہماری کوئی سعی مشکور نہیں ہو سکتی۔

جو فتنہ آج یورپ سے اُٹھا ہے، چھٹی صدی ہجری میں بھی اسکے سیلاب بلاد تاتار و چین سے اُٹھے تھے، اور تاتاریوں کے استیلاء سے تمام عالمِ اسلامی تہ و بالا ہو گیا تھا۔ اُسوقت بھی تمام بلادِ شرقیہ اسلامیہ کا یہی حال تھا جو آج نظر آرہا ہے۔ لیکن اُس عہد کے علماء نے پہلا کام یہ کیا کہ جن بلاد پر تاتاریوں کا قبضہ و استیلاء ہو گیا تھا، وہاں تنظیم جماعت اور قیام شرع کیلئے ولاۃ مسلمین کے نصب و تقرر کا حکم دیا، اسی بنا پر فقہاء متاخرین کے یہاں اسکی تصریح پاتے ہو کہ بلادِ مکرمہ کفار میں طلب والی مسلم واجب ہے۔ شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہ نے انہی بلادِ محکومۂ تاتار کیلئے فتویٰ دیا تھا کہ وہاں کے مسلمانوں کو ابداً اس تغیر پر قانع نہیں ہونا چاہیئے، اور ایک لمحہ بھی بغیر کسی امام کے بسر نہیں کرنا چاہیئے۔ یا تو وہاں سے ہجرت کر جائیں اور یا ایک امیر نصب کر کے اپنے فرائض شرعیہ انجام دیں۔

فی الحقیقت احکامِ شرع کی رو سے مسلمانانِ ہند کے لئے صرف دو ہی راہیں تھیں؛ اور اب بھی دو ہی راہیں ہیں۔ یا تو ہجرت کر جائیں، یا نظام جماعت قائم کر کے اداء فرض ملت میں کوشاں ہوں۔

حضرات! بعض اصحاب نے اس واضح و بین مسئلہ کی نسبت بھی شکوک و شبہات ظاہر کئے ہیں، لیکن وہ سب کے سب اہل نظر و بصیرۃ کے نزدیک مالا یعبأ بہ میں داخل ہیں، اور اس لئے میں ان کے رد و نقد میں آپکا وقت ضائع نہ کرونگا۔ بعض حضرات مسئلہ کی صحت و شرعیۃ تو تسلیم کرتے ہیں، مگر اسلئے آمادۂ عمل نہیں کہ اسکے نفاذ میں مشکلات اور دشواریاں پیش آئیں گی۔ میں عرض کرونگا کہ بلاشبہ دنیا کے ہر عمل عظیم کی طرح اس عمل کی راہ میں بھی مشکلات پیش آسکتی ہیں، لیکن یہ آپ سے کس نے کہا ہے کہ آپ کی راہِ عمل، آسانیوں کا باغ اور راحتوں کا عیش کدہ ہے؟ آپنے تو مشکلوں ہی کی طرف قدم اٹھایا ہے۔ اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دشواریوں ہی کی طلب کی ہے۔ آپ قوموں کی قسمت پلٹنے کے لئے اُٹھے ہیں اور تمام کرۂ ارضی کی ظلم وضلالت سے آپ کو مقابلہ درپیش ہے۔ اگر آپ مشکلوں سے گھبراتے ہیں تو صرف اس مسئلہ پر کیا موقوف ہے؟ عمل وعزم ہی سے کنارہ کش ہو جائیے۔

نازپرورد تنعم نہ برد راہ بہ دوست
عاشقی شیوۂ رندانِ بلاکش باشد!

آپ نے خلافت اسلامیہ وجزیرۃ العرب کی حفاظت و دفاع کا اعلان کیا ہے، آپ ہندوستان کی آزادی کے لئے بیقرار ہیں، یہ کونسی آسانیوں کی راہ ہے؟ کونسی پھولوں کی سیج یہاں آپ کے لئے طیار کی گئی ہے؟ آپ کرۂ ارضی کی سب سے بڑی قاہر وجابر طاقت کے دہن آز سے اُسکا نگلا ہوا لقمہ واپس لینا چاہتے ہیں۔ یقیناً تنظیم جماعت کی راہ اس سے زیادہ دشوار نہیں ہے۔

حضرات! یاد رکھئے کہ آج آپنے جس راہ میں قدم اُٹھایا ہے وہ سرتاسر مشکلوں اور آزمائشوں ہی کی راہ ہے۔ وہ پھولوں کی روش نہیں ہے، کانٹوں کا دشت بے کنار ہے۔ اگر آپکے تلوے لذتِ زخم سے آشنا نہیں ہیں، تو مشکلاتِ راہ کی شکایت نہ کیجیے۔ بہتر یہ ہے کہ دیبا ومخمل کے فرش پر لوٹیے اور اس راہ کی زخم وکاوش اُنہی لوگوں کے لئے چھوڑ دیجیے جو اس ذوق کے لذت شناس ہیں:-

کسے کو تشنۂ وصل ست باکوثر نمی سازد   بہ آبِ خضر اگر عاشق رود تر ہمی سازد
رہِ اُلفت خطرناک ست پنہا نقش نظر در کن   دراں وادی کہ عشق اوست تن با سر نمی سازد

اور حضرات! حق تو یہ ہے کہ جس راہ کو آپ مشکل کہہ رہے ہیں، ساری آسانیاں اسی میں پنہاں ہیں، اور جسکو آپنے سہل سمجھ رکھا ہے، مشکلوں اور دشواریوں کا وہی سرچشمہ ہے۔ مشکلیں انسان کے بنائے ہوئے طریقوں میں ہو سکتی ہیں، مگر اللہ کی کھولی ہوئی فطری راہوں میں نہیں ہو سکتی۔ نہ وہاں دشواری ہے، نہ اعوجاج اور نہ کسی طرح کا ضیق وحرج۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ملة السمحة الحنيفيه ليلها كنهارها۔ البتہ ساری دشواری خود ہمارے نفس و غفلت ہی کی پیدا کی ہوئی ہے، اور بلاشبہ جب تک اس سے ہمارا چھٹکارا نہوگا، کوئی عمل حق بھی ہمپر آسان نہیں ہو سکتا:-

فیا دارها بالخیف ان مزارها قریب، ولکن دون ذلك اهوال

حضرات! بعض حضرات کا بیان ہے کہ اس سے ممکن ہے، کوئی نیا فساد اُٹھ کھڑا ہو میں عرض کرونگا کہ اگر یہ طریقہ احکام شریعت سے ماخوذ ہے، تو ہمارے سامنے یقین و برہان آگیا۔ اب کیا آپ یقین کو شک کی خاطر چھوڑ دینگے؟ آپ کہتے ہیں کہ ممکن ہے کوئی فساد پیدا ہو جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ اور اُسکے رسول نے ہمیں یقین دلایا ہے کہ فوز و فلاح حاصل ہوگی۔ پھر کیا شک لیکر آپ یقین کے مقابلے کے لئے اُٹھے ہیں؟ وان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔

حضرات! سچ یہ ہے کہ یہ تمام مظاہر اس حقیقت کے ہیں کہ مدتوں کی غفلت اور ترک و بعد کتاب و سنت کی وجہ سے ہمتیں مفقود ہو گئی ہیں، عزائم معدوم ہو گئے ہیں، اور عزائم امور کی راہ سے ہم سب یک قلم نا آشنا ہو گئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سنت الٰہی وقت کی مہم کو سر کرنے کے لئے اپنی عادت جاریہ کے مطابق سرگرم انبعاث و ظہور ہو، اور توفیق الٰہی قیام حق اور مقام عزیمت دعوت کے لئے کسی مرد غیب کے قلب کا انشراح فرماوے۔ یہ راہ اصحاب عزم کی ہے اور فاتحین عہد کی۔ ضعفاء طریق اور درماندگانِ راہ کا یہاں گزارہ نہیں ہو سکتا۔ آج ایک ایسے عازم امر کی ضرورت ہے جو وقت اور وقت کے سر و سامان کو نہ دیکھے بلکہ وقت اپنے سارے سامانوں کے ساتھ اسکی راہ تک رہا ہو۔ مشکلیں اسکی راہ میں غبار و خاکستر بنکر اُڑ جائیں اور دشواریاں اسکے جولانِ قدم کے نیچے خس و خاشاک بنکر پس جائیں۔ وہ وقت کا مخلوق نہ ہو کہ وقت کے حکموں کی چاکری کرے، وہ وقت کا خالق و مالک ہو اور زمانہ اسکی جنبش لب پر حرکت کرے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اگر انسان اسکی طرف سے گردن موڑ لیں تو وہ خدا کے فرشتوں کو بلالے۔ اگر دنیا اس کا ساتھ نہ دے تو وہ آسمان کو اپنی رفاقت کے لئے نیچے اُتار لے، اسکا علم مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہو، اس کا قدم منہاج نبوت پر اُستوار ہو، اسکے قلب پر اللہ تعالیٰ حکمت رسالت کے تمام اسرار و غوامض اور معالجۂ اقوام اور طبابت عہد و ایام کے تمام سرائر و خفایا، اس طرح کھول دے کہ وہ صرف ایک صحیفۂ کتاب و سنّت اپنے ہاتھوں میں لیکر دنیا کی ساری مشکلوں کے مقابلہ اور ارواح و قلوب کی ساری بیماریوں کی شفا کا اعلان کر دے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

حضرات! ۱۹۱۴ء کے لیل و نہار قریب الاختتام تھے، جب اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے یہ حقیقت اس عاجز پر منکشف کی، اور مجھے یقین ہو گیا کہ جب تک یہ عقدہ حل نہو گا ہماری کوئی سعی و جستجو بھی کامیاب نہو گی چنانچہ اسی وقت سے میں سرگرم سعی و تدبیر ہو گیا۔ حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے میری ملاقات بھی دراصل اسی طلب و سعی کا نتیجہ تھی، انھوں نے پہلی ہی صحبت میں کامل اتفاق ظاہر فرمایا تھا اور یہ معاملہ بالکل صاف ہو گیا تھا کہ وہ اس منصب کو قبول کر لینگے اور ہندوستان میں نظم جماعت کے قیام کا اعلان کر دیا جائیگا۔ مگر افسوس ہے کہ بعض زود رائے اشخاص کے مشورہ سے مولانا نے اچانک سفر حجاز کا ارادہ کر دیا اور میری کوئی منّت و سماجت بھی انھیں سفر سے باز نہ رکھ سکی۔ اسکے بعد میں نظر بند کر دیا گیا، لیکن ایام نظر بندی میں بھی اسکی فکر و تبلیغ سے غافل نہ تھا۔ چنانچہ صوبۂ بہار کے بعض احباب و مخلصین کو اُسی زمانے میں اس طرف توجہ دلائی گئی، اور وہاں ابتدائی بنیاد اسکی ڈالدی گئی، اُسی زمانے میں میرے عزیز و رفیق مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب رانچی مجھ سے ملے تھے اور اسی وقت سے سعی و تدبیر میں، مشغول ہو گئے تھے جنوری ۱۹۲۰ء میں جب میں رہا ہوا، اور موجودہ تحریک خلافت کی تنظیم شروع ہوئی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تو اُسوقت بھی میں نے بار بار کوششیں کیں اور تمام کارکن طبقہ کو اس طرف توجہ دلائی مگر حالات موافق مساعد نہ ہوئے اور مجھے مجبوراً اُنہی اصلاحات پر قناعت کرلینی پڑی جو اس تحریک کے اندر رہ کر میں انجام دے سکتا تھا۔

گذشتہ موسم گرما میں جب اس طرف سے مایوسی ہو گئی کہ تمام ملک کے لئے کوئی متفقہ و متحدہ نظم قائم ہو تو پھر یہ ارادہ کیا کہ اولاً صوبہ وار تنظیم کا کام شروع کر دیا جائے۔ چونکہ صوبۂ بہار میں تین چار سال سے ابتدائی بنیاد کام کر رہی تھی، اسلئے سب سے پہلے اُنہی کی طرف توجہ ہوئی، اور میں نہیں جانتا کہ کن لفظوں میں حضرات علماء بہار کو مبارکباد دوں کہ انھوں نے سبقت بالخیرات کا مقام اعلیٰ حاصل کیا اور جمعیۃ العلماء بہار کے جلسہ میں تین سو مجمع علماء نے بالاتفاق اپنا امیر شریعت منتخب کرلیا۔

اُس کے بعد ارادہ تھا کہ فوراً دوسرے صوبوں میں بھی کام شروع کر دیا جائے۔ لیکن یکایک بعض حضرات نے اس مسئلہ کی نسبت اخبارات میں قیل وقال شروع کر دی اور بلاضرورت علماء ملت کا ایک عملی کام انتظار عوام میں بصورت اختلاف وجدل نمایاں کر دیا گیا۔ یہ چیز مجھکو اس کام سے ایک لمحہ کیلئے بھی نہیں روک سکتی تھی مگر جب میں نے دیکھا کہ اب یہ مسئلہ منظر عام پر آچکا ہے اور جمعیۃ العلماء اُسکا آخری اور قطعی فیصلہ کر سکتی ہے، تو یہی مناسب معلوم ہوا کہ اسے جمعیۃ کے حوالے کرکے بالفعل خود سبکدوش ہو جاؤں۔ چنانچہ ارکان جمعیۃ کی ایک خاص مجلس شوریٰ منعقدہ دہلی میں یہ مسئلہ پیش ہو کر بالاتفاق منظور رہوا، اور اب اس کا آخری فیصلہ اس اجلاس کے ہاتھ میں ہے۔

حضرات! ارکان جمعیت وعلمائے کرام آپ کی جمعیت کے لئے شریعت کا مقررہ نظام عمل یہ ہے، اور صرف یہی ایک راہ فوز وفلاح کی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

الی العلماء الکرام

ایها العلماء والسادة ! قد تمهد طریق الاصلاح ، ونادی مؤذنه حیّ علی الفلاح ، فاقبل کثیر من المعرضین ، وعرف کثیر من المنکرین ، و نطق کثیر من الساکتین ، ودعا کثیر من المثبطین ، فان کان قد ان لمن تمهد لهم الطریق ان ینادوا ، فقد ان للمعهدین ان یسیروا ، ولمن قالوا من قبل ان یفعلوا ، وهدوا الی الطیب من القول وهدوا الی صراط الحمید !

ایها العلماء ! ان الفساد قد طرا علی جسم هذه الامة من زمن بعید ، فهو یحتاج الی تکوین جدید ، ومن المبشرات ان نری المسلمین قد تنبهوا الی الحاجة الی هذه التکوین ولکن اختلفت فیه الآراء وعبثت به الاهواء ، ولا زعیم یرجع الیه ولا امام یقتدی به ، وما علی طلاب الاصلاح الآن ، الا اقامة الحجة والبرهان ، وتربیه استعد الامه ، الی ان ینهض زعیم من الائمه ولابد من مسالمة الفرق والاحزاب واحاطة استقلال الرائی بسیاج الآداب ، فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین هداهم الله واولئک هم اولوا الالباب

یا علماء الملة ! کان الاسلام نوراً وضیاء سطع فی افق الجزیرة العرب فعم الکون باسره وبهر الناظرین وکان المسلمون عصبة صالحة نبتت فی المنبسط الحجاز ، فتدلت علی المشرق والمغرب وقبضت علی نواصی المجد الاعلی فملکت زمام العالمین ۔

هکذا کان شان الاسلام والمسلمین والامر علی ذالك ، حتی عمل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

الشیطان مکائدہ علیهم والقی باسهم بینهم، وافشی فیهم فتنة الشبهات الشهوات وزینت لهم التقالید والعادات والمبتدعات فدب الفساد الاجتماعی فی جسم الامة، وعم الظلم والطغیان والفتنة، ففسدت الاخلاق وضعفت النفوس، وتقاعست الهمم، وفترت العزائم، وطبع القلوب بالتعبد والتذلل، حتی لا امر بمعروف ولا ناهی عن منکر، ولا تعاون علی بر، ولا تناصر علی رفع ضر۔ فتمزق شمل المسلمین واضاعوا السیاسة والدین، وردوا الامة اسفل سافلین ذٰلك هو الخسران المبین۔

اما خسرانهم للدنیا فان جمیع شعوبهم وبلادهم قد استولی علیها الکفرة الفجرة، ومابقی منها فی ایدیهم قد اوغلت سلطنة الکفر فی احشائه، وهی تهدده بسلب دمائه، واما خسرانهم الاخرة فبما ابتدعوا هیاهم فی الدین وابتغوا غیر سبیل المسلمین الاولین فقد وعد الله بنصرهم الحق وماهم منصورین وکتب الغلب لحزبه وماهم بغالبین وتراهم قد غلب علیهم الذل، ولله العزة ولرسوله وللمؤمنین!

یا اهل القرآن! ان القرآن کان حجة لکم وصار الیوم حجة علیکم اخبرالله فیه ان الارض یرثها عباده الصالحون، وان العزة لله ولرسوله وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون، فما بال الناس یرثون ارضکم ویخلفون لکم فی ملککم، وانتم لا ترثون ارضا؟ بل لا تحفظون ارثا، وما بالهم یسلکون کل سبیل للافتیات علیکم، وما بالکم تخربون بیوتکم بایدیهم وایدیکم؟ کیف ذهبت عزتکم؟ وکیف خضدت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شوکتکم؟ وکیف کنتم تاخذون فتجمدون؟ فصرتم تعطون فتذمون۔ هل رضیتم بان تکونوا من الظالمین الباغین؟ بعد ان کنتم خیر العادلین المحسنین؟ الیس منکم رجل رشید؟ اترضون ان تکونوا ممن تنزل فیهم "باسهم بینهم شدید"؟ الا تتدبرون قوله تعالیٰ وکذلک اخذ ربک اذا اخذ القریٰ وهی ظالمة ان اخذه الیم شدید۔

یا علماء الاسلام! کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وجعلکم الله امة وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس۔ ولکنکم غیرتم ما بانفسکم، فغیر الله ما بکم فتشتت الوثنیون وانتم غافلون، واجتمع الیهود وانتم متفرقون، وسبق النصاریٰ وانتم متخلفون، وا بتاریخ من قبلکم، وباحوال الامم فی عصرکم وتدبروا القرآن، وما بینه من سنن الله فی نوع الانسان، فقدان الاوان، واستدار الزمان، وانفصل القریب بالبعید، و امتاز القوی من الرشید، ان فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید!

یا علماء الاسلام! کانت الامة الاسلامیة بکم خیر امة اخرجت للناس، تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر فیخضع لکم الملوک والامراء، وتهتدی بکم الزعماء والدهماء، ولکن انتم بعدتم عن الامة وبعدت الامة عنکم، فسری الحاد والطغیان الی خواصها لانکم لستم انتم الذین تتولون تعلیمهم، واستسری الفسق والفساد فی عوامها لانکم ترکتم وعظهم وارشادهم، فانتم مسؤلون فی الدنیا والآخرة عن امة محمد صلی الله علیه وسلم، فبم تجیبون؟ وماذا تقولون؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایھا العلماء الکرام! ما اصاب من مصیبة فی الارض و فی انفسکم
ولا وقع فساد فی امتکم او دولتکم الا و سببه تفرقکم واختلافکم، وعلة
تخاذلکم وشقاقکم وما شدد دینکم فی شئ کما شدد خطر التفرق و
الخلاف ولا اکد شیئًا کتاکیده وجوب الاجتماع والاتفاق فان کان
الشیطان قد سوّل لکثیر من المختلفین منا ان فی التفرق قوام عصبیتهم
وحفظ ریاستهم، فقد آن لعقلائنا الیوم ان یعلموا ان هذا التفرق
سینتهی بالانقراض والزوال، اذا لم نتدارکه بالاعتصام والالتئام
فاعتصموا بحبل الله جمیعًا ولا تفرقوا، وکونوا انتم الامة التی تدعو
الی الخیر وتامر بالمعروف وتنھی عن المنکر واعدوا انفسکم لزعامة
هذه الامة بحق واهدوها الی صراط مستقیم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسیرِ مالٹا کا پیغام

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی اسیر مالٹا و کراچی کی ولولہ انگیز تاریخی تقریروں کا مجموعہ جس میں یورپ کے مظالم ترکوں اور مسلمانوں پر مالٹا کی کیفیت ۔ یونان کی حالت وغیرہ مفصل دکھائی ہے ۹/

تقاریر مولانا ظفر علی خاں

فدائے ملت مولانا ظفر علی خاں کی راولپنڈی ۔ لاہور ۔ کلکتہ ۔ الہ آباد کی تقریروں کا مجموعہ ۹/

دُنیائے اسلام اور خلافت

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کا زبردست خطبۂ صدارت جس میں مولانا نے یہ دکھلایا ہے کہ اس وقت روس چین آذربائیجان مراکش ۔ طرابلس ۔ افغانستان ۔ الجزائر وغیرہ کے مسلمان خلافت کے لئے کیا کر رہے ہیں ۴/

سمرنا کی خونی داستان

سمرنا میں یونانی مظالم کی تفصیل ۔ مثلاً عورتوں کی عصمت دری بوڑھوں اور بچوں کا قتل عام شہر اور دیہات کا جلایا جانا ۔ مساجد اور معابد کی بربادی وغیرہ ۳/

خطبۂ صدارت مولانا آزاد سبحانی

بہترین سیاسی اور مذہبی مضامین سے بھرا ہوا خطبہ نظام شرعیہ کی پوری تفصیل ۶/

جذباتِ حرّیت

بہترین قومی نظموں کا مجموعہ اس وقت تک شائع نہیں ہوا ۔ اس دعوے کو آپ دیکھ کر تصدیق کر سکتے ہیں تمام لیڈران نے پسند کیا ہے ۔ بہترین اخبارات نے ریویو کیا ہے ۸/

تصانیف حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی

الاظہار (علماء کے فرائض و واقعات پنجاب پر) ۸/

المکتوب ۔ دس ہزار میل کا خود نوشت سفرنامہ ۔ دو زبردست تقریریں ۸/

درسِ خلافت ۔ ۸/

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مضامین و تقاریر حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد

خطبۂ صدارت جلسہ آگرہ

معرکۃ الآرا مشہور خطبہ خلافت کانفرنس آگرہ جس میں ہندو مسلم اتحاد۔ کراچی رزولیوشن اور دیگر مضامین پر بے مثل مباحثہ ہے۔ ۹/

خطبۂ صدارت جلسہ جمعیۃ العلماء ہند۔ لاہور

حصۂ اوّل مکمل تقریری ۶/ حصہ دوم تحریری ۶/

تازہ مضامین ابوالکلام آزاد

حضرت مولانا کے تازہ مضامین ۱۹۲۱ء کا مجموعہ ۱۰/

دو جدید کتابیں

حزب اللہ ۱۲/ خطبات سیاسیہ

جہاد اور اسلام مسئلہ جہاد قربانی۔ حقیقت اسلام۔ عید الضحیٰ و اسوۂ ابراہیمی وغیرہ پر مفصل بحث ۶/

صدائے حق۔ الامر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تشریح احکام خداوندی کی تفصیل۔ اعلان حق ۸/

دعوتِ عمل مسلمانوں کے تنزل کا اصلی سبب اور اُس کا علاج حق و صداقت کا اعلان اور کسپر تیاری آئندہ ترقی مسلمانان کے لئے ضروری اور اہم تجویز ۸/

مجموعہ مضامین ابوالکلام آزاد حصہ اوّل

ہندوستان کی آزادی اور دیگر ضروری مسائل پر نایاب مضامین کا مجموعہ ۱۰/

الحریت فی الاسلام

حریت اسلامی اور آزادی مسلمانان پر بے مثل تصنیف ۱۲/

دعوتِ حق

تاریخ اسلام سے اعلانِ حق کی مثال۔ دربارِ مامون الرشید کا واقعہ تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ قرآن کے مخلوق و غیر مخلوق کی بحث ۶/

اتحادِ اسلامی ۳/ ہندوستان پر حملہ ۳/ بائیکاٹ ۱/ تعلیمی مقصد ۱/

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اللہ اکبر

سلسلہ مضامین حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد

نمبر ۱۲

حزب اللہ

اثر خامہ

امام الاحرار حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد مدظلہ العالی

جس کو

منشی مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ نے

باہتمام لالہ ہرنام داس صاحب گپتا

سوراج پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

قیمت ۱۲/

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خلافت اور انگلستان

(از جناب ڈاکٹر سید محمود صاحب پی ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لا پٹنہ سکریٹری آل انڈیا خلافت کمیٹی)

مسئلہ خلافت کی کیا اہمیت ہے۔ برطانیہ کا طرز عمل خلافت اور خلیفہ کے ساتھ کیسا رہا۔ ان دونوں مسئلوں پر پہلی زبردست تصنیف ہے۔ ملک کے بہترین مصنفوں۔ علماء اور لیڈران نے جس کی تعریف کی ہے۔ مسٹر مظہر الحق پٹنہ اور مسٹر پکھتال ایڈیٹر بمبئی کرانیکل نے دیباچہ تحریر فرمایا ہے۔ بالتصویر ہے۔

مولانا محمد علی۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ مسٹر مظہر الحق۔ مسٹر پکھتال۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور دیگر حضرات نے بیحد تعریف کی ہے۔ اس سے بہتر کوئی تاریخی کتاب نہیں ہے۔ متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ اردو ترجمہ ؏ ۲

رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف

تقاریر مولانا محمد علی صاحب حصہ اول

امرت سر۔ دہلی۔ بمبئی۔ پیرس۔ لاہور۔ کلکتہ کی مشہور تقریروں کا مجموعہ ۸ ر

تقاریر مولانا محمد علی صاحب حصہ دوم

کراچی۔ الہ آباد۔ گجرات۔ احمد آباد۔ لکھنؤ کی زبردست تقریروں کا مجموعہ ۸ ر

خطبۂ صدارت مولانا محمد علی صاحب دہلی و لکھنؤ کانفرنس ۵ ر

جذبات جوہر (مجموعہ نظم) ۲ ر تقریر مدراس ۳ ر بیان مقدمہ کراچی ۴ ر

مکمل مقدمہ کراچی عدالت ابتدائی وسشن جج ؏ ۲

بیان مولانا حسین احمد صاحب در مقدمہ کراچی ۲ ر

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات! سنہ ۱۹۱۳ء میں حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد مدظلہ العالی نے انجمن حزب اللہ کی بنیاد ڈالی تھی۔ اور اُسکے اصول و مقاصد کی تشریح میں ایک زبردست مضمون مسلسل شائع فرمایا تھا۔ اگرچہ وہ مضمون ایک خاص غرض سے اُس وقت حضرت مولانا نے تحریر فرمایا تھا۔ لیکن اُس میں بیشمار ضروری مضامین اسوقت اور ہر زمانہ کے لئے موزوں ہیں۔ اس لئے احباب کے اصرار پر اس کو شائع کیا جاتا ہے۔ افسوس کہ مولانا کی نظر بندی رانچی کی وجہ سے اُس انجمن کو آئندہ ترقی نہو سکی۔ اُمید ہے کہ ناظرین مطالب پر غور فرماویں گے۔ اور جگہ جگہ آیات قرآنی کی تفسیر سے بہرہ اندوز ہوں گے ؎

خادم ملّت

مشتاق احمد۔ ناظم قومی دارالاشاعۃ

محلہ کوٹلہ۔ شہر میرٹھ

۸ر دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

الداء والدواء

یعنی

جماعت "حزب اللہ" کے اغراض و مقاصد

یٰاَیُّھَا النَّاسُ ! قَدْ جَاءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ
وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ ، فَبِذٰلِکَ
فَلْیَفْرَحُوْا ، ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝ (۱۰ - ۶۰)

زخمہ بر تارِ رگِ جاں می زنم　　کس چہ داند تا چہ دستاں می زنم
زخمہ بر تارم پریشاں می رود　　کیں نواہائے پریشاں می زنم
خامہ ہمرازِ دمِ گرمِ من ست　　آتش از نے در نیستاں می زنم

بادِ شوقم در خروش آوردہ ست　　باز ہوئے ہیچو ستاں می زنم
دے بہ یغما دادہ ام رخت و متاع　　امشب او را در شبستاں می زنم
جوئے شیر از سنگ راندن ابلہی ست　　بہر گوہر تیشہ بر کاں می زنم

گریہ را در دل نشاطے دیگر ست　　خندہ بر لب ہائے خنداں می زنم
بند ہر خواہش ز دل می بگسلم　　نقش ہر صورت بعنواں می زنم
دعوئے ہستی ، ہماں بت بند گیست　　کافرم گر لاف ایماں می زنم

در خراباتم ندیدستی خراب　　بادہ پنداری کہ پنہاں می زنم
تو دریں جا بینی و من خود ہنوز　　جامِ مے در بزمِ اعیاں می زنم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

می ستیزم با قضا از دیرباز   خویش را بر تیغ عریاں می زنم
لعب با شمشیر و خنجر می کنم   بوسہ بر ساطور و پیکاں می زنم

در جنوں بیکار نتواں زیستن
آتشم تیز است و داماں می زنم

تمہید [له]

یہ بار بار کہا گیا ہے کہ عالم اسلامی کے گذشتہ آخری مصائب نے مسلمانوں میں تنبہ و اعتبار کے جیسے غیر معمولی علائم و آثار پیدا کر دئے ہیں، ان کا دو سال اُدھر وجود نہ تھا۔

اس قسم کے آراء و قیاسات ہمیشہ مظنون، اور مستقبل کے نتائج کے محتاج ہوتے ہیں، اور ان کی صحت و عدم صحت کے دلائل منٹوں اور لمحوں کے واقعات و حوادث سے متغیر ہو جاتے ہیں۔ وہ قدیم و حکیم، جو ایک چھوٹے سے بیج کو ایک عظیم الشان نباتاتی ہستی تک پہنچاتا، اور پھر خود اس سے ہزاروں بیج پیدا کرتا ہے، صرف اسکے ہاتھ میں ہے کہ بیداریوں کو استوار، عبرتوں کو نتیجہ خیز، اور متحرک

له فطرت انسانی عجلت پسند واقع ہوئی ہے۔ خلق الانسان من عجل۔ اسلئے ممکن ہے کہ بعض حضرات کو، جو اغراض و مقاصد کی تشریح کے لئے ایک مبارک اضطراب اپنے اندر رکھتے ہیں، یہ تمہید ناگوار گذرے، کہ سُنی سنائی باتوں کے اعادے سے کیا فائدہ؟ لیکن ہر کام ترتیب طبعی سے انجام پاتا ہے۔ اغراض و مقاصد سے پہلے اُن تمام اُمور پر نظر ڈال لینا ضروری ہے، جن کے بیک وقت پیش نظر ہوئے بغیر، مقصود اصلی سمجھ میں آ نہیں سکتا۔ لوگوں کے بیشمار خطوط و استفسارات ان تمہیدی امور کی نسبت آچکے ہیں، اور اسکے سوا چارہ نہیں کہ تمہید ہی میں اپنے خیالات صاف صاف عرض کر دوں آگے چلکر یہ تمہید ہی تشریح مقاصد کا کام دیگی اور اس میں صرف چند صفحوں کی دیر ہے ۱۲

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نعشوں کو حی و قائم اجسام کی صورت میں بدل دے :-

ان اللّٰہ فالق الحب والنوی، یخرج الحی من المیت، ویخرج المیت من الحی، ذالکم اللّٰہ، فانّٰی تؤفکون؟ (۶-۹۵)

"بیشک خدا ہی ہے جو زمین کے اندر بیج کے دانے کو (جبکہ وہ محض امید و بیم کی حالت میں ہوتا ہے) پھاڑ کر (امید و کامیابی کا) ایک قوی و تناور درخت پیدا کردیتا ہے وہی زندگی کو موت سے، اور موت کو زندگی سے نکالتا ہے یہی قدرت کی نیرنگیاں دکھلانے والی ذات قدوس، تمہارا خدا ہے، پھر تم کدھر بہکے جارہے ہو اور کیوں اسکی طرف نہیں جھکتے؟"

علائم و آثار

لیکن اسمیں شک نہیں کہ سمندروں کا پانی اُڑتا اور پھر ابر کی صورت میں پھیل جاتا ہے۔ یہ یقینی ہے کہ پانی کے برسنے سے پہلے موسم بدلتا، اور اپنے آنے سے پہلے، اپنی علامتوں کو بھیجتا ہے۔ طوفان کے آنے سے پہلے طوفانی ہوائیں چلتی ہیں اور برسات سے پہلے ابر غلیظ کی چادریں آسمان پر پھیلا دی جاتی ہیں :-

اللّٰہ الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا، فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفا، فتری الودق یخرج من خلالہ، فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ اذاھم یستبشرون (۳۰-۴۷)

"اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو اپنی جگہ سے اُبھارتی ہیں، پھر خدا جس طرح چاہتا ہے اُن سے کام لیتا ہے۔ کبھی بادلوں کو آسمان پر پھیلا دیتا ہے، کبھی انکے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے، اور تم کو ایسا نظر آتا ہے، گویا انکے درمیان مینہ نکلا چلا آتا ہے! پھر جب اپنے بندوں میں سے جنپر برسانا چاہتا ہے، برسا دیتا ہے، تو وہ (زندگی پاکر) خوشیاں منانے لگتے ہیں!!"

یہ علائم فطریہ اور آثار طبعیہ جو تم کو دنیا میں، اپنے سے باہر نظر آتے ہیں، بعینہ تمھارے اندر بھی موجود ہیں۔ تم جو اس عالم صورت و جسم کے ذرّے ذرّے کی پرستش کرتے ہو،

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھول گئے ہو کہ ایک اقلیم قلب و معنی بھی ہے، اور اس "عالم صغیر" میں جو کچھ ہے، اُسی "عالم کبیر" کا عکس و ظلال ہے۔

الم تر الی ربک کیف مد الظل؟ (۲۵-۴۷) — کیا تم نے اپنے پروردگار کی اس حکمت و قدرت کو نہیں دیکھا کہ اُس نے کیونکر "ظل" یعنی سائے کو پھیلا دیا ہے؟

سر روحانیاں داری ولے خود را ندیدستی
بخواب خود در آتا قبلۂ روحانیاں بینی

آفتاب طلوع ہوتا ہے، اور اپنے سائے کو اپنے ساتھ متحرک کرتے ہوئے غروب ہو جاتا ہے۔[۱] چاند نکلتا ہے، اور عروج و محاق کی منزلیں طے کرتا ہوا نظر آتا ہے۔[۲] موسم بدلتے ہیں اور نئی نئی ہوائیں چلتی ہیں۔ سمندروں میں طوفان اُٹھتے ہیں اور آسمان پر بجلیاں چمکتی ہیں۔ جبکہ موسم خشک اور گرم ہوتا ہے تو بارش کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں، اور جب علامتوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تو بارش کا نزول ہوتا ہے۔ غرضکہ جو دنیا تمہارے سامنے موجود ہے، وہ طلوع و غروب، عروج و محاق، تسلط و تنزع، تضارب و تصادم، تخاذل و تسابق، تسفل و ترقی، تبدل و تجدد، اور ایاب و ذہاب کا ایک یکسر مرقع ہے، جسکے مناظر متلون، اور جسکے مناظر و امثال متحرک ہیں۔

بعینہ یہی حال اُس دنیا کا بھی ہے جو تمہارے سامنے نہیں، مگر تم میں موجود ہے۔ وہاں بھی طلوع و غروب ہوتا ہے، اور جبکہ تاریکی چھا جاتی ہے تو آفتاب

---

[۱] "غروب ہو جاتا ہے" اس اعتبار سے کہ ایسا نظر آتا ہے۔ یہ تمام باتیں ہماری ادبیات میں داخل ہو گئی ہیں۔ آسمان گو ساکن ہو اور زمین گردش میں، لیکن ہم شکایت آسمان ہی کی گردش کی کرینگے کہ کرتے آئے ہیں (منہ) [۲] ایام محاق سے مراد اصطلاح نجوم میں مہینے کی وہ آخری راتیں ہیں۔ جب چاند گھٹنے لگتا ہے، یعنی نصف آخری۔ (منہ)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دریچۂ ظلمت سے اپنا سر نکالتا ہے۔ وہاں بھی موسم بدلتے ہیں، اور ہوائیں متغیر ہوتی ہیں۔ بہار عیش حیات کا پیغام لاتی ہے، اور خزاں افسردگی وہلاکت کے ساتھ ظہور کرتی ہے۔ وہاں بھی سمندروں میں طوفان اٹھتے ہیں، اور زمینوں پر موسم کی تند و تیز ہوائیں چلتی ہیں۔ جب موسم بدلتا ہے، تو یہاں کے آسمان کی طرح، وہاں کا آسمان بھی بدل جاتا ہے، اور جب پانی برسنے کیلئے آتا ہے، تو پہلے ابر کے محیط ٹکڑوں اور سرد ہواؤں کے مرطوب جھونکوں کو بھیجدیتا ہے۔ قحط اور خشک سالی اس سرزمین کی سب سے بڑی مصیبت سمجھی جاتی ہے، لیکن وہاں بھی اس سے بڑھکر اور کوئی مصیبت نہیں جب آسمان اپنی دریا نوالی کا اور زمین اپنی بخشش کا دروازہ بند کردیتی ہے، تو دریا اُتر جاتے ہیں، اور سیر حاصل زمین خشک ہوکر چٹیل میدان بن جاتی ہے۔ پھر موت اور بربادی دنیا پر چھا جاتی ہے، اور انسان اپنی غذا سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہی حال وہاں کا بھی ہے۔ البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں کی خشک سالی جسم کو غذا سے محروم کردیتی ہے، اور وہاں کا قحط قلب وروح کے لئے پیغام ہلاکت ہوتا ہے۔ پس یہاں جسم کے لئے موت ہے۔ جسکے بعد بھی زندگی باقی رہتی ہے، اور وہاں دل کے لئے ہلاکت ہے، جس کی ہلاکت کے بعد زندگی کا کوئی سامان نہیں!

والقلب یحمل مالا یحمل البدان

جسم و جان، رنگ و بو، لفظ و معنی، صورت و حقیقت، یہی دو مختلف دنیائیں اور موجود و مشہود کی دو اقلیمیں ہیں جن کو لسان الٰہی "عالم آفاق و انفس" سے تعبیر کرتا ہے:۔

سنریھم ایاتنا فی الافاق } ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف اطراف و جوانب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق (۴۱-۵۲) } میں بھی دکھلائینگے اور ان کے نفس کے اندر بھی، یہاں تک کہ اُنپر ظاہر ہو جائے گا کہ بیشک وہی حق ہے۔

اور یہی وہ عالم معنوی ہے، جسکے آثار و علائم، اور آیات و اسرار پر قرآن کریم توجہ دلاتا ہے، اور جس سے اولاد آدم کی غفلت و اعراض پر وہ ہر جگہ متاسف ہے کہ:۔

وفی انفسکم افلا تبصرون (۵۱-۲۱) } اور کیا جو کچھ تمہارے نفس کے اندر موجود ہے، اُسے تم نہیں دیکھتے؟

مابعد آثار و عقب علائم

پس گو آثار و علائم ہمیشہ مظنون، اور مستقبل کا چہرہ ہمیشہ تاریکی میں ملفوف ہوتا ہے، تاہم علامتوں کے ظہور میں شک نہیں۔ یہ ضرور ہے کہ موسم بدل رہا ہے، اور آنکھیں ابر کی پھیلی ہوئی چادروں کو، اور جسم ٹھنڈی ہواؤں کو محسوس کر رہے ہیں۔ پس پانی کا برسنا ضروری ہے، اور گرمی جس قدر تیزی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے، اتنا ہی بارش کے نزول کو متیقن بھی کر دیتی ہے۔

دلوں کی اقلیم میں ایک شورش بپا ہے۔ اسکے سمندر تہ و بالا ہو رہے ہیں موجوں اور طوفانوں کا زور ہے۔ آسمان کی رنگت پہلے سرخ تھی، مگر اب سیاہ اور تاریک ہو گئی ہے۔ اور بجلی پہلے چمکتی تھی، پر اب گرج گرج کر زمین پر گرنا چاہتی ہے، فضاء آسمان ایک معرکۂ دار و گیر، اور ایک محشر رستخیز بنگئی ہے اور کائنات کی ہر شے اُبھرنے اور اُچھلنے کے لئے بیقرار ہے۔ اگر کوئی فوج نہیں آرہی، تو یہ گرد و غبار کیوں ہے؟ اگر آگ نہیں جل رہی، تو یہ دھواں کہاں سے اُٹھ رہا ہے؟ اور اگر کچھ ہونے والا نہیں ہے، تو یہ ہونے کی علامتیں کیوں ظاہر ہو رہی ہیں؟

انّ فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان لہ قلبٌ او القی السّمع و ھو شھید۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دریچۂ ظلمت سے اپنا سر نکالتا ہے۔ وہاں بھی موسم بدلتے ہیں، اور ہوائیں متغیر ہوتی ہیں۔ بہار عیش حیات کا پیغام لاتی ہے، اور خزاں افسردگی و ہلاکت کے ساتھ ظہور کرتی ہے۔ وہاں بھی سمندروں میں طوفان اٹھتے ہیں، اور زمینوں پر موسم کی تند و تیز ہوائیں چلتی ہیں۔ جب موسم بدلتا ہے، تو یہاں کے آسمان کی طرح، وہاں کا آسمان بھی بدل جاتا ہے، اور جب پانی برسنے کیلئے آتا ہے، تو پہلے ابر کے محیط ٹکڑوں اور سرد ہواؤں کے مرطوب جھونکوں کو بھیجدیتا ہے۔ قحط اور خشک سالی اس سرزمین کی سب سے بڑی مصیبت سمجھی جاتی ہے، لیکن وہاں بھی اس سے بڑھکر اور کوئی مصیبت نہیں جب آسمان اپنی دریا نوالی کا اور زمین اپنی بخشش کا دروازہ بند کردیتی ہے، تو دریا اُتر جاتے ہیں، اور سیر حاصل زمیں خشک ہوکر چٹیل میدان بن جاتی ہے۔ پھر موت اور بربادی دنیا پر چھا جاتی ہے، اور انسان اپنی غذا سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہی حال وہاں کا بھی ہے۔ البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں کی خشک سالی جسم کو غذا سے محروم کر دیتی ہے، اور وہاں کا قحط قلب و روح کے لئے پیغام ہلاکت ہوتا ہے۔ پس یہاں جسم کے لئے موت ہے۔ جسکے بعد بھی زندگی باقی رہتی ہے، اور وہاں دل کے لئے ہلاکت ہے، جس کی ہلاکت کے بعد زندگی کا کوئی سامان نہیں!

والقلب تحمل مالا یحمل البدان

جسم و جان، رنگ و بو، لفظ و معنی، صورت و حقیقت، یہی دو مختلف دنیائیں اور موجود و مشہود کی دو اقلیمیں، ہیں جن کو لسان الٰہی "عالم آفاق و انفس" سے تعبیر کرتا ہے:-

سنریھم ایاتنا فی الآفاق } ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف اطراف وجوانب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق (۴۱-۵۲)	میں بھی دکھلائینگے اور ان کے نفس کے اندر بھی، یہاں تک کہ اُنپر ظاہر ہو جائے گا کہ بیشک وہی حق ہے۔

اور یہی وہ عالم معنوی ہے، جسکے آثار و علائم، اور آیات و اسرار پر قرآن کریم توجہ دلاتا ہے، اور جس سے اولاد آدم کی غفلت و اعراض پر وہ ہر جگہ متاسف ہے کہ:-

وفی انفسکم افلا تبصرون (۵۱-۲۱) | اور کیا جو کچھ تمہارے نفس کے اندر موجود ہے، اُسے تم نہیں دیکھتے؟

مابعد آثار و عقب علائم

پس گو آثار و علائم ہمیشہ مظنون، اور مستقبل کا چہرہ ہمیشہ تاریکی میں ملفوف ہوتا ہے، تاہم علامتوں کے ظہور میں شک نہیں۔ یہ ضرور ہے کہ موسم بدل رہا ہے، اور آنکھیں ابر کی پھیلی ہوئی چادروں کو، اور جسم ٹھنڈی ہواؤں کو محسوس کر رہے ہیں۔ پس پانی کا برسنا ضروری ہے، اور گرمی جس قدر تیزی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے، اتنا ہی بارش کے نزول کو متیقن بھی کر دیتی ہے۔

دلوں کی اقلیم میں ایک شورش بپا ہے۔ اسکے سمندر تہ و بالا ہو رہے ہیں موجوں اور طوفانوں کا زور ہے۔ آسمان کی رنگت پہلے سرخ تھی، مگر اب سیاہ اور تاریک ہو گئی ہے۔ اور بجلی پہلے چمکتی تھی، پر اب گرج گرج کر زمین پر گرنا چاہتی ہے، فضاء آسمان ایک معرکۂ دار و گیر، اور ایک محشر رستخیز بنگئی ہے اور کائنات کی ہر شے ابھرنے اور اُچھلنے کے لئے بیقرار ہے۔ اگر کوئی فوج نہیں آرہی، تو یہ گرد و غبار کیوں ہے؟ اگر آگ نہیں جل رہی، تو یہ دھواں کہاں سے اُٹھ رہا ہے؟ اور اگر کچھ ہونے والا نہیں ہے، تو یہ ہونے کی علامتیں کیوں ظاہر ہو رہی ہیں؟

انّ فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان لہ قلبٌ او القی السّمع وھو شھید۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دہقان آسمان کو دیکھکر سمجھ لیتا ہے کہ اُسے کیا کرنا چاہیئے اور کشتی بان طوفان کے آنے سے پہلے کشتی کو کنارے تک پہنچا دیتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ دلوں کی شورش و اضطراب بے معنی نہو، اور اس اقلیم کے حوادث و تغیرات کے اشارات گویا سمجھے جائیں۔

عالم اسلامی آج ایک آخری انقلاب کے کنارے پر ہے، اور تبدیلیوں اور انقلابوں کی وہ تمام علامتیں اسکے چپے چپے میں موجود ہیں، جو دنیا کے گذشتہ سخت سے سخت انقلابات کی تکمیل سے پہلے ہمیشہ ظاہر ہوا کی ہیں۔ وہ انقلابات عظیمہ، جنھوں نے دنیا اور دنیا کے مناظر کو یکسر پلٹ دیا۔ وہ تغیرات دہشہ جنھوں نے قوموں اور ملکوں کی تاریخ ایک قلم اُلٹ دی۔ وہ، جنھوں نے زمین کے جغرافیے اور اسکی خشکی اور تری کے حدود میں تبدیلیاں کردیں۔ وہ، جنھوں نے انسانی نسلوں کے عمران و تمدن اور ان کے عوائد و خصائل کی عمارتوں کو ڈھاکر پھر از سر نو تعمیر کر دیا، اور وہ، جو اسلئے ظاہر ہوتے ہیں تاکہ حیات دممات امم کے قانون الٰہی کے مطابق، زمین اور زمین کے بسنے والوں کو از سر تا پا بدل دیں۔ ٹھیک ٹھیک ایسے ہی مظاہر و آثار کو اپنے آگے اور یمین و یسار رکھتے تھے، جیسے کہ آج دنیا کے سامنے ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ دنیا میں ہمیشہ ہو چکا ہے، اور ایسا ہونا انقلابات امم و ملل کے ایک دائمی قانون کے ماتحت ہے۔ وما تسبق من امۃ اجلہا وما یستاخرون (۱۵۔ع ۲) [۱]

تہیۂ سفر

منجملہ علائم و آثار مخصوصہ کے ایک علامت یہ بھی ہے کہ رفتہ پر ماتم اور آیندہ کی

[۱] اور کوئی امت نہ اپنے مقررہ وقت سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔ (منہ)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حسرت کی جگہ اب بہت سے دماغ ہیں، جو کام بھی کرنا چاہتے ہیں، اور محض ماتم وفریاد پر قانع نہیں۔

یہ احساس عام ہے اور عالم اسلامی کے دیگر اکناف و اطراف سے قطع نظر خود ہندوستان میں بھی باوجود استیلائے یاس وقنوط موجود ہے۔ اور اگر صحیح وسائل اختیار کرلے، تو فی الحقیقت انقلاب حالت کا اسے پہلا بیج سمجھنا چاہیئے۔

کل کی فکر آج ہر شخص کے سامنے ہے۔ فکر مستقبل اب صرف خاص دماغوں ہی کا حصہ نہیں رہا، بلکہ اخبارات کے دفاتر کی کسی دیہات کی ایک چکی پیسنے والی عورت بھی سمجھنے لگی ہے۔ کل تک مصائب کے ورود کا خوف تھا، اسلیئے صرف ذہن ودماغ ہی ان کو محسوس کرسکتے تھے، مگر آج جبکہ وہ ظاہر ہوچکے ہیں اور بقیہ ظہور سامنے ہے، تو انکے سمجھنے کے لیئے دماغ کی نہیں بلکہ دیکھنے کے لیئے آنکھوں کی ضرورت ہے۔ اور دماغ کم ہوں مگر آنکھوں کی کمی نہیں۔

کچھ تو مایوس ہیں اور کچھ متلاشی، مگر انتظار دونوں کو ہے۔ پہلوں کو اگر راہ دکھلا دی جائے تو چلنے سے انکار نہیں، گو ابھی ان کے قدم ساکن ہیں۔ اور دوسرے فکر وجستجو میں حیران ہیں، کہ کس طرف کا رخ کریں، اور منزل گو معلوم ہے مگر راہ یاد نہیں۔

بیداری کے بعد غفلت

حریفان رہ دیر کردند گم فویل لہم ثم ویل لہم

مگر جیسا کہ میں مختصراً اشارہ کرچکا ہوں، آج کسی قدر تفصیل کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ غفلت کے معنی صرف بستر ہی پر سونے کے نہیں ہیں بلکہ سونے کے ہیں، اور جو مسافر بستر غفلت سے اٹھ کر راہ میں سو جائے، وہ گو بستر سے اٹھ چکا ہے، لیکن نیند سے بیدار نہیں ہوا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سفر کا تہیہ ہی مطلوب نہیں ہے، بلکہ صحیح راہ سفر کا معلوم کرنا اور پھر اسپر چلنا دونوں باتیں شرط کار ہیں۔ کیا فائدہ اس سے کہ اپنے بستر کے آرام اور خواب نوشیں کی راحتوں کو خیر باد کہا، جبکہ نیند میں ضائع ہونے والی زندگی، بستر کی جگہ راہ کی گم کردگی اور ضلالت پیمائی میں ضائع ہورہی ہے!

آج اس بارے میں بلند ترین حد نظر، اور فکر وجستجو کا آخرین سدرۃ المنتہیٰ جو لوگوں کے سامنے ہے، وہ اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ حفظ اسلام ومقامات مقدسۂ اسلامیہ کے نام سے ایک وسیع اور عظیم الشان فنڈ جمع کیا جائے، اور ہر مسلمان بقدر استطاعت اس میں حصہ لے، نیز وہ عہد کرے کہ کعبۂ معظمہ کی حفاظت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیگا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ زمین کی وراثت اور تاج وتخت حکومت میں سے جو کچھ ہمارے پاس باقی رہا تھا، وہ ہماری غفلتوں اور نادانیوں کی نذر ہو گیا۔ جو باقی ہے ہر آن وہر لمحہ خطرے میں ہے، اور اگر کوئی متاع آخری رہ گئی ہے تو وہ صرف اسلام کا مبدء اولیٰ اور دعوت الٰہی کا اولین سرچشمہ ہے۔ جہاں "فاران" کی چوٹیاں ہیں، جسپر "سعیر" کے بعد خداوند خدا اسینا نے کتاب شریعت اور شمشیر عدل کے ساتھ ظہور کیا۔ جہاں وہ محترم وقدوس "غار" ہے، جسکی تاریکی میں "داعی الی اللہ وسراج منیر" کی روشنی سب سے پہلے نمودار ہوئی، اور جو دعوت اسلامی اور ملۃ حنیفہ کے اس اولین داعی کی یادگار ہے، جس نے اپنے نفس وجان کی قربانیوں کا اسوۂ حسنہ دکھلاکر، حقیقت اسلامیہ کی پہلی بنیاد رکھی تھی:۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا

"وہ عبادت الٰہی کا پہلا گھر، جو انسانوں کی عبادت گزاری کے لئے بنایا گیا، یہی تھا، جو شہر مکہ کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وھدی للعٰلمین - فیہ اٰیٰتٌ بینات مقام ابراھیم، و من دخلہ کان اٰمناً (۳-۹۱)

سرزمین میں فیضان و برکت الٰہی کا مرکز اور عالم و عالمیان کے لئے سرچشمۂ ہدایت ہے۔ اسمیں حکمت الٰہیہ کی بہت سی کھلی کھلی نشانیاں ہیں۔ اور انہی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی اسلام کے اوّلین داعی حضرت ابراہیم کا "مقام" مقدس ہے۔ جو شخص اس بیت الٰہی کی برکتوں میں داخل ہو گیا، اُس کیلئے پھر ہمیشہ کے لئے امن و امان ہے"

پس ضرور ہے کہ ہر مسلم ہستی انس کی خدمتگذاری کی راہ میں اپنے تئیں قربان کر دینے کا حلف اٹھائے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ آئندہ کے لئے پوری سعی و مجاہدت کے ساتھ ایک عظیم الشان اسلامی خزینہ فراہم کیا جائے، جو ہر موقعہ پر ہمارے لئے وسیلۂ کار اور ذریعۂ رفع احتیاجات ہو، اور اس کے لئے بہتر سے بہتر اشخاص اپنا وقت بے دریغ صرف کریں۔

یہ سب کچھ سچ ہے۔ اس سے کسی طرح انکار نہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ جو ضرورت ہمارے سامنے ہے، جس منزل کی تلاش و جستجو ہے، جس مقصود کے کھوج میں قدم اُٹھے ہیں، اور جس لیلیٰ کے فراق میں مجنوں صفتانِ عشق کی یہ کچھ بے قراریاں ہیں، کیا اسکے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے؟ کیا صرف ایک عہد کا لے لینا، اور ایک بہت بڑے خزانہ کا قائم کر لینا ہی ہماری کوششوں کا اصل مقصود، اور ہمارے امراض کا علاج وحید ہے؟

جو سوال ان کاموں کے شروع کرنے کا سبب تھا، مشکل یہ ہے کہ اختیار کرنے کے بعد بھی وہی سوال سامنے آجاتا ہے۔

گشت رازِ دگر آں راز کہ افشا می کرد

مدتوں مجکو صرف مشغول آہ و بکا رہنے کا الزام دیا گیا۔ کئی ماہ سے لوگ معترض

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں کہ صدا اُٹھ رہی ہے مگر مدعا کا پتہ نہیں۔ اسکے اسباب سے تفصیلی بحث کبھی نہ کبھی ہو رہیگی، اور غالباً مضمون کے آخر میں کروں، مگر یہاں صرف اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ یہ خاموشی بے وجہ نہ تھی۔ یارانِ راہ نے منزل مقصود کی جستجو کو جتنا آسان سمجھ رکھا ہے، شاید اس قدر آسان نہیں

بیا کہ مسئلہ عشق ازاں دقیق تر است کہ حل شود شرف از فکر باطل ہمہ کس

لوگ سفر کا اعلان کر دینے میں بہت جلد باز ہیں مگر بہتر ہوا گر یہ جلدی قدموں کی جگہ دماغوں کو سوچنے میں نصیب ہو۔

روپیہ کا جمع کرنا ایک نہایت اہم کام ہے، اور خدمت کعبہ تو ہر مسلمان کا شعار ملی ہے۔ پانچ وقت جس تجلی گاہ معبود حقیقی کی طرف روز ہمارا مُنہ ہوتا ہے، دن میں ایک مرتبہ بھی کیا اُسکی طرف ہمارا دل نہوگا؟ اس ولولے کی آگ جسقدر ممکن ہو بھڑکائیے، اور اگر کچھ بھڑکی ہے تو دامن سے ہوا دیجئے۔ لیکن کہنا صرف یہ ہے کہ اسکے بعد مشکل حل نہیں ہو جاتی، اور عقدۂ کار کی گرہ بدستور باقی رہتی ہے۔ پھر کہتا ہوں کہ یہ سب شاخیں ضرور ہیں، سوال یہ ہے کہ جڑ کہاں ہے؟ باغ بسانے کی تدبیر یہ نہیں ہے کہ درختوں کی شاخوں پر پچکاری سے پانی دیجئے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جڑ کو تر و تازہ کیجئے۔ آپ کو یہ معلوم نہیں تو ممکن ہے کہ دوسروں کو معلوم ہو

تو گل از باغ میخواہی من از گل باغ می جویم
من از آتش دخاں بینم تو آتش از دخاں بینی

فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (۱۶-۴۵) {پھر اگر تمھیں معلوم نہیں تو صاحبان فکر و ذکر سے دریافت کرو

صرف روپیے پر زور دینا
ایک خطرناک غلطی ہے

یقیناً حالات نے ہمیں بتلا دیا ہے کہ "ضروریات ملی" کی غرض سے ایک وسیع

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"خزینۂ ملی" (نیشنل فنڈ) کا ہمیشہ مہیا رکھنا کس درجہ ضروری ہے؟ پس ضرور ہے کہ اسکا سامان کیا جائے۔ لیکن صرف کسی ایسی انجمن کا قائم کر لینا، اُن آنے والے مصائب کو کیونکر دور کر سکیگا، جو چاروں طرف سے ہم پر اُمنڈنے والے ہیں؟ کیا ملکوں اور قوموں کا انقلاب ایک ایسا معاملہ ہے، جسکو ایک دو کروڑ روپیہ بطور رشوت دیکر ہم اپنے حسب مرضی طے کرا لینگے؟ کیا کرایے کی فوجیں، اور کرائے کا جوش لنڈن اور برمن میں ملتا ہے کہ جب کبھی کوئی فوج بلاد اسلامیہ پر حملہ آور ہوگی تو ہم تار کے ذریعہ اُجرت طے کر کے فوراً اُنھیں میدان کی طرف روانہ کر دینگے؟ کیا ہماری تمام بربادیاں اور نامرادیاں صرف اسلئے تھیں کہ ہم نے ہمیشہ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھا، اور یورپ نے صرف افلاس کا الزام رکھکر ہم سے سلانیک اور ایڈریانوپل لے لیا؟

فرض کیجیے کہ کل کو فرانس نے شام پر علانیہ قبضہ کر لینا چاہا، اور اس کی خبر ریوٹر نے ہمیں پہونچا دی۔ اس وقت ہمارے پاس ایک نہایت طاقتور انجمن ہوئی جسکے خزانے میں دو سال کا چندہ چودہ کروڑ روپیہ موجود ہوا۔ پھر با ایں ہمہ دولت فراواں، ہم کیا کرینگے؟ ایم۔ پوائنکرے کو تار دینگے کہ ہم سے ۱۴ کروڑ روپیہ لیکر شام کے قبضے کا ارادہ ترک کر دو؟ یا سر ایڈورڈ گرے سے درخواست کرینگے کہ ہم سے ۱۴ کروڑ روپیہ لیکر اپنے اتحاد ثلٰثہ کے مقاصد اور فیصلۂ مسئلہ مشرقی کو واپس کر لیجیے، اور کرائے کی ایک عظیم الشان اور قاہرہ باسل فوج از راہ رعایا پروری ساحل بیروت پر اُتار دیجیے؟ فما لکم کیف تحکمون؟

ممکن ہے کہ بعض خوش اعتقاد بزرگوں کا ایسا خیال ہو:۔

وللناس فیما یعتقدون مذاہب

لیکن:۔ فاش میگویم و از گفتۂ خود دلشادم ✽ بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اگر مثال کے لئے فرض ہی کرنا ہے تو زیادہ بہتر مثال کیوں نہ فرض کی جائے ؟

فرض کیجئے کہ کل کو انگلستان نے مسئلہ عراق کا قطعی فیصلہ ضروری سمجھا، اور اسپر قبضے کا اعلان کردیا تو پھر اسوقت ہمارا یہ عظیم الشان فنڈ کیا خدمت انجام دیگا ؟

عزیزان من ! ملکوں اور زمین کے ٹکڑوں کا نیلام نہیں ہے کہ آپ بھی زیادہ سے زیادہ بولی دینے کے لئے اپنی جیب کو مستعد رکھیں۔ یہ تو قوتوں کا مقابلہ اور طاقتوں کی نبرد آزمائی ہے۔ صرف آپکی جیب بھاری ہوگئی تو اس سے کیا ہوتا ہے جبکہ دل ہی خالی ہے !

معمورۂ دلے اگرت ہست باز گوئے کیں جا سخن بہ ملک فریدوں ہمی رود

اس وقت کے مستعد جوش وخروش اور طاقتور حسیات اسلامیہ کو محض روپے کے جمع کردینے ہی میں خرچ کر ڈالنا، اپنے ہاتھوں اپنی آخری فرصت کو کھونا ہے۔ روپیہ کی ضرورت اور قوت سے انکار نہیں، لیکن خدارا اتنی پرستش تو نہ کیجئے کہ قوم کی ساری قوتیں صرف اسی میں ضائع ہو جائیں ؟

ہمارے سامنے آج ہمارا زوال ہے، ہم بربادیوں کے کنارے پر کھڑے ہیں اور اپنی تجہیز وتکفین کا سامان اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے پاس اب اتنی مہلت نہیں ہے کہ بار بار نسخے آزمائیں، اور بہت سے طبیبوں سے رجوع کریں ہم کو اسوقت صرف ایک ہی نسخے کی ضرورت ہے، اور صرف ایک ہی طبیب کی۔ ہمارے امراض یقیناً بے شمار ہیں، اور فرصت ہوتی تو ایک ایک کا علاج کرتے، مگر اب تو ایسے نسخے کی تلاش ہی پر انحصار زندگی اور امید صحت ہے، جو ایک ہو مگر اپنے اندر ہمارے تمام بیشمار امراض کا علاج رکھتا ہو۔

پھر اگر ہم نے محض خدمت حرمین کا عہد کرلیا اور ایک رقم ماہوار یا سالانہ اسکے لئے نکالدی، تو گو یہ بہت اچھا کیا، اور کئی حیثیتوں سے مفید ہوگا، لیکن

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیا اس سے ہمارے تمام اُن امراض کا علاج ہو جائیگا، جنھوں نے صدیوں سے ہمارے جسم کو کھوکھلا رکھا ہے، اور اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ :۔

کین خستہ اگر دیر ز بد شام بمیرد!

کہا جاتا ہے کہ اسلامی حکومتوں کا خاتمہ، اور ٹرکی کا بدرجۂ قصویٰ انحطاط ایک ایسا واقعہ ہے، جس نے حرمین شریفین کی حفاظت کو خطرے میں ڈالدیا ہے، پس اب صرف اسلئے اُٹھ کھڑے ہونا چاہیئے۔ اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ہمارے لیئے صرف یہی ایک کام علاج اصلی ہے، تو سوال یہ ہے کہ اس مقصد کو بھی کیونکر حاصل کرینگے؟ ہمارے پاس دو ہی چیزیں ہونگی۔ یا ممبروں کا عہد یا انجمن کے خزانے کا روپیہ، عہد و قرار توپ و تفنگ کا کام دے نہیں سکتا، اور روپیہ لیکر حملہ آور واپس نہیں ہو سکتے۔ پھر :۔

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما؟

فرض کیجئے کہ اگر تمام مسلمانان ہند نے حرمین شریفین کی جگہ آج ایڈریانوپل کی (مسجد سلیم) کی حفاظت و خدمت کا عہد کر لیا ہوتا، اور اس نام سے ایک فنڈ بھی ان کے پاس مہیا ہوتا، تو کیا ایڈریانوپل کو وہ بچا لیتے؟

ایام جنگ میں ہم نے جو کچھ مالی مدد دی، وہ نتائج کی محتاج نہ تھی۔ کیونکہ وہ جنگ، اور اسلام و صلیب کے مقابلے کا وقت تھا، اور بغیر فکر نتائج و عواقب، ہمارا فرض دینی و جہادی یہ تھا کہ جو کچھ بن پڑے، اس سے دریغ نہ کریں۔ آج بھی جبکہ مہاجرین کے مصائب کے حالات ہمارے سامنے ہیں، ہمارا فرض دینی ہے کہ انکی اعانت کریں۔ اور یہ اعانت کچھ اس بنا پر نہیں ہے کہ اس سے مصائب اسلامی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

لیکن جبکہ ہم آیندہ کے لیئے انتظام کرنا چاہتے ہیں، جبکہ مسلمانان عالم کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مستقبل ہمارے سامنے ہوتا ہے، اور جبکہ آئندہ کی حفاظت کے نام سے ہم قوم کو دعوت دیتے ہیں، تو ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ ہر قدم پر نتائج و عواقب امور کا لحاظ رکھا جائے، اور اس وسیلۂ فوز و فلاح کی جستجو کریں، جسکے حاصل ہو جانے کے بعد آئندہ کے لئے ان مصائب کے نزول و ہجوم کا قطعی سد باب ہو جائے

کعبہ کی خصوصیت

حاجی برہِ کعبہ رواں کین رہِ دین ست خوش میرود، امارہِ مقصود نہ این ست

پھر صرف "خدمتِ کعبہ" کی خصوصیت سے بھی میں متفق نہیں ہو سکتا۔ یہ سچ ہے کہ آج بڑی ضرورت مسلمانوں میں تنظیمات عمل (آرگنائزیشن) کی ہے، اور مسلمان کعبے ہی کی حفاظت کے لئے اسلامی ممالک کی بقا کے بھی خواہشمند ہو سکتے ہیں، مگر ضروری ہے کہ اسی وقت اسکی تشریح بھی کر دی جائے۔ نہ کہ ہمتیں پست ہو جائیں، اور تمام موجودہ قوتیں اسی دائرے میں سمٹ آئیں کہ "صرف حدود کعبہ و مدینہ کی حفاظت ہی ہمارا فرض ہے اور بس"۔

جو کچھ کہہ رہا ہوں، بہتر تھا کہ آپ اُسے سمجھتے۔ میں بغیر کسی اندیشہ و تامل کے اپنے عقیدے کا اعلان کر دینا چاہتا ہوں اور حیات ملت کا یہ ایک اساس قویم ہے، جس سے اگر آج غلطی کی گئی تو عجب نہیں کہ اس دور مصائب و نا امیدی میں بے ہمت دلوں کے لیے کوئی سہارا باقی نہ رہے۔

ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنھا لاتفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ، حتیٰ یلج

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، اور ہمارے آگے جھکنے کی جگہ غرور سے اکڑ بیٹھے، تو یاد رکھو کہ انکے لیے نہ تو کبھی آسمانی برکتوں کا دروازہ کھلے گا، اور نہ کامیابیوں اور کامرانیوں کی بہشت حیات میں داخل ہو سکیں گے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

الجمل فی سم الخیاط، و کذالک نجزی المجرمین (۷-۳۹)

ہاں اگر ایسا ہو سکتا ہے کہ سوئی کے ناکے میں سے اونٹ گزر جائے، تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بھی بغیر اس کے فلاح پا جائیں۔

بیا کہ روئے بجز ابگاہِ نور نہیم
بنائے کعبۂ دیگر ز سنگِ طور نہیم

حطیمِ کعبہ شکست و اساس قبلہ بریخت
بتازہ طرح یکے قصر بے قصور نہیم

علوِ طاق حرم تا بچند مصلحت ست
کہ داغ عشق بہ پیشانیِ غرور نہیم

تو نطعِ دیر فرو چیں کہ ما قرابۂ مے
بشہپر ملک و طیلسانِ حور نہیم

ز جوش جرعہ کشاں صد قیامت انگیزم
جہاں جہاں ز صراحی بادہ صور نہیم

بجرعہ کہ بسوزد دماغ خلوتیاں
خفائے صومعہ در عرصۂ ظہور نہیم

نفس بگیرمی ایں بزم تا بکے (فیضی)
دگر بمجلس روحانیاں بخور نہیم

والشمس وضحاھا، والقمر اذا تلاھا، والنھار اذا جلاھا، واللیل اذا یغشاھا، والسماء وما بناھا، والارض وما طحاھا، کہ زمین کا ذرہ ذرہ مستعد، آفتاب کی شعاعیں درخشندہ، آسمان کے بخار منجمد آمادۂ نزول، قوتوں کا نمو، بالیدگیوں کا ظہور، اور محرکات کا اجتماع ہر طرف موجود ہے، اور عالم نشو و نما کے ملائکۂ مدبرہ وقت کے منتظر، اور تخم ریزی کے استقبال کے لئے چشم براہ ہیں۔ دہقان کی قسمت اوج پر، اور زمین کا طالع کامرانی کے افق پر چمک رہا ہے۔ وقت ہے کہ کل کو کاٹنے والے آج بولیں، اور کل جو اپنی زمینیں بھرنے والے ہیں، آج اپنے دامن کو چند بیجوں سے خالی کر دیں۔ پر ضرور ہے کہ ہاتھ تجربہ کار، دانہ صحیح و سالم، اور دہقان محافظ و نگراں ہو۔ تا زمین کی مستعدی بیکار نہ جائے، اور اس سے جیسی کل کے لئے طلب کی جاتی ہے، ویسی ہی بہتر غذا آج اُسے دی بھی جائے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وسخر لکم الیل والنہار، والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون وما ذرأ لکم فی الارض مختلفا الوانہ، ان فی ذالک لاٰیاتٍ لقوم یذکرون۔ (۱۶-۱۴)

"اور اللہ نے رات کی رطوبت، اور دن کی حرارت کو اور اسکے سرچشموں یعنی سورج اور چاند کو، نیز تمام ستاروں کے خواص و تاثرات کو اپنے حکم سے تمہارا تابع کر دیا ہے، اور صاحبان عقل کے لئے ان میں حکمت الٰہیہ کی بہت سی نشانیاں ہیں! اور پھر وہ زمین کی پیداوار اور زراعت کے نتائج، جو تمہارے لئے پیدا کر رہے ہیں جنکی طرح طرح کی رنگتیں اور صورتیں ہیں! سو غور و فکر کرنے والوں کے لئے ان میں بھی صدہا بصیرتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہیں!!"

حکمت امثال

میں نے اس مضمون کو موسموں کے تغیرات، بارش کے نزول، اسکے علائم و آثار، اور زمین کی خشک سالی اور نشاط و شگفتگی کی تمثیل سے شروع کیا، جو بظاہر نفس موضوع سے کوئی ربط نمایاں نہیں رکھتی، اور ایک غیر مربوط گریز کے ذریعہ تمہید مقصد سے ملا دی گئی ہے۔ پھر لوگوں کو تو انتظار مجوزہ جماعت کے اغراض و مقاصد کا ہے، دنیا کے طبعی تغیرات، اور ان کے آثار و مابعد نتائج کے مضمون کو اس سے کیا تعلق؟ معلوم نہیں پچھلے مضمون کو پڑھتے ہوئے یہ خیال آپ کے ذہن میں پیدا ہوا یا نہیں؟

لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ اس بارے میں ہمیں ایک بصیرت بخشی ہے: ولہ المثل الاعلیٰ فی السمٰوات والارض وھو العزیز الحکیم۔ (۳۰-۲۶) اور اس کا درس ہمیں بتلاتا ہے کہ مطالب عالیہ و مقاصد الٰہیہ کے اظہار کے لئے بہترین وسیلۂ اظہار تمثیل ہے۔ یہی سبب ہے کہ تم ہر جگہ اس کتاب عزیز میں امثال و نظائر کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک ذخیرۂ وافر پاتے ہو، اور کہیں ہواؤں کی تصریف، کہیں بادلوں کے انبساط، کہیں زمین کے نشوونما، کہیں لیل ونہار کے اختلاف، کہیں موجودات ومخلوقات کے مختلف اشکال والوان، کہیں کواکب وسیارات کے طلوع وغروب، کہیں انقلابات طبیعیہ کے مناظر جمیلہ، اور کہیں رعد وبرق کے مرایاء مدہشہ ومخوفہ کے اندر وہ اسرار حکمیہ اور معارف الٰہیہ بیان کر دیے گئے ہیں، جو فہم انسانی کا منتہاء ادراک ہیں۔ ولقد ضربنا فی ھذا القراٰن من کل مثل لعلھم یتذکرون۔ (۲۹-۳۹)

منجملہ امثال قرآنیہ کے ظہور آثار وعلائم بارش کی ایک لطیف وبدیع، اور جامع ومانع تمثیل ہے، جسپر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے، اور جسکے اندر انسان کی قلبی وروحی حیات وممات، اقوام وملل کے انقلابات، ملکوں اور حکومتوں کے تسلط وتنزع اور ہدایت الٰہی اور شقاوت انسانی کے مختلف مدارج ومراقب کی نسبت صدہا اشارات وبیانات پوشیدہ ہیں۔ وما یعقلھا الا العالمون۔

پس غور کیجیے تو آج بھی پیش نظر مطالب کے اظہار کے لیے اس تمثیل سے بڑھکر اور کوئی جامع اور بیّن ذریعہ نہ تھا۔ بظاہر یہ تمہید آپ کو اصل مقصود سے غیر متعلق نظر آتی ہے۔ لیکن آگے چلکر سیر مطالب میں ہر قدم پر آپ دیکھینگے، کہ جو کچھ مقصود اصلی تھا، وہ در اصل اسی کے اندر عرض کر دیا گیا، اور عرض مقصد کے ہر موقع پر یہی تمثیل ہے، جو اپنے اشارات کی شرح وتفسیر کر رہی ہے۔ وکذالک یضرب اللہ الامثال لعلھم یتذکرون!!

عصر انقلاب وظہور استعداد

فصل کاٹنا آسان اور دل خوش کن ہے، پر بیج کا بونا مشکل اور محنت کا محتاج ہے جس طرح زمین پر سال میں ایک یا دو مرتبہ ہی وہ موسم آتا ہے، جب اسکا ذرہ ذرہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قوت نشو سے لبریز، اور اسکا چپہ چپہ استعداد نمو رسے آمادۂ تخم ریزی ہوتا ہے،
بعینہ اسی طرح قوموں اور ملکوں کی حیات و ممات اور عروج و زوال کے بھی مخصوص و معدود
اوقات ہیں، جو اپنے اپنے وقتوں پر ظہور کرتے ہیں۔ وہ زندگی اور ارتقا کی استعداد
و صلاحیت کا ایک دور ہوتا ہے، جو صرف اسلئے آتا ہے تاکہ اس فرصت سے فائدہ
اُٹھانے والے فائدہ اُٹھالیں، اور جن کے پاس کاشتکاری کے لئے بیج موجود ہیں،
وہ وقت کو مساعد دیکھ کر تخم پاشی کرلیں۔

اُس وقت قوموں کے اندر تغیر و انقلاب کی موجیں لہرانے لگتی ہیں، تنبہ و اعتبار
کی ہواؤں کا زور ہوتا ہے، مصائب کے اشتداد اور غموم و ہموم کے استیلا سے سوئی
ہوئی قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ پُرانے زخم ہرے ہو جاتے ہیں، مندمل زخموں
کے ٹانکے کھلجاتے ہیں، اور نئے زخموں کے اندر سے خون کے چشمے اُبل اُبل کر بہنے
لگتے ہیں؛ پس یہ ایک عصر انقلاب اور ایک دور استعداد حیات ہوتا ہے جو ہر طرف
چھا جاتا ہے، اور سر زمین روح و قلب کے ذرے ذرے کے اندر حیات ملی کے نشو و نما
کی استعداد تام پیدا ہو جاتی ہے۔

پھر اُسوقت زمین کی جستجو نہیں ہوتی، جو سیر حاصل ہو، پانی کی تلاش نہیں ہوتی،
جو آسمان سے برسے۔ آفتاب کی ضرورت نہیں ہوتی، جو اپنی تمازت و حرارت سے
زندگی بخشے۔ بلکہ صرف ایک ہاتھ کی ضرورت ہوتی ہے، جو موسم کو دیکھے، فرصت کو
سمجھے، اور ایک صحیح و سالم بیج اس زمین مستعد کے سپرد کردے، تا وہ گلے اور پھیلے،
اور پھر زندگیوں اور کامیابیوں کا درخت تناور اور شجرۂ طیبہ بنکر، قدرت الٰہی در حکمت
سرمدی کا ایک معجزۂ محیر العقول ہو۔

ھو الذی انزل من السماء ماء "وہی تو قادر مطلق ہے، جس نے آسمان سے پانی برسایا۔
لکم منہ شراب ومنہ شجر فیہ اور وہ ایک طرف تو دریاؤں، آبشاروں، اور تالابوں کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لتسیمون - ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات ان فی ذالک لآیات لقوم یتفکرون (۱۶-۱۰)

صورت میں جمع ہو کر تمھارے پینے اور سیراب ہونے میں کام آتا ہے، اور دوسری طرف زمین کی روئیدگی کے ظہور کا وسیلہ بنتا ہے۔ اُس سے درخت پرورش پاتے ہیں اور تم اپنے مویشیوں کو ان میں چراتے ہو۔ اُسی پانی سے خدا تمھارے لئے زمین کی زراعت و کاشت کو سرسبز کرتا ہے، اور طرح طرح کے پھل اُن میں پیدا ہوتے ہیں! غور کرو تو ارباب فکر و بصیرت کے لئے اس میں حکمت الٰہیہ کی ایک بہت بڑی نشانی ہے!!

اس فصل کے لئے تخم

"اصلاح" اور "عمل" کی دعوتیں ہی وہ بیج ہیں، جن کی اس موسم نمو اور دورِ استعداد میں سرزمین ارواح و قلوب کو ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بیج کے بارآور ہونیکے لیے جن جن شرائط کی ضرورت ہے، وہ سب کی سب قدرتی طور پر اس وقت مہیا ہو جاتی ہیں زمین کی درستگی کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ حس و بیداری کی . . سے دلوں میں اضطراب و جوش موجود ہوتا ہے۔ آفتاب کی تمازت و حرارت بھی مطلوب نہیں ہوتی، کہ مظالم کا استبداد، خونریزیوں کی کثرت، اور ذلت و رسوائی کی انتہا، سوزش و تپش کی آگ سُلگا دیتی ہے۔ بارانِ رحمت الٰہی جو اقلیم نباتاتی کا سلطان و حکمراں ہے، وہ بھی آمادہ کار ہوتا ہے کہ پانی کی جگہ قتیلان ظلم و استیلا کا سیلاب خونین زمین کو سینچنے اور بیج کو گلانے کے لئے ہر طرف موج زن ہوتا ہے۔ پس اس وقت صرف ایک صحیح صدائے دعوت، ایک صداقت آگین تحریک عمل، اور ایک موصل الی المقصود سفر کے بیج ہی کی ضرورت ہوتی ہے، جو طیاریوں اور آمادگیوں کے اس نامیہ زار حیات میں سپرد خاک کر دیا جاوے پھر زمین اپنی استعداد کو، حرارت اپنی آمادگی کو، اور پانی اپنی طیاری کو فوراً صرف کار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کردے، اور تھوڑے ہی دنوں کے اندر قدرتِ الٰہی اس ذرہ تخم کو اشجار و اثمار، اور برگ و بار کی ہیئت عظیمہ اور منظر فخیمہ کی صورت میں، اپنی غیبی نشو و نما، اور الٰہی ربوبیت کی توفیق فیضان سے بلند و استوار فرمادے:۔

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ، اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا، و یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون۔ (۱۴-۲۹)

"اللہ تعالیٰ نے نیک دعوت اور پاک تحریکوں کی کیسی اچھی مثال دی ہے؟ یعنی دعوت الٰہی مثل ایک مبارک اور ملکوتی درخت کے ہے، کہ اس کی جڑ زمین کے اندر مضبوط، اور اسکی بلند ٹہنیاں آسمان تک پہنچی ہوئیں!! وہ قوت الٰہیہ کی نشو فرمائی سے ہر وقت کامیابی کا پھل لاتا رہتا ہے۔ اور یہ درخت کا ذکر در اصل ایک تمثیل ہے جو اللہ بیان کرتا ہے، تاکہ لوگ سوچیں اور غور کریں"۔

عالم اسلامی اور عصر استعداد

آج دنیا اسی عصرِ انقلاب، اور عالم اسلامی اسی دورِ استعداد سے گذر رہا ہے۔ ارتقا بعد از انحطاط، عروج بعد از محاق، اور حیات بعد الممات کا موسم ہمیشہ ایسا ہی رہا ہے، جیسا کہ آج ہے۔ طوفانوں کے بعد جب امن ہوا ہے، زلزلوں کے بعد جب سکون ہوا ہے، صرصر و مخالف کے بعد جب نسیم مراد چلی ہے، تاریکی کے بعد جب روشنی چمکی ہے، ظلمت کے بعد جب نور نمایاں ہوا ہے، رات کے بعد جب دن نکلا ہے، ظلم کے بعد جب انصاف کا علم لہرایا ہے۔ خون کے بعد جب سرچشمۂ حیات بہا ہے، اور طغیان و فساد کے بعد جب صداقت و عدل کی فوجیں نمودار ہوئی ہیں، یعنی ڈوبنے کے بعد جب کبھی ڈوبنے والے ابھرے ہیں، گرنے کے بعد جب کبھی گرنے والے اٹھے ہیں، اور مرنے کے بعد جب کبھی مرنے والے زندہ ہوئے ہیں، تو بعینہٖ دنیا کے چہرہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہانت پر ایسی ہی علامتیں پڑھی گئی ہیں، جیسی کہ آج ہر چشم حقائق آگاہ پڑھ سکتی ہے اسکی صدائیں ایسے ہی پُر اسرار رہی ہیں، اور اس کی نگاہ گویا نے ہمیشہ ایسے ہی اشارے کئے ہیں۔ اُس نے جب کبھی کوئی کروٹ لی ہے، تو اس سے پہلے سمندروں میں ایسی ہی لہریں اٹھی ہیں، اور اس نے جب کبھی اپنی جگہ بدلی ہے تو آسمان پر اضطراب وشورش کی ایسی ہی بدلیاں چھائی ہیں۔ آج عالم اسلامی بھی اور کسی شے کی طلبگار نہیں۔ وہ اُٹھنے اور اُبھرنے کے لئے نہ تو آفتاب کی منتظر ہے، اور نہ پیغام بارش لانے والی ہواؤں کی، اس کی زمین خود بخود درست ہو گئی ہے۔ لاشوں نے کھاد کا کام دیا ہے، اور خون کے سیلاب نے پانی سے مستغنی کر دیا ہے، یعنی ہوائیں جتنی چل رہی ہیں موافق ہیں موسم اپنے عین عروج اور کمال تاثیر پر ہے، اور بارش کی خبریں ہر طرف سے آرہی ہیں۔ پس اُگنے اور شاداب ہونے کا کوئی سامان ایسا نہیں، جسے رحمتِ الٰہی نے آج اُمت مرحومہ کی کشت امید کو سرسبز و شاداب کرنے کے لئے مہیا نہ کر دیا ہو اور یہ جو کہہ رہا ہوں تو:-

والشمس وضحاھا، "آفتاب کی اور اس کی شعاعوں کی قسم، جن کی حرارت زمینوں کو
والقمر اذا تلاھا، معتدل بناتی ہے، اور چاند کی، جب وہ اس کے بعد
والنھار اذا جلاھا، نکلتا ہے، اور زمین کی قوت نمو کو متاثر کرتا ہے۔ اور دن کی،
والیل اذا یغشاھا، جب وہ آفتاب کو نمایاں کرتا۔ اور رات کی جب وہ آفتاب کو چھپاتی
والسماء وما بناھا، ہے، اور اس طرح زمین کے نشو و نما کو اپنے اپنے وقت
والارض وما طحاھا، پر آسمان سے مدد ملتی ہے پس اس کی بھی قسم، اور در اصل
(۹۱-۶) اسکی، جس نے اس کی تمام موجودات کو بنایا، اور نیز
زمین کی، اور اُس حکیم و قدیر کی جس نے زمین کو طرح طرح کے اشجار و اثمار کا ایک دستر خوانِ نعام بنا کر بچھا دیا ہے"!!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیج کا آخری وقت اور انتظار

جس طرح بارود کی سرنگ طیار ہو جاتی ہے، اور اسکے پھٹنے اور پھر پہاڑ کے ریزہ ریزہ ہو جانے کے لیئے صرف ایک چنگاری کی کمی باقی رہجاتی ہے۔ اور جس طرح سوکھی لکڑیوں اور خشک برگ و گیاہ کے ڈھیر کے مشتعل ہونے کے لیئے صرف دیا سلائی کی ایک تیلی اور اس کی رگڑ کی ضرورت ہوتی ہے، جو آگ کا ایک ذرہ اشتعال پیدا کر کے شعلوں کا ایک تنور گرم کر دے۔ بالکل اسی طرح کارساز قدرت نے زراعت و کاشتکاری کا تمام سامان مہیا کر دیا ہے اور صرف ایک بیج ہی کی ضرورت ہے، جو ہوشیار ہاتھوں سے زمین پر گرے، اور اس تمام ساز و سامان نمو و ظہور کو ضائع جانے سے بچالے۔

اس دہقان کی قسمت پر کسے رونا نہ آئیگا، جسنے برسوں کے بعد اچھا موسم اور عمدہ بارش نصیب ہوئی ہو۔ جسکے لیئے زمین طیار اور وقت مساعد ہو۔ ہل پھر چکا ہو، اور صرف تخم ریزی کے دانوں کا زمین انتظار کر رہی ہو۔ لیکن یہ تمام ساز و سامان ضائع جا رہا ہو، اور جس نے اسی وقت کے انتظار میں بے چین راتیں اور مضطرب دن کاٹے تھے، وہ یا تو بالکل بیخبر ہو، یا اُٹھے بھی تو بیج ڈالنے کی جگہ پانی کے ڈول بھر بھر کے پھینکنے لگے، یا فصل کاٹ کر جمع کرنے کے لیئے ایک گھر بنانا شروع کر دے، حالانکہ جس بیج سے فصل طیار ہو گی، ابتک اسکا ایک دانہ بھی زمین کو نصیب نہیں ہوا ہے!

پھر کہتا ہوں کہ آج عالم اسلامی کی زمین اپنی طلب میں بیقرار ہے، اسکی خاک کے ذرے ذرے سے فغان طلب اور عشق مقصود کی صدائیں اُٹھ رہی ہیں۔ اسکا چپہ چپہ اپنے مطلوب کو پکار رہا ہے، مگر پانی کے لیئے نہیں، روشنی کے لیئے نہیں، آفتاب کے لیئے نہیں، اور گو ان میں سے ہر شے زمین کی روئیدگی اور بیج کی بالیدگی کیلیئے ضروری ہو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مگر ان میں سے کسی کے لئے بھی نہیں۔ صرف بیج کے لئے، ایک عمدہ اور سالم بیج کیلئے اور صرف بیج کے لئے۔ کیونکہ بیج کی بالیدگی کے لئے ان تمام چیزوں کی ضرورت ہے، پر ان کے لئے بیج کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بیج کے بعد یہ سب مفید ہیں، پر بیج کے بغیر انمیں سے کوئی چیز بھی کارآمد نہیں ہو سکتی!!

اِنَّ هٰذا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا

فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل، فتفرق بکم عن سبیلہ، ذالکم وصاکم بہ لعلکم تتقون (۶-۱۰۵)

میں نے کہا کہ صرف بیج کی ضرورت ہے، اور کسی شے کی نہیں اور ہمیشہ یہی کہتا رہونگا۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ بیج کیا ہے؟

کیا ایک انجمن، جسکی بہت سی شاخیں ہوں؟ ایک فنڈ، جس میں بیشمار روپیہ ہو؟ ایک دفتر، جسمیں کسی خاص قول و قرار پر بہت سے دستخط ہوں؟ کوئی شاندار اسکیم، جسکی بیشمار دفعات ہوں؟ کوئی عہدہ داروں اور ممبروں کا مجمع، جنکے لئے بہت سے القاب و خطابات ہوں؟ کوئی بڑے بڑے شاندار کاموں اور دنیا بھر کی ضرورتوں کو اپنے میں جمع کر دینے والا ادعا، جسمیں از سرتا پا صدہا وعدے ہوں؟

نہیں، کیونکہ یہ تمام چیزیں تو اُس سے منٹوں اور لمحوں میں مہیّا ہو جا سکتی ہیں، پر وہ ان سے پیدا نہیں ہو سکتی۔

تلاش تو بیج کی ہے، جو ہر قوّت نمو بخشنے والی چیز سے کام لے، اور پھر ایک درخت بنکر شاخیں، پتے، ٹہنیاں؟ اور پھل پھول، سبھی کچھ پیدا کر دے۔ آج بیج کو بارآور کرنے والے اسباب موجود ہیں پر وہی نہیں ہے، جس کے بغیر ان میں سے کوئی بھی کام نہیں دیسکتا۔

تنور گرم ہو جاتا ہے تو بہت سی انگیٹھیاں اس سے گرم کر لی جا سکتی ہیں، پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انگیٹھی تنور کا تو کام نہیں دیسکتی!

پھر وہ کونسی شے ہے؟؟

پس میں کہتا ہوں، اور از فرق تا بقدم ایک صدائے ربانی بنکر کہتا ہوں۔ جبکہ یقین کی وہ لازوال طاقت میرے ساتھ ہے، جسکے لئے کبھی فنا نہیں جبکہ وہ بصیرت الٰہی میرے دل کے اندر موجود ہے، جس میں کبھی تذلل و تذبذب نہیں۔ اور جبکہ وہ شہادت ایقانی میرے سامنے ہے، جسکی رویت میں کبھی دھوکا اور فریب نہیں۔ کہ زندگیوں اور کامیابیوں کا وہ تخم مقدس، کوئی انجمن، کوئی اسکیم، کوئی بیشمار خزانہ، کوئی عہد حفاظت، کوئی اقرار خدمت، غرضکہ دنیا کی کوئی آواز اور انسانوں کی کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی، مگر صرف **وہ ایک ہی تحریک حق و صداقت**، جو **مسلمانوں کو ان کی حیات انفرادی و ملی کی ہر شاخ میں "مسلمان" بننے کی دعوت دے**، اور اپنی اس آواز کو ان کے تمام صغار و کبار، رجال و اُناث، اعالی و ادانی، شہری و دیہاتی، عوام و خواص، غرضکہ ہر فرد ملت کے دل و جگر میں اُتار دے کہ:۔

یا ایھا الذین اٰمنوا! ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان، انہ لکم عدو مبین!! (۲-۱۳۶)

اے وہ لوگو کہ ایمان اور اسلام کے مدعی ہو! صرف دعویٰ کافی نہیں، اگر زندگی چاہتے ہو تو اسلام میں پورے پورے آجاؤ، اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو! وہ انسانی ہدایت اور ارتقاؤ عروج کا ایک بالکل کھلا دشمن ہے!

اور اس طرح اُتار دے کہ خدا کے بندے پھر صرف اُسی کے ہو جائیں۔ اسکے رشتے سے ٹوٹے ہوئے پھر اُسی کے ساتھ جڑ جائیں، اسکے دروازے سے بھاگے ہوئے پھر اسی کی غلامی کی زنجیریں پہن لیں۔ اسکے چاہنے والے پھر ہر طرف سے کٹکر صرف اسی کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پیار کرنے لگیں۔ اسکے پکارنے والے پھر اُسی کی جستجو میں نکل جائیں، اس سے غفلت کرنے والے پھر اُس روٹھے ہوئے کو منالیں۔ اور اُس ایک کی غلامی کا حلقہ پہنکر تمام دنیا کو اپنا غلام بنانے والے، پھر اُسی کی چوکھٹ پر جھک جائیں، تاکہ اُس کے آگے جھک کر سب کے آگے سر بلند ہوں، اور اسکے آگے جبین نیاز جھکا کے سب کو اپنے آگے مسجود دیکھیں۔ یعنی ہجر کے بعد پھر وصال کی بزم آرائی ہو۔ محرومی کے بعد پھر کامرانی کے رازو نیاز ہوں، اور نامرادی کے بعد پھر دولت مقصود و مطلوب سے دامن و آستین امید مالامال ہو جائے!!

وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفوا عن السیئات ویعلم ما تفعلون ویستجیب الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات ویزیدھم من فضلہ (۴۲-۲۴)

"اور وہی غفور اور رحیم تو تمہارا معبود کارساز ہے، کہ اسکے بندوں نے خواہ کتنی ہی اُسکی نافرمانیاں کی ہوں، اور خواہ کتنی ہی سخت مصیبتوں میں مبتلا ہو گئے ہوں، لیکن جب وہ اسکے آگے توبہ کا سر جھکاتے ہیں، اور ہر طرف سے کٹ کر صرف اُسی کے ہو جانا چاہتے ہیں، تو وہ اُنکی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اُن کی خطاؤں سے درگذر کر دیتا ہے۔ اور تم لوگ جو کچھ کر رہے ہو اُسے رتی رتی معلوم ہے۔ اور پھر جو لوگ اُسکے احکام پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کر لئے، تو وہ اُن پر اپنی رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہے، ان کی دعاؤں کو سُنتا ہے، اور ان کی آرزوؤں کو پورا کرتا ہے، اور اپنے فضل بندہ نواز سے ان کو ان کے حق سے بڑھ کر اسکا بدلہ دیتا ہے!!"

اور پھر صدا سے میرا مقصود کیا ہے؟ صداؤں کی تو کبھی بھی کمی نہیں رہی ہے زبانوں نے ہمیشہ قدموں سے زیادہ کام کیا ہے، اور دنیا میں ہمیشہ خاموش رہنے والوں سے چیخنے والوں کی تعداد زیادہ رہی ہے۔ پس صدا سے مقصود وہ آواز نہیں ہے، جو کھوکھلے سینوں، تاریک دلوں، اور بے سوز حلقوں سے اُٹھ کر، دوسروں کے اندر وہ چیز

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پیدا کرنا چاہتی ہے، جو خود اسکے اندر نہیں ہے۔ اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (۲-۴۱) اور وہ انسانی آوازیں بھی مقصود نہیں ہیں، جو گو کتنے ہی اچھے ارادوں اور دل فریب خواہشوں کے اندر ملفوف ہیں، مگر خود ان کے اندر ایک صدائے محض اور آواز ہی سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔

بلکہ میں اُس صدائے رعد آسائے قلب شکن، اور ندائے ضلالت ربائے ہوش افگن کی طرف اشارہ کر رہا ہوں، جو گو انسانوں کے حلقوں سے نکلتی ہو، مگر در اصل ہدایت ربانی اور توفیق حقانی کی ایک صدائے مقلب القلوب ہو، جس نے لسان عباد کو اپنا ظاہر بنا لیا ہو۔ اور حق و صداقت کا ایک حسن مخفی ہو، جو انسانی خال و خط کے اندر سے اپنے جمال حقیقی کی شعاعیں دکھلا رہا ہو، یعنی وہ صدا، جبکا مبدا زبان کی حرکت کی جگہ دل کا اضطراب ہے۔ جسکے اعلان کے لئے حلق سے اُٹھنے والی آوازیں نہیں، بلکہ دل کے پھڑکنے اور تڑپنے کی آواز مطلوب ہے جسکے سننے کے لئے دُنیا کی تمام آوازوں کی طرح کان کی ضرورت نہیں بلکہ دل کی ضرورت ہے۔ جو گویائی کی زبان سے نہیں، بلکہ خاموشی کے لبوں سے بولتی، اور انسان کے پردہ ہائے سماعت سے نہیں، بلکہ ایوان قلب و روح کی دیواروں اور محرابوں سے ٹکراتی ہے!!

لسانی اعیی فی الھوی، وھو ناطق

ودمعی فصیح فی الھوی، وھو اعجم

کیونکہ گو بظاہر وہ آواز انسانی جماعتوں اور فردوں سے اُٹھتی ہے، مگر در اصل اس راز حقیقت کا نغمہ کچھ اور ہی ہوتا ہے اور اس محمل صورت کے اندر ایک دوسری ہی لیلیٰ ہے، جسکے حسن حقیقت کا جمال خلوت گزیں مخفی ہوتا ہے۔

بالفاظ سادہ تر

بہتر ہے کہ میں اپنے مطلب کو زیادہ واضح کر دوں۔ میرا مقصود اُس صدائے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دعوت سے ہے، جو محض آجکل کی مصطلحہ تحریک اور ایک رسمی آواز ہی نہو، بلکہ اسکی داعی ایک ایسی جماعت ہو، جو اپنی زبانوں کی طرح اپنے اعمال کے اندر بھی ایک صدائے دعوت رکھے، جو سر سے لیکر پیر تک اُس دعوت کا ایک پیکر مجسم ہو، جو دُنیا کو اللہ کی طرف بلانے سے پہلے خود اللہ کے لئے ہو چکی ہو - اور بیماروں کو نسخہ دینے سے پہلے خود بھی اپنے لئے نسخہ لکھ چکی ہو - اسکے اندر حقیقت اسلامیہ کی عملی روح ہو - اسکا دل جمال الٰہی کا مسکن، اور اسکا چہرہ حسن حقیقت کا حجاب ہو - وہ دنیا کی تمام طاقتوں اور ماسوا اللہ قوتوں سے باغی ہو کر صرف خدائے اسلام کی وفادار اور تابع احکام ہو، اور ایک کے استغراق و استہلاک میں اس طرح فنا ہو گئی ہو، کہ پھر دنیا کی صدہا قوائے شیطانیہ کے لئے اسکے پاس کوئی متاع باقی نہ رہی ہو، اور ہر آن و ہر لمحہ اُسکے اعمال کی زبان حال "من رآنی فقد رأ الحق" کی صدائے توحید سے غلغلہ انداز اقلیم روح و معنی ہو - وللہ درّ ما قال -

انا من اھوی، ومن اھوی انا نحن روحان حللنا بدنا

فاذا ابصرتنی ، ابصرتہ واذا ابصرتہ ، ابصرتنا

جبکہ میرا اشارہ ایک ایسی جماعت کی طرف ہے، تو پھر کیوں متعجّب ہوتے ہو اگر میں نے اسکی صدا کو صدائے حق، اور اسکے جمال کو جمالِ الٰہی کہا؟ حالانکہ جو نفوس قدسیہ نفس و شیطان کے تسلّط کی زنجیریں توڑ کر "حقیقت اسلامیہ" کی محویت و خود فروشی کے مقام کو اپنے اوپر طاری کر لیتے ہیں، یعنی اپنی تمام قوتوں اور خواہشوں کے ساتھ اللہ کے ہاتھ بک جاتے ہیں، اور ہر طرف سے گردن موڑ کر صرف اُسی قبلۂ ارواح و کعبۂ قلوب کے آگے مُنہ کر لیتے ہیں، پھر وہ "مسلم" ہوتے ہیں، اور "اسلام" کے معنی گردن سکے رکھدینے، حوالہ کر دینے، اور جھکا دینے کے ہیں - پس جمال الٰہی ان کی تمام قوتوں کا احاطہ کر لیتا ہے، اور ان کی ہر چیز کو اپنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حسن کی تجلیات کا آئینہ بنا دیتا ہے۔ وہ بولتے ہیں تو اللہ کی آواز نکلتی ہے، چلتے ہیں تو اللہ کے پانوٗں سے چلتے ہیں، اور دیکھتے ہیں تو اللہ کی بصیرت سے دیکھتے ہیں

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

صحیح بخاری کی مشہور "حدیث ولی" تم کو یاد ہوگی:-

فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ، وبصرہ الذی یبصر بہ، ویدہ التی یبطش بہا، ولسانہ الذی یتکلم بہ، ولئن سالنی لاعطینہ، ولئن استعاذنی لاعیذنہ (بخاری - کتاب التواضع)

"جب میں اپنے کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اسکا کان ہو جاتا ہوں، وہ میرے کان سے سنتا ہے۔ میں اسکی آنکھ ہو جاتا ہوں، میری آنکھ سے دیکھتا ہے۔ میں اسکا پانوٗں ہو جاتا ہوں، میرے پانوٗں سے چلتا ہے، میں اس کی زبان بن جاتا ہوں، میری زبان سے بولتا ہے، پھر وہ جو کچھ مانگتا ہے اُسے عطا کرتا ہوں، اور جب میری طرف آتا ہے، اُسے پناہ دیتا ہوں!"

وورا ذالک فلا اقول لانہ — سر لسان النطق عنہ اخرس

ولو ان اہل القریٰ اٰمنوا واتقوا، لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض، ولکن کذبوا فاخذناہم بما کانوا یکسبون" افامن اہل القریٰ ان یاتیہم باسنا بیاتا وہم نائمون؟ اوامن اہل القریٰ ان یاتیہم باسنا ضحی وہم یلعبون؟ افامنوا مکر اللہ؟ فلا یامن

"اگر ان بستیوں کے لوگ اللہ اور اسکے احکام پر ایمان لاتے، اور راہِ اتقا و خشیت اختیار کرتے، تو ہم آسمان اور زمین، دونوں کی برکتوں اور نعمتوں کا دروازہ اُن پر کھول دیتے، لیکن افسوس کہ انھوں نے سرکشی اور تمرد سے ہمارے احکام کی پروا نہ کی، اور ان کو جھٹلایا، پس اعمال بد کی پاداش میں ہم نے انھیں مبتلائے عذاب کر دیا!!

پھر کیا یہ لوگ اس سے نہیں ڈرتے کہ انپر ہمارا عذاب راتوں رات آ نازل ہو اور وہ خواب غفلت میں سرشار ہوں؟ یا یا وہ اس سے بالکل مطمئن ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب دن دھاڑے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مکر اللہ الا القوم الخاسرون آ نازل ہو اور وہ لہو و لعب میں مشغول ہوں؟ کیا وہ اللہ کی
(۷-۱۹۸) پکڑ سے بالکل مطمئن ہو گئے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو جان لیں کہ
اللہ کی گرفت سے تو صرف وہی نڈر ہو سکتے ہیں، جو آخر کار برباد ہونے والے ہیں!''

قصۂ عشق کہ ماند ایں ہمہ ناگفتہ بسے | با تو گویم بشرطیکہ نہ گوئی بہ کسے
کس بمنزلگہ مقصود نرفت ابلہ پا | بوالفضولے دو سہ دیدم یہ رہ و بوالہوسے
ہمت ست ایں کہ دہد کام دل، اما چہ کنی | کہ بایں طاق بلندت نبود دست رسے
حیرتم سوخت کہ ہمراز بگوشم آمد | صوت زنجیر در کعبہ بہ بانگ جرسے
اگر اینست گل تازہ کہ من دارم نیست | بلبلاں را ز پر و بال گراں تر قفسے
آستان حرم عشق مقام ادب ست | دست بکشائے دریں پردہ بہر ملتمسے

(فیضی) از زندگی مردہ دلاں می خواہی
بایدت گرم تر از صبح قیامت نفسے

والذاریات ذروا، فالحاملات وقرا، فالجاریات یسرا، فالمقسمات
امرا، (۵۱-۴) قسم ہے اُن ہواؤں کی، جو بادلوں کو اُڑائے لئے پھرتی ہیں۔
پھر مینہ کا بوجھ اُٹھاتی، پھر آہستہ آہستہ چلتی، اور پھر بارانِ رحمت الٰہی کو زمین پہ تقسیم
کرتی ہیں، کہ زمین کا استعداد، موسم کی موافقت، ہواؤں کا ظہور، اور بادلوں کا پیام
آج دیکھنے والوں سے اشارہ کرتا، اور سننے والوں سے کچھ کہہ رہا ہے۔
اسکا اشارہ صاف، اور اسکی آواز غیر مشتبہ ہے۔ اسکی صورت امید پرور، اور
اور اسکے چشم و ابرو کی گردش ہمت افزا ہے۔ وہ درختوں کے جھنڈ، کھیتوں کی لہلہاہٹ
پھولوں کی شادابی، باغوں کی شگفتگی، پتّوں سے چھپی ہوئی ٹہنیاں، اور میووں سے
جھکی ہوئی شاخیں، غرضکہ ہر چیز جسکی دنیا میں تلاش کی جاتی ہے، تم کو دے سکتا ہے
لیکن اسکے معاوضہ میں ایک چیز آج تم سے بھی مانگتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ پانی کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تلاش کرو، تا زمین سیراب کی جائے، اور فصل کاٹ کر جمع کرنے کے لئے گھر بناؤ، تا وقت پر حیرانی نہو۔ کیونکہ پانی کی ضرورت تخم ریزی سے پہلے نہیں بلکہ اسکے بعد ہوتی ہے اور کل کے دن فصل وہی کاٹینگے، جنھوں نے آج کے دن بو دیا ہے۔ ان دونوں میں سے وہ کسی کے لئے غمگین نہیں ہے۔ اس کی پکار صرف بیج کے لئے ہے، اور اسکا اشارہ صرف اسی کی طرف ہے، جسکے ہاتھ میں ڈول کی رسی نہیں، بلکہ جسکی جھولی میں بیج کے دلانے ہوں۔ پس آغاز کی برکت، اور اتمام کی کامیابی ہو انکے لئے، جو اسکے اشارے کو سمجھیں، اور اس کی آواز پر کان دھریں۔ وکذالک انزلناہ آیات بینات، و ان اللہ یھدی من یرید۔

انجمن خدّامِ کعبہ

پھر کیا وہ بیج، کوئی آجکل کی مصطلحہ انجمن، کوئی لمبی چوڑی اسکیم، کوئی اقرار ناموں کا رجسٹر، اور کوئی بہت بڑا وسیع فنڈ ہے؟

کہہ چکا ہوں کہ نہیں، کیونکہ میں پھولوں کی شاداب رنگت پر عاشق نہیں ہوں بلکہ اُس خشک بیج کا متلاشی، جسکا ایک دانہ، ایک پورے باغ کے لئے کافی ہے۔

تاہم میرے لئے یہ باقی رہ گیا ہے کہ اپنے اغراض کا نظام پیش کرنے سے پہلے، احباب کرام کو انتظار کی ایک آزمایش میں اور ڈالوں، اور "انجمن خدام کعبہ" کے متعلق تفصیل سے ایک نمبر میں اپنی معروضات پیش کردوں، کیونکہ آج اُس زبان سے بڑھکر اور کوئی ہستی خائن اور گنھگار نہیں ہوسکتی، جو جانتی ہو لیکن نہ بولتی ہو۔۔۔

اس مضمون سے پہلے میں جو کچھ عرض کرچکا ہوں، ضرور ہے کہ وہ آپ کے پیش نظر رہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کعبے کی خصوصیت

حاجی بہ کعبہ رواں کیس رہ دین ست
خوش ہیرو و ما رہ مقصود نہ این ست

انجمن کا مقصد تاسیس صرف دو چیزیں ہیں :-

(۱) خانہ کعبہ کی حفاظت اور خدمت کے لئے تمام مسلمانوں سے ایک غیر شرعی اقرار لیا جائے۔

(۲) ہر شخص بقدر استطاعت اس کام کے لئے روپیہ دے تاکہ ایک عظیم الشان خزینہ اس غرض سے فراہم ہو سکے۔ مثلاً ایک روپیہ سال۔

روپیہ کی نسبت مضمون کے پہلے حصہ میں عرض کر چکا ہوں کہ گویا وقت کی ضروریات میں سے ایک نہایت اہم اور اقدم ضرورت ہے، لیکن اصل مرض کا علاج نہیں۔ ہمارے مصائب صرف اسکا نتیجہ نہیں ہیں کہ ہمارے اعمال ملی کی جیب خالی ہے، بلکہ یہ سب کچھ اسلئے ہے کہ ہمارے دل اندر سے کھوکھلے اور خالی ہو رہے ہیں۔ وہ اگر بھر جائیں تو پھر خزانوں کا بھر جانا کچھ بھی دشوار نہیں !

درازی شب و بیداری من این ہمہ نیست
زبخت من خبر آرید تا کجا خفتہ است ؟

اس سے قطع نظر ایک اصولی اور بنیادی امر اہم یہ ہے کہ محض "خدمت و حفاظت کعبہ" کی تخصیص سے بھی میں ابداً متفق نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نہایت مضطرب اور غمگین ہونگا، اگر دیکھونگا کہ لوگ اسپر قانع اور اس سے متفق ہیں۔ یہ سچ ہے کہ آج بڑی ضرورت مسلمانوں میں تنظیمات عمل (آرگنائزیشن) کی ہے، اور نیز اہل مسلمان کعبہ کی حفاظت ہی کے لئے اسلامی ممالک کے بقا کے بھی خواہشمند ہیں)۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مگر نہایت ضروری ہے کہ اسی وقت اسکی تشریح بھی کر دی جائے کہ حفاظت کعبہ سے مقصود کیا ہے؟ اس وقت بنیاد رکھی جا رہی ہے، اور لوگوں کے دلوں اور دماغوں کو آپ طیار کر رہے ہیں۔ پھر ایسا تو نہ کیجئے کہ لوگوں کی تمام قوتیں اور طیاریاں صرف اسی دائرے میں محدود ہو جائیں، اور حدود حرمین کی خدمت گذاری کے نام پر ایک رقم ادا کر کے سبکدوش ہو جائیں۔

اگر آپ ایسا کر رہے ہیں، تو اسکے یہ معنی ہیں کہ آپ کو ایک بارش دی گئی تھی تاکہ اس سے دریا چڑھ آئیں، نہریں بہنے لگیں، تالاب بھر جائیں، اور کھیتیاں لہلہا اُٹھیں، لیکن آپ نے اُس سے صرف اتنا ہی کام لیا کہ اپنے صحن خانہ میں چند مٹکے اور طشت رکھدیے۔ یا کپڑے اُتار کر غسل کی طیاری کرنے لگے!!

میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں، اسکو سرسری نظر کے حوالے نہ کیجئے۔ ممکن ہے کہ ان تمثیلوں ہی میں کوئی حقیقت بھی ہو۔

مدارِ صحبتِ ما بر حدیث زیرلبی ست — کہ اہلِ شوق عوام اند و گفتگو عربیست

بہت سے معانی مخفیہ ہیں، جنکے جمالِ حقیقت کے لیئے پردۂ الفاظ و امثال ناگزیر ہے

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو — بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

پھر یہ امر اُن چیزوں میں سے بھی نہیں ہے، جنکے لیئے آپ کہیں کہ اعلان و غلغلے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس سے اسلام کی دعوت و مقصد، اور امت مرحومہ کے اُس نصب العین کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے، جو روز اوّل سے صرف اعلان ہی کیلئے قرار دیا گیا ہے، اور اسکا اثر اُس اصل اصول اسلامی اور اساس حیات ملی پر پڑتا ہے جسکی زندگی سے مسلمانوں کی زندگی اور جسکی موت سے ان کی موت وابستہ ہے۔ بس ضرور ہے کہ اسکا اعلان ہو، اور اس زور سے ہو کہ دشت و جبل اور بحر و بر اسکی صدا سے گونج اٹھیں، اور عالم اسلامی کے بچے بچے کی زبان پر اُسکا ترانہ جاری ہو جائے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ولو کرہ الکافرون الظالمون!

مسلمانوں کا قومی نصب العین

خدمت کعبہ نہیں بلکہ خدمت عالم ہے!!

خیال کن تو کجائی و ما کجا واعظ؟

یہ سچ ہے کہ ہم نے جب کبھی دولت علیہ عثمانیہ سے اپنے تعلقات گنائے ہیں، تو اس امر کو بھی ظاہر کیا ہے کہ وہ خادم حرمین الشریفین ہے، اور چونکہ وہ محافظ اماکن مقدسہ ہے، اسلئے اس کا وجود اور زیادہ ہماری نظروں میں محبوب ہے۔

میں نے کہا کہ منجملہ اسباب تعلقات مسلمانان ہند اور دولت علیہ کے ایک امر یہ بھی تھا، اور اسکی تخصیص اسلئے کی کہ میں اس تعلق کو اس سے زیادہ وقعت نہیں دیتا کہ وہ بھی اصلی سبب کے بعد ایک سبب ہے، اور بس۔ کیونکہ میرے عقیدے میں دولت عثمانیہ کی اعانت کا سبب اصلی صرف یہ تھا کہ آج وہ مسلمانوں کی دنیا میں آخری وسیع حکومت ہے، اور مسلمان جو دنیا میں حکومت کے لئے آئے ہیں، انکا فرض دینی ہے کہ وہ حکومت اسلامی کی مدد کریں، اور ہمیشہ اپنا ایک سیاسی مرکز قائم رکھیں رہا تعلق خدمت حرمین، تو بیشک یہ بھی اسکے بعد ایک سبب ضروری تھا، کیونکہ حرمین شریفین اور جمیع مقامات مقدسۂ اسلامیہ کی حفاظت باسباب ظاہری جبھی ہو سکتی ہے، جبکہ ایک قوی حکومت اسلامی باقی ہو۔

لیکن بہت سے لوگ ہم میں ایسے بھی موجود تھے، جن کو ایک طرف تو ان معاملات میں بھی بمجبوری و بمصالح حصہ لینا تھا، دوسری طرف اپنے معبودان باطل اور طواغیت سیاست کے آگے بھی سربسجود ہونا تھا۔ پس انھوں نے اپنا بچاؤ صرف اسی طریقہ میں دیکھا کہ مسلمانان ہند بالجمیع مسلمانان عالم کے تعلق عثمانیہ کا سبب اصلی،

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حتی الامکان چھپائیں، اور صرف یہ ظاہر کریں کہ محض خادم حرمین الشریفین اور اسکے محافظ ہونے کی وجہ سے ہم ترکوں کی مدد کر دیا کرتے ہیں، ورنہ خدانخواستہ اسلامی حکومت کے تحفظ کی کوئی خواہش یا کسی سیاسی مرکز کی محبت اب ہم مسلمانوں میں باقی نہیں رہی ہے۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

لیکن اس امر پر زور دینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے ذہن میں اسلامی حکومت کا تصور محض حفاظت حرمین الشریفین کے مقصد میں محدود ہو گیا، اور ترکوں کے زوال پر چونکہ بار بار کہا گیا کہ اسلامی حکومتوں کی بربادی کے بعد مقامات مقدسہ کی حفاظت حسب اسباب ظاہری خطرے میں ہے، اس سے اور زیادہ اس خیال کو تقویت ہوئی۔ حتیٰ کہ اب لوگ سمجھنے لگے کہ ہمارا اعلیٰ سے اعلیٰ کام صرف یہ ہے کہ کعبے کے نام سے عہد خدمت لینا شروع کر دیں، اور پھر اسکا وسیلہ صرف یہ قرار دیا گیا کہ روپیہ جمع ہو جائے!!

لیکن میں اس پکار کے بلند کرنے پر مجبور ہوں کہ:-

خوش ہیر دی، اما رہِ مقصود نہ این ست

ہم مسلمان ہیں، اور ہم دنیا میں اسلئے نہیں آئے ہیں کہ کعبۂ معظمہ کی خدمت کریں، بلکہ ہم اسلئے پیدا کئے گئے ہیں تاکہ تجلی گاہِ کعبہ کے ساتھ ہو کر تمام عالم کی خدمت کریں۔ ہم کعبہ کے محافظ نہیں ہیں، بلکہ ہم میں ایک چیز ہے، کہ اگر اس کو پالیں، تو خود ہمارا وجود تمام عالم کے لئے کعبہ بنے۔ دنیا ہمارا طواف کرے، اور مخلوقات الٰہی احرام نیاز باندھکر ہماری طرف دوڑیں۔

ہماری کوششوں کا نصب العین کبھی بھی حفاظت کعبہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ ہم خواہ کتنا ہی اپنے تئیں بھول گئے ہوں، مگر ہمارا خدائے ذوالجلال ہمیں یہ یاد دلانے کے لئے موجود ہے کہ ہمارا نصب العین زندگی تمام عالم کی محافظت ہے۔ ہم سے کسی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نئے اقرار لینے کی ضرورت نہیں، بلکہ ہم کو ہمارا بھولا ہوا اقرار یاد دلا دینا کافی ہے۔

جبکہ خداوند خدائے قدوس نے داؤد کے ہیکل سے اپنا رشتہ توڑا، اور جبل بو قبیس کی غاروں کو اپنی محبت کا نشیمن بنایا تو ہم سے کہا کہ:۔

ثم جعلنا کم خلائف فی الارض من بعدھم، لننظر کیف تعملون؟ (۱۰-۵)

اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے تم کو زمین کی وراثت دی، تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں؟

پس ہم صرف کعبہ کے وارث نہیں ہیں کہ اسکی خدمت کریں، بلکہ ہم تمام عالم کے وارث ہیں، اور ہمیں اسکی خدمت کے لئے بلانا چاہئے۔ ہمارا نصب العین ہمارے خدا نے مقرر کر دیا ہے، اور اب کسی نئے نصب العین کی ضرورت نہیں۔ ہماری کوششوں اور ہمتوں کا مرکز ہم کو قرآن نے تبلا دیا ہے، اور اب ہمارے لئے اسکے سوا کسی خود ساختہ راہ سعی پر لگانے کی دعوت بیکار ہے۔ ہمارا مقصد زندگی بلند اور اعلیٰ ہے۔ اور اسکا طول و عرض تمام کرۂ زمین پر پھیلا ہوا ہے۔ پھر یہ کیا ہے کہ تم اسے تنگ کر رہے ہو؟ زمین جبکہ ہم پر تنگ ہو رہی ہے، تو نہو کہ ہماری ہمت کی وسعت بھی ان آوازوں سے تنگ ہو جائے۔

مقصد وحید امت مرحومہ

یہ جو میں کہہ رہا ہوں تو تفکر کا محتاج، اور ہمہ تن دل ہو جانے کا طالب ہے۔ آج جو کچھ ہم پکار رہے ہیں، کل کو یہی ہمارے دل و دماغ پر نقش ہو گا۔ پس مقصدوں اور ارادوں کی عمارت بناتے ہوئے پہلی اینٹ کی غلطی خطرناک، اور ناقابل تلافی ہوتی ہے۔ ہم کو صرف قرآن حکیم کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اسی میں اپنے مقاصد حیات و مساعی کے لئے ایک نصب العین تلاش کرنا چاہئے۔

قرآن حکیم نے اس بارے میں جو کچھ کہنا تھا روز اوّل ہی کہدیا:۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله (۳-۱۰۶)

تم دنیا کی تمام امتوں میں سے بہترین امت ہو کہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو، برائیوں سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو!

دوسری جگہ فرمایا:-

وكذالك جعلنكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا - (۲-۱۲۷)

اور اسی طرح ہم نے تم کو عدل و اعلیٰ امت بنایا تاکہ انسانوں کے لیئے تم گواہ ہو اور تمہارا رسول تم پر گواہ ہو!

تیسری جگہ فرمایا:-

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر، واولئك هم المفلحون (۳-۱۰۱)

تم میں سے وہ جماعت ہونی چاہیئے، جو دنیا کو نیکی کے طرف بلائے، بھلائی کا حکم دے، اور برائیوں سے روکے ایسے ہی لوگ دنیا میں فلاح یافتہ ہیں

چوتھی جگہ زیادہ تصریح کی:-

وجاهدوا فى الله حق جهاده هو اجتباكم وما جعل عليكم فى الدين من حرج، ملة ابيكم ابراهيم هو سماكم المسلمين من قبل وفى هذا، ليكون الرسول شهيدا عليكم، وتكونوا شهداء على الناس، فاقيموا الصلوة واتوا الزكوة واعتصموا بالله، هو مولاكم فنعم المولى ونعم النصير

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جو حق جہاد کرنے کا ہے- اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی کے لیئے چن لیا- پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے، اس میں تمہارے لیئے کوئی رکاوٹ نہیں - یہی ملت تمہارے مورث اعلیٰ ابراہیم کی ہے، اور اس نے تمہارا نام "مسلم" رکھا ہے- گذشتہ زمانے میں بھی اور اب بھی تاکہ رسول تمہارے لیئے، اور تم تمام عالم کی نجات اور ہدایت کے لیئے شاہد ہو- بس اللہ کے رشتے کو مضبوط پکڑو، جان اور مال دونوں اسکے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۲۲ - ۷۸) لئے لٹاؤ، وہی تمھارا ایک آقا ہے، اور پھر جسکا خدا آقا ہو، اُسکا کیا ہی اچھا مالک ہے، اور کیسا قوی مددگار!!

پانچویں آیت میں صاف صاف تصریح کردی:-

الذین ان مکناھم فی الارض، اقاموا الصلوٰة واٰتوا الزکوٰة و امروا بالمعروف ونھوا عن المنکر، وللہ عاقبة الامور (۲۲ - ۴۳)

"مسلمانوں کی قوم وہ قوم ہے کہ اگر ہم ان کو حکومت و بزرگی دیکر دنیا میں قائم کردیں، تو وہ اللہ کی عبادت اور اسکے نام کی تقدیس کو قائم کرینگے، مال و دولت سے انسانوں کو فائدہ پہنچائینگے، اور دُنیا سے بُرائیوں کو مٹائینگے۔ اور سب انجام کار اللہ ہی کے ہاتھ ہے"۔

اور بھی آیات کریمہ ہیں جو اس بارے میں روشنی بخشتی ہیں، لیکن سردست ان ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ان آیات میں سے ایک ایک پر غور کرو، اور دیکھو کہ تمھارا خدائے قدوس تم کو مقصد حیات وسعی کے لحاظ سے بلندی وعظمت کی کیسی قدوسیت بخشتا ہے، اور تم کن نئے مقصدوں کی تلاش میں سرگردان ہو؟

ان آیات سے حسب ذیل امور واضح ہوتے ہیں:-

(۱) مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے "امةً وسطًا" فرمایا۔ نیز کہا کہ وہ تمام امم عالم میں بہترین امت ہیں۔ "وسطًا" سے مراد ان کا اعدل ہوتا ہے۔ یعنی وہ دنیا میں قیام "عدل" کا موجب ہونگے۔

(۲) پہلی آیت میں "کنتم خیر امةٍ اخرجت للناس" کے بعد "تامرون بالمعروف" فرمایا، اور یہ وصف بیان کرکے، پھر اسکی علت کو بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں "زید کریم، یطعم الناس ویکسوھم" یعنی زید کریم الطبع ہے، اسلئے کہ وہ لوگوں کو کھانا کھلاتا اور کپڑا دیتا ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا بہترین امت ہونا، اور خیر امت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے لقب الٰہی سے ملقب ہونا صرف اس علت پر موقوف ہے کہ اللہ کی زمین پر حق کے قیام و اعلان، اور برائیوں کے استیصال کے وہ ذمہ دار ہیں۔ اور تمام عالم میں صداقت کو پھیلاتے، اور ہر طرح کی برائیوں کی کثافت سے انسانوں کو پاک کرتے ہیں۔

(۳) پھر انکے اسی وصف حقیقی، اور علۃ شرف و اجتبا کی دوسری جگہ یوں تعبیر کی کہ "لتکونوا شهداء على الناس" یعنی تم بہترین امۃ اسلئے ہو تا کہ تم تمام عالم کی اصلاح و بہتری کی کوشش کرو، اور اس طرح دنیا کی صلاح و فلاح کے لیے گواہ ہو۔ شہادت سے یہاں مراد اسی دنیا میں شہادت ہے نہ کہ قیامت کے دن، جیسا کہ بعض مفسرین کرام نے سمجھا ہے۔ حضرت عیسیٰ کا قول قرآن نے نقل کیا ہے۔ وہ قیامت کے دن اللہ سے کہینگے:۔

وکنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم،	اور خدایا! میں تو اپنی امت پر اسی وقت تک شاہد تھا
فلما توفیتنی کنت انت الرقیب	جب تک کہ دنیا میں ان کے اندر موجود تھا، پھر جب تو نے
علیهم وانت علی کل شیءٍ شهید۔ (۵-۱۱۶)	مجھے وفات دی، تو تو ہی انکا نگران حال تھا!

یہاں شہادت سے خود دنیا کے قیام و حیات ہی کی شہادت مراد ہے نہ کہ آخرت کی کیونکہ حضرت عیسیٰ دنیا میں اپنی قوم کے اندر تھے نہ کہ کسی اور جگہ، پس یہاں بھی شہادت کا یہی مطلب ہے۔

(۴) پھر ایک آیت میں اسکو مسلمانوں کا فرض تبلایا:۔ "ولتكن منكم امة يدعون الى الخير" کہ تم میں سے وہ جماعت ہونی چاہیئے جو دنیا کو صلاح و فلاح کی طرف بلائے اور برائیوں سے روکے۔ یعنی امت مرحومہ کا مقصد زندگی دنیا میں دعوت الی الحق والخیر قرار دیا۔

بعض مفسرین اور فقہا کرام رحمہم اللہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ امر بالمعروف فرض کفایہ ہے نہ کہ فرض حقیقی و عام۔ یعنی ضرور نہیں کہ امر بالمعروف کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فرض ہر فرد قوم انجام دے۔ کیونکہ "منکم امۃ" فرمایا ہے۔ اور اسکے معنی یہ ہیں کہ تم میں صرف ایک گروہ اس غرض سے ہونا چاہیئے۔

لیکن یہ صحیح نہیں اور ایسا قرار دینا ہی درحقیقت عالم اسلامی کے تمام مفاسد کا سرچشمہ ہے۔ یہاں "من" تبعیض کے لئے نہیں ہے جس سے استدلال کیا جاتا ہے، بلکہ تبیین کے لئے ہے۔ وہ کسی خاص جماعت کی خصوصیت اسکے لئے نہیں کرتا، بلکہ مسلمانوں کا ایک ایسی جماعت ہونا بتلاتا ہے جو امر بالمعروف کے لئے اپنے تئیں ہر حال میں وقف سمجھتی ہو۔ "امر بالمعروف" کے مضمون میں اسے بالتشریح لکھ چکا ہوں فمن شاء التفصیل فلیرجع الیہ۔

(۵) چوتھی آیہ کریمہ مقصود بحث کے لئے عجیب و غریب ہے۔ اسپر ایک اور مرتبہ نظر ڈال لیجیے۔ اس میں بالترتیب حسب ذیل امور پر زور دیا ہے:۔

(۱) اللہ کی راہ میں قیام عدل و انصاف اور استیصال ظلم و عدوان کیلئے جہاد کرو۔

(۲) اس نے تم کو تمام دنیا میں بزرگی اور بڑائی کے لئے چن لیا ہے۔

(۳) تمہاری شریعت ایسی صاف اور سادہ ہے، جسمیں مثل دیگر شرائع کے ترقیات دینویہ و سیاسیہ، اور مدنیہ و عمرانیہ میں کسی طرح کی رکاوٹ اور حرج نہیں۔

(۴) یہ ملت حضرت ابراہیمؑ کی قائم کی ہوئی ہے، جنھوں نے راہ اسلام میں اپنے نفس کی قربانی کی، اور اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھدی۔ چونکہ یہی جان فروشی اصل حقیقت اسلام ہے، اسلئے اُس نے تمہارا نام "مسلم" رکھا، اور اب بھی اسی نام سے متصف رہو گے۔

(۵) یہ اسلئے ہوا تاکہ جو ہدایت تم کو رسول سے ملی ہے، وہ تمام دنیا تک پہنچاؤ۔

(۶) پس تمہارا کام دنیا میں یہ ہے کہ صلوٰۃ الٰہی کو دنیا میں قائم کرو! اپنے مال کو اللہ کی راہ میں لٹاؤ! اُسکے ہو جاؤ! وہی تمہارا ایک آقا اور شہنشاہ ہے، اور جسکا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وہ آقا ہو، اُس غلام کی قسمت کو کیا کہئے!

طوبیٰ لعبد تکون مولاہ!!

(۷) چھٹی آیت کو تمام مطالب بالا کا خاتمہ سمجھئے کہ صاف صاف لفظوں میں مسلمانوں کا مقصد تبلا دیا ہے۔ یعنی فرمایا کہ مسلمانوں کی قوم ایسی ہوگی کہ اگر اسے زمین پر قائم کر دیا جائے، تو وہ اللہ کے نام کی پکار بلند کرے گی، اسکی بندگی و عبادت کی طرف داعی ہوگی، عدل و صداقت اور معروف و حقانیت کا حکم دے گی، بُرائیوں سے روکیگی، اور اس طرح دنیا اور دنیا کے رہنے والوں کی اصلاح میں اپنی زندگی و قیام، اور حکمرانی و تسلط سے کام لیگی۔

افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا؟ لا یستوون۔ اما الذین آمنوا وعملوا الصالحات فلهم جنات المأوی، نزلا بما کانوا یعملون۔ واما الذین فسقوا فمأواهم النار، کلما ارادوا ان یخرجوا منها، اعیدوا فیها، وقیل لهم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم به تکذبون۔ ولنذیقنهم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون (۳۲-۱۹)

"کیا ایک مؤمن بندے کے اعمال و نتائج ویسے ہی ہو سکتے ہیں، جیسے کہ ایک نافرمان و فاسق کے؟ کیا دونوں برابر ہیں؟ ہرگز نہیں!!

جو لوگ اللہ کے احکام پر ایمان لائے، اور اعمال صالحہ اختیار کیے، اُن کے لئے کامیابیوں فتحمندیوں کے شاداب باغ و چمن ہوں گے، جن میں وہ شاد و خرم رہینگے، اور یہ باغہائے فتح و مراد انکے نیک کاموں کا بدلہ ہے، جو وہ انجام دیتے رہے!

مگر جن لوگوں نے احکام الٰہی کے مقابلے میں سرکشی کی، تو ان کا ٹھکانا تو بس نامرادیوں، ناکامیوں اور اسر و غلامی کی آگ ہی ہوگی، اور وہ اپنے کاموں اور تلاش نجات میں ایسے گمراہ ہو جائینگے کہ جب کبھی اس آگ سے نکلنا چاہینگے تو پھر اُسی میں لوٹا دیے جائینگے، اور انہیں کہا جائیگا کہ پاداش عمل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھے، اب اُسکے مزے چکھو!

اور یہ بھی جان لو کہ آنے والے بڑے عذاب سے پہلے، ہم ان منکرین کو ایک چھوٹے عذاب کا مزہ بھی چکھائینگے، تاکہ شاید غفلت و سرکشی سے باز آجائیں اور ہماری جانب رجوع ہوں

بیا تا گل برافشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرح نو در اندازیم

اگر غم لشکر انگیزد کہ خون عاشقاں ریزد
من و ساقی بہم سازیم و بنیادش بر اندازیم

چو در دست است رودے خوش بزن مطرب سرودے خوش
کہ دست افشاں غزل خوانیم و پاکوباں سر اندازیم

یکے از عقل می لافد، دگر طامات می بافد
بیا کیں داوریہا را بہ پیش داور اندازیم

بہشت عدن اگر خواہی بیا با ما بہ میخانہ
کہ از پائے خمت یکسر بحوض کوثر اندازیم

بقیہ مبحث گذشتہ

مقصد وحید امت مرحومہ

یہ آیات بینۂ خمسہ، اور تصریحات قاطعۂ ساطعہ تھیں، اور یہ ان کے متعلق سرسری اشارات جن سے ہم اپنے مقصد حیات اور مرکز جد وجہاد کو معلوم کر سکتے ہیں۔ ان آیتوں میں کہیں بھی ہمکو یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ تم فلاں مقام کی حفاظت کرو اور فلاں سرزمین کی خدمت کو اپنا مقصد سعی بناؤ، بلکہ ہم کو بتایا گیا ہے کہ تمام دنیا تمھارا گلہ ہے، اور تم اُسکے چرواہے ہو! یہ تمام انسانی آبادیاں تم کو دی گئی ہیں، تاکہ اللہ کی طرف سے تم انکی حفاظت کرو، اور گرگ ابلیس کے خونخوار حملوں سے انکو بچاؤ۔ تم کو بہترین امت اور افضل ترین امم بنایا گیا، تاکہ تم ارض الٰہی کے خدمت گذار بنو، اور تم کو دنیا میں اُس نے اپنی جماعت، اپنی فوج، اور قائم مقام قرار دیا، تاکہ اُس کی ہدایت کا علم صرف تمھارے ہی ہاتھ میں ہو، اور اسکے تمام بندے اسکے سایے کے نیچے آکر پناہ لیں! تمھارا سب سے بڑا اشرف یہ نہیں ہے کہ تم ابراہیم خلیل کے معبد کے خادم ہو، بلکہ تمھارے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خدا نے تم کو اس سے بہت ارفع و بلند مقصد دیا ہے، یعنی تم رب جلیل کے اُس معبد کے خادم ہو جسکی چھت آسمان کی فضائے محیط، اور جسکی سطح زمین کا تمام پھیلا ہوا طول و عرض ہے!

پھر غور کرو کہ کس طرح تمام دنیا کی اصلاح و سعادت کا ہمیں ذمہ دار ٹھہرایا ہے، اور کہا ہے کہ تم ہی ہو، جو اسکے لیئے شاہد ہو سکتے ہو، کیونکہ زمین پر تمھارے سوا اور کوئی نہیں جس کے لیئے ہمارا رسول شاہد ہو۔

ہم کو پکارا گیا کہ تمام امتوں میں اوسط و اعدل صرف تم ہی ہو۔ اسلیئے نہیں کہ ہم بیت خلیل کے محافظ ہیں، بلکہ اس لیئے کہ ارض خدائے جلیل کے محافظ ہیں۔ اس لیئے کہ اسکے تمام بندوں کو بھلائی کی دعوت دیتے اور بُرائی سے روکتے ہیں۔ اسلیئے کہ اسکی زمین کو ظلم و استبداد، طغیان و عدوان، اور شر و فساد سے پاک کرنے والے ہیں۔ اس لیئے کہ ہم اُسکی زمین پر اُسکے خلیفہ ہیں۔ اسلیئے کہ ہم تمام دنیا کو اُس کی آنکھ سے دیکھیں، اور تمام عالم کی باگ اُسکا ہاتھ بنکر اپنے ہاتھوں میں لیں! پھر ذرا سوچو کہ تمھاری حد نظر کہاں تک ہے، اور میں کیا دیکھ رہا ہوں؟

خیال کن تو کجائی؟ و ما کجا واعظ؟

تم ابھی صدائے الٰہی سن رہے تھے، اور اُس کتاب عزیز و حکیم کے بیانات تمھارے سامنے تھے، جسکو بھول کر ساری دنیا کی تدبیروں کو یاد کیا کرتے ہو۔ اس نے کہیں بھی اسپر زور نہیں دیا کہ تم مکۂ معظمہ کی حفاظت و خدمت کا اقرار یا عہد کرو۔ البتہ حکم دیا کہ جاھدوا فی اللہ حق جھادہ اُسکی راہ میں اپنی تمام قوتوں سے جہاد کرو۔ اُس نے تم کو فضیلت دی ہے پس اُسکے بندوں کو ضلالت و فساد سے نکال کر فضیلت و عظمت بخشو!!

اُسوۂ ابراہیمی

جس ابراہیم خلیل (علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی مقدس قربانگاہ کی حفاظت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کا نام لیتے ہو، کیا بہتر نہ ہوگا کہ اسکے بنائے ہوئے معبد کو دیکھنے سے پہلے خود اُسپر بھی ایک نظر ڈال لو۔ اُس نے خانہ کعبہ کی بُنیاد ضرور رکھی، لیکن ساتھ ہی اپنے نفس اور اور اپنے فرزند کے گلے پر چھری بھی رکھدی!

فلما اسلما وتلہ للجبین وناد یناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین (۳۷-۱۰۶)

"اور جب حضرت ابراہیم اور اسماعیل، دونوں پر حقیقت اسلامیہ طاری ہوئی اور دونوں نے اپنی گردنیں جھکادیں، اور حضرت ابراہیم نے اسماعیل کو ماتھے کے بل زمین پر ٹپک مارا، تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم! بس کرو، تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ ہم حقیقت اسلامیہ کے ایسے ہی مدارج صاحبان "احسان" وایمان کو عطا فرماتے ہیں۔"

استقبال وجوہ وقلوب!

دیکھو! خدا نے تمہارے آگے دو چیزیں پیش کی ہیں۔ اُس نے کہا کہ میری عبادت کے لئے کھڑے ہو تو اپنا منہ خلیل اللہ کے بنائے ہوئے معبد کی طرف کر دو!

ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام، وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ، (۲-۱۴۵)

اور اے پیغمبر! تم خواہ کہیں سے بھی نکلو لیکن اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرلیا کرو! اور اسی طرح اے مسلمانو! تم بھی جہاں کہیں ہو نمازیں اسی کی طرف اپنا مُنہ کرو۔

مگر قبل اسکے کہ تم اُس گھر کی طرف اپنے چہروں کو متوجہ کرو، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اُس گھر کے بنانے والے کی طرف اپنے دلوں کا رُخ پھیر دو، یعنی اُسکی الٰہی قربانی کی پیروی کرو!

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ہم حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اعمال کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ابراھیم والذین معہ، اندر تمھارے لئے ایک نہایت بہتر اور اعلیٰ نمونہ حیات موجود ہے تاکہ تم اس کی پیروی کرو۔ (۶۰ - ۴)

نماز اسلام کی ایک عبادت ہے، اور اسکے لئے ضرور ہے کہ تمھارا منہ کعبے کی طرف ہو، مگر "اسوۂ ابراہیمی" اسلام کی حقیقت ہے، اور اسکے لئے صرف کعبے کی طرف منہ کردینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ بانی کعبہ کی طرف دل کو پھیر دینا شرط ہے۔ وہ نماز کا ایک رکن ہے کہ عبادت ہے۔ اور یہ اسلام کی شرط ہے کہ اصل حقیقت ہے۔

گزشتہ صحبت کی پانچویں آیت پر غور کرو کہ جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، اور قیام صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ سے پہلے فرمایا:۔

ملۃ ابیکم ابراھیم، ھو سماکم المسلمین من قبل وفی ھذا لیکون الرسول شھیداً علیکم وتکونوا شھداء علی الناس فاقیموا الصلوٰۃ۔ الخ

یہ دین اسلام تمھارے مورث اعلیٰ ابراہیم خلیل کا ہے۔ اُس نے تمھارا نام "مسلم" رکھا۔ پہلے بھی اور اب بھی۔ اور یہ سب کچھ اسلئے ہے تاکہ ہمارا رسول تمھارے لئے، اور تم تمام انسانوں کے لئے شاہد ہو پس جبکہ تمھارا درجہ ایسا قرار دیا گیا ہے تو تمھارا فرض ہے کہ صلوٰۃ الٰہی کو دنیا میں قائم کرو۔ (الخ)

حضرت ابراہیمؑ کی نسبت کو یہاں اسلئے یاد دلایا گیا کہ ان کی زندگی اسلام کی حقیقت کا نمونہ تھی۔ انھوں نے اپنی قربانی کا اسوہ دکھا کر اسلام کی حقیقت کو ظاہر کردیا تھا، اور یہی وہ انسانی قربانی ہے، جسکو خدا اپنی صداقت کے حیات کیلئے ہم سے چاہتا ہے۔

بار بار کہہ چکا ہوں کہ جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، اور قیام صلوٰۃ، و اعلان حق، اسی قربانی سے عبارت ہیں۔ اور جب تک ایک قوم اس قربانی کے لئے طیار نہو، وہ سعادت عالم و عالمیان کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پہلے کہا:- راہِ الٰہی میں جہاد کرو! پھر کہا کہ اپنی نسبت ابراہیمی کو نہ بھولو کہ اسکا اُسوۂ حسنہ اسلام کی اصل حقیقت اور تمھارے لئے قبلۂ وجوہ ہے - اسکے بعد تصریح کی کہ تم مسلم ہو، اور پھر اسکی علت بیان کی، تاکہ تم تمام عالم کے لئے شاہد عدل وسعادت ہو - جب یہ مراتب بیان ہو چکے تو پھر ہمارے فرائض کی تشریح کر دی کہ اللہ کی صلوٰۃ کو دنیا میں قائم کرنا، حق کی دعوت اور منکر کا انسداد، وللہ عاقبۃ الامور

عود الی المقصود

کیا نہیں دیکھتے کہ وہ مشہور (آیۃ استخلاف) جسکا ایک وعدۂ الٰہی کی صورت میں اعلان ہوا، اور پھر نصف صدی کے اندر ہی اندر نصرۃ الٰہیہ نے اسکی تکمیل بھی کر دی، اس مبحث کے لئے ایک آخری فیصلہ کن بصیرت بخشتی ہے؟ فرمایا کہ:-

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات، لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم، ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم، ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا، یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا، ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون - (۲۴-۵۵)

اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے وعدہ فرماتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کئے، کہ ان کو زمین پر خلافت عطا فرمائیگا، اسی طرح، جیسے اُن سے پہلے بنی اسرائیل وغیرہ گذشتہ اُمتوں کو عطا فرمائی تھی، اور جو دین ان کے لئے اُس نے پسند کیا ہے - یعنی اسلام، اسکو دنیا میں قائم کر کے رہیگا، نیز خوف اور خطرے کی اس زندگی کے بعد انپر طمانینت اور راحت کا ایک ایسا دور طاری کر دیگا کہ وہ باطمینان اللہ کی پرستش کرینگے، کسی کو اُسکا شریک نہ گردانینگے - پھر جو شخص ان تمام احسانات الٰہی کے بعد بھی اللہ کے آگے نہ جھکے تو بس ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں -

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

اس آیت نے مسلمانوں کے مقصد حیات کو انتہا وضاحت کے ساتھ ظاہر کر دیا ہے۔ یہی ارض الٰہی کی خلافت ہے جسکی نسبت حضرت داؤد کی زبانی کہا گیا تھا کہ۔

ولقد کتبنا فی "الزبور" من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ ان فی ھذا البلاغ لقوم عابدین۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ (۲۱-۱۰۷)

اور ہم کتاب زبور میں اپنے ذکر کے بعد اپنے اس قانون کو لکھ چکے ہیں کہ ہمارے وہی بندے زمین کی سلطنت و فرماں روائی کے وارث ہوں گے، جو اپنے اعمال میں نیک ہونگے۔ بیشک اس قانون کے تذکرہ میں عابدین الٰہی کے لئے ایک پیغام بشارت ہے، اور پھر یہی ہے کہ ہم نے اے پیغمبر! تمہارے ظہور کو تمام عالم کے لئے رحمت قرار دیا ہے!

غور کیجئے تو کونسی آیت غور کی محتاج نہیں ہے؟ اس آیت میں زبور کا قول نقل کر کے فرمایا کہ "اس میں اُن لوگوں کے لئے ایک پیغام بصیرت ہے جو عبادت الٰہی سے فائز المرام ہیں" اور پھر اسکے بعد وجود مقدس حضرت خاتم المرسلین یا ان کی بعثت کی نسبت فرمایا کہ "رحمۃ للعالمین" ہے یعنی یہ ظہور الٰہی تمام عالموں کے لئے بلا تفریق اسود و ابیض و مشرق و مغرب، رحمت الٰہی ہے۔

اس سے مقصود دراصل امت مرحومہ کی تنبیہ تھی۔ "قوم عابدین" سے اسی امت کی طرف اشارہ ہے یعنی کتاب زبور کا یہ فرمان امت مرحومہ کے لئے ایک پیغام عبرت و بصیرت ہے۔ اگر وہ اعمال حسنہ و صالحہ اختیار کرینگے، اور اللہ کی بخشی ہوئی قوتوں کا صحیح استعمال کرینگے (کہ یہی معنی ہیں عبادت الٰہی کے) تو بموجب اس قانون متذکرۂ زبور کے ضرور ہے کہ زمین کی وراثت کے مستحق ٹھہرینگے۔ اور چونکہ ایسا ہونا ضرور تھا، اس لئے ظہور اسلام کو رحمتِ الٰہی سے تعبیر کر کے ظاہر کر دیا کہ یہ تمام قوموں کو مفاسد و مظالم سے نجات دلانے والا، اور انسانوں کے پانوؤں کی زنجیر ہائے اُسر و استعباد کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کاٹنے والا ہے۔ یہ ایک ایسی قوم کے نشو و نما کو اپنے ساتھ رکھتا ہے، جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریگی، جو اپنی تمام قوتوں کو وقف جہاد فی سبیل اللہ کردیگی، اور جو دُنیا کی چھنی ہوئی صداقت و عدل پھر اُسے واپس دلا دیگی۔ پس جس طرح تمھارا رب کریم وو ربّ العالمین'' ہے، جسکی ربوبیت میں کسی نسل، کسی قوم، اور کسی زبان، اور کسی زمین کی قید نہیں، اُسی طرح یہ پیغام ظہور ہدایت، اور یہ وجود بشیر و نذیر بھی ''رحمۃ للعالمین'' ہے، کہ اسکی رحمت فرمائی میں بھی خدا کی ربوبیت کی طرح زمین کے کسی خاص ٹکڑے، اور انسانوں کی کسی خاص جماعت کی قید نہوگی، بلکہ اپنی ہدایت کی حامل و داعی ایک ایسی قوم پیدا کردیگا، جس کے بال ہمت کے لئے تمام کرۂ ارضی فضائے پرواز، اور جس کے معرکۂ حق و باطل کے لئے تمام دنیا کارزار جنگ ہوگی:-

بال بکشا و صفیر از شجر طوبیٰ زن حیف باشد چو تو مرغے کہ اسیر قفسی

خدمت کعبہ یا خدمت عالم

پس جس قوم کے شرف و اجتبا، اور جس قوم کے مقاصد کے علو و ارتفاع کا یہ حال ہو، میں ایک لمحہ کے لئے بھی راضی نہیں ہوسکتا کہ اسکے سامنے اسکے سوا کوئی اور مقصد حیات پیش کیا جائے، کیونکہ جس خدا نے اسکی زندگی کا ایک ہی مقصد قرار دیدیا ہے، یقین کرو کہ وہ بھی کبھی اس سے راضی نہیں ہوسکتا۔

خواہ کیسے ہی دلفریب اور کیسے ہی مصلحت آشنا الفاظ آپ کی زبان پر ہوں، مگر میں کہونگا کہ آپ سب کچھ کیجیے، لیکن خدارا اُس اصل اصول اور اُس حقیقۃ الحقائق سے نہ ہٹیئے، جو دعوت اسلامی کی بنیاد و اساس، اور مسلمانوں کی زندگی کے استقامت حیات کی ایک ہی چٹان ہے۔ آپ کسی مکان کی کھڑکیاں بدلڈالئے کہ اب موسم کے بدلنے سے ہوا کا رُخ بھی بدل گیا۔ آپ کو اختیار ہے کہ آپ اُسکا دروازہ بھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جنوب سے شمالی جانب منتقل کر دیں کہ مصلحت یہی کہتی ہے۔ یہ سب کچھ گوارا ہو سکتا ہے لیکن میں اسپر تو کبھی راضی نہیں ہو سکتا کہ آپ بنیاد کی اینٹوں کا مسئلہ چھیڑ دیں اور تمام قوتوں کو بجائے استحکام بنیاد قدیم کے، ایک تاسیس جدید میں صرف کر دیں؟ مسلمانوں کی زندگی کی بنیاد خدمت کعبہ نہیں بلکہ خدمت عالم ہے، اور وہ دنیا کی جب ہی خدمت کر سکتے ہیں، جبکہ پہلے خود اپنے نفس و قلب کی خدمت کر لیں، اور یہ ممکن نہیں جب تک کہ موجودہ حس مصائب کی بنا پر انھیں اسوۂ ابراہیمی و محمدی (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کی پیروی میں فنا ہو جانے، اور مٹ جانے کی دعوت نہ دیجائے۔

مصلحت

ایک عالم منجملہ عوالم عملیات جدیدہ کے "عالم مصلحت" کا بھی ہے۔ میں اسکا منکر نہیں۔ اسکے لئے بھی قرآن کریم نے ہمارے آگے بہت سے اسوہ ہائے جلیلۂ نبویہ پیش کئے ہیں، اور ان کے ذکر کا یہ موقع نہیں، لیکن افسوس کہ میں "مصلحت" کے عفریت مہیب کی اُن لاتعدّ ولاتحصیٰ قوتوں کا قائل نہیں ہوں، جن سے حقیقۃ الٰہیہ شکست کھا جائے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک بہت بڑی چیز، جسکی ہم میں کمی ہے، تنظیمات عمل (ارگنائزیشن) ہے، اور اسکے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ایک مقصد مشترک سامنے ہو، اور سب میں اسکے نام سے ایک رشتۂ باہمی قائم ہو جائے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مقصد کی جگہ دماغ ہے نہ کہ صفحات مقاصد انجمن۔ تاہم مشکل یہ ہے کہ جو راہ اختیار کی گئی ہے، وہ یا تو اصل مطلوب و مقصود تک پہونچنے والی ہی نہیں ہے، اور یا پہونچنے والی ہے تو اس قدر پیچ و خم کے بعد، کہ اتنا وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پھر آپ مقراض مصلحت کو شاخوں کی کانٹ چھانٹ میں استعمال فرمائیے۔
جڑ پر ہاتھ کیوں ڈالتے ہیں؟

منجملہ اُن اختلافات طریق عمل کے جو مجھ میں اور ارباب عصر میں ہے، ایک بہت بڑا اختلاف یہ بھی ہے کہ میں اپنے عقیدے میں مصلحت کو ہر شے پر مؤثر پاتا ہوں، الا اصول و مقاصد حقیقیہ پر، کہ وہ ایک ایسی شے ہے، جسکا بہر حال اظہار و اعلان لازمی ہے۔ جو چیز ہمارا مقصد حیات ہے، جس خون کے دوران سے ہمارے جسم ملت کی زندگی ہے، جس تغذیۂ اصلیہ پر ہمارا نشو و نما موقوف ہے، اُسکو کیونکر خنجر مصلحت کے سپرد کر دیں؟

اگر کرینگے تو ایک زمانہ آئیگا کہ اس مصلحت فرمایانہ اعلانات و اشتہارات کے بعد ہمارا مقصد حیات مشتبہ ہو جائیگا، اور خود ہم اپنے تئیں بھول جائینگے۔

چنانچہ آج جو حالت ہماری نظر آ رہی ہے، یہ بہت زیادہ حد تک اسی مصلحت فرمائی کا نتیجہ ہے۔ مصلحت بینوں نے گو محض مصالح وقت سے مقاصد پر پردے ڈالے، لیکن آج وہ پردے ایسے حائل ہو گئے ہیں کہ خود ہم بھی اپنے تئیں نہیں دیکھ سکتے!! یہ مصلحت کے بت کی یاد نہیں ہے، بلکہ خدائے حی و قیوم سے غفلت و نسیان ہے۔ یہی وہ مرتبہ منجملہ مراتب ضلالت کے ہے، جسکی طرف قرآن کریم نے جا بجا اشارہ کیا کہ " ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانساھم انفسھم " اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے ماسوی اللہ کی مرعوبیت میں غرق ہو کر خدا کی قوتوں کو بھلا دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خود اپنے تئیں بھی بھول گئے۔

پھر سورۂ توبہ میں ایک جماعت کا ذکر کیا کہ ان کا وصف یہ ہو گا:۔

یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف ویقبضون ... "وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جگہ امر بالمنکر اور نہی عن المعروف کرینگے، نیز خدا کے سچے کاموں میں صرف

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایدیھم ، نسوا اللہ فنسیھم ۔ (۹-۶۸) } جان و مال کرنے سے ان کی مٹھیاں بند رہینگی ۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے اللہ کو بھلا دیا ، نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے بھی ان کو فراموش کر دیا ،،

ہماری گذشتہ اور موجودہ رہنمائی کی یہ کیسی کامل و اکمل تاریخ ہے ؟ پھر میں کیونکر پسند کروں کہ ارکان خدام کعبہ ، جنکے اندر قیمتی ولولۂ عمل اور نتیجہ خیز قوت کار بحمد اللہ موجود ہے ، مصلحت فرمائی کے اس درجہ تابع ہوں کہ ہمارے رہنمایان گذشتہ و حال کی طرح ،، نسوا اللہ فانساھم انفسھم ،، کے عالم میں گرفتار ہو جائیں ؟ اعاذنا اللہ سبحانہ و ایاھم وھدینا الی صراط مستقیم ۔

دفع شبہ

ممکن ہے ، آپ کہیں کہ مقصود تو یہی ہے ، مگر کعبہ کا نام اس لیئے رکھا گیا تاکہ ہر شخص سمجھ سکے ۔ یہ سچ ہے ۔ آپ نے ایک عامی شخص کو تو یہ کہکر سمجھا دیا ، لیکن کیا ایک تعلیم یافتہ شخص ، اور ایک گرفتار غفلت مگر آمادۂ اصلاح ہستی کی آمادگی ضائع بھی نہیں کر دی ، اور موجودہ اضطراب و استعداد انقلاب کے بعد جس سے نہیں معلوم آپ کیسی کچھ انقلابی تبدیلی اُسکے اندر پیدا کر دیتے ؟ اُسکا منتہائے فکر صرف یہی نہیں قرار دیا کہ صرف ایک اقرار غیر محکم و غیر شرعی ، اور ایک روپیہ دے کر فارغ البال ہو جائے ؟ فتدبروا و تفکروا یا اولی الالباب ! ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وھم لا یسمعون !!

تشخیص کے بعد علاج

آپ موجودہ مصائب کے علاج کے لئے کھڑے ہوئے ہیں ۔ پس سب سے پہلی نظر آپ کو اسپر ڈالنی چاہیئے کہ ان تمام امراض کی علت اصلی کیا ہے ؟ اور اپنی تمام

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تو اس کو اسی کے ازالہ کے لئے وقف کر دینا چاہیئے۔ مسلمانوں کی عزت ذلت سے بدل ہو گئی جہل و نادانی ان کی علامت ممتاز بن گئی۔ حکومتیں چھن گئیں، اور شکستوں ناکامیوں۔ اور غلامیوں نے ان کا احاطہ کر لیا۔ یہی امراض ہیں جو آپ کو نظر آ رہے ہیں۔ پھر خدارا انصاف کیجئے کہ یہ سب کچھ اسکا نتیجہ ہے کہ ان کے پاس حفاظت حرمین کے لئے کوئی فنڈ نہ تھا، یا انھوں نے کوئی اقرار نہیں کیا تھا، یا حاجیوں کے سفر کا عمدہ انتظام نہ تھا، یا مکۂ معظمہ میں پر تکلف قیام کے لئے کوئی ہوٹل نہ تھا؟ میرے مقصد کے سمجھنے میں غلطی نہ کیجئے۔ میں تسلیم کرتا ہوں اور بارہا کہہ چکا ہوں کہ روپیہ کی فراہمی، تعلق عرب کی تقویت، خدمت کعبہ کا ولولہ، مرکز اسلامی کی محبت، اور اسی طرح کی تمام چیزیں نہایت ضروری ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان ہی چیزوں کا فقدان ہمارے امراض مذکورۂ صدر کی علت حقیقی ہے؟

اس سطح ارضی پر کوئی نہیں، جو اس سوال کا جواب اثبات میں دے سکے۔ علت اصلی بجز اسکے اور کوئی نہیں کہ عمل بالاسلام کی روح ہم میں سے مفقود ہو گئی۔ امر بالمعروف کا سبق بھلا دیا، جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت کو فراموش کر دیا، اور ہماری جیب نہیں بلکہ دل خالی ہو گئے۔ پھر جب آپ ایک انجمن قائم کرتے ہیں جسکے مقاصد و اعمال کی فہرست بیسیوں دفعات پر مشتمل ہے، لیکن نہ تو کہیں اس میں احیاء دعوت اسلامی کی دفعہ ہے، نہ کہیں اسلام کے احکام و اوامر پر عمل کرنے کی قید ہے، نہ کوئی صورت عمل اور طریق کار ایسا پیش نظر ہے، جسکا مقصد مسلمانوں کو مسلمان بنانا ہو، اور ان کی جہادانہ روح عمل کو واپس لانا ہو، تو پھر فرمائیے! آپکا مقصد تو ضروری، اور آپ کے کام یقیناً اچھے اور مستحق اعانت و شرکت جمیع مسلمین، لیکن ہمارے اصلی مرض کے لئے آپ نے کیا کیا، اور اسکے لئے کہاں جائیں؟

یاد رکھو کہ آج تمھاری قوم کو ایک اعلیٰ ترین فرصت دی گئی ہے۔ ایسی فرصت جسکی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نظیر تاریخ اقوام وملل میں زیادہ نہیں مل سکتی۔ تم اللہ کی طرف سے اسکے ذمہ دار ہو کہ اُسے ضائع نہ کرو، اور اُس سے کام لو۔ تم جو کہتے ہو کہ حفاظت کعبہ کے لئے روپیہ دو! تو میرے عزیز دوستو! کیا بہتر نہ تھا کہ تم کہتے کہ حفاظت عالم کے لئے اپنے دلوں کو اسلام کے حوالے کر دو؟ خدمت کعبہ، حفظ اسلام، جمع مال، اور اور تمام چیزیں صرف ایک دل کے ملجانے سے مل جاسکتی ہیں۔ پس مانگنے والوں کو صرف ایک دل ہی مانگنا چاہیئے۔

تمھارے پاس آج ایک ایسی مشتعل چنگاری موجود ہے کہ قرینے سے ہوا دو تو اس سے ہزاروں آتشکدے روشن کر سکتے ہو۔ تم آج مسلمانوں کے اعمال میں تبدیلی کر سکتے ہو، ان کے برگشتہ سروں کو خدا کے آگے جھکا سکتے ہو، ان کا گم گشتہ اخلاق، ان کا کھویا ہوا علم، اور ان کی مفقود روح حیات اسلامی کو پھر واپس لا سکتے ہو۔ پس میں یہ نہیں کہتا کہ جو کرنا چاہتے ہو نہ کرو، مگر کہتا ہوں کہ اسی میں تمام قوتیں صرف نہ کر ڈالو اور اصلی راہ فوز و فلاح کو بھی تلاش کرو۔

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، ممکن ہے کہ ابھی لوگ نہ سمجھیں، اور بہت ممکن ہے کہ بہت سی جلد باز و بے خبر طبیعتیں غلط فہمیوں اور شبہات و وساوس کی شکار ہوں۔ لیکن الحمد للہ کہ وہ وقت دور نہیں، جب لوگ سمجھینگے، اور جو آواز آج میرے مُنہ سے نکل رہی ہے، اطراف عالم اسلامی سے اسکی صدائیں اٹھینگی۔ بشرطیکہ ہمارے لیئے گر کر اُبھرنا ابھی باقی ہے، اور بشرطیکہ اُٹھانے والے کا ہاتھ بڑھ چکا ہے! واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

تاسیس یا تجدید؟

جس شئے کو میں مسلمانوں کا فراموش کردہ مقصد حیات سمجھتا ہوں، اور جس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھولی ہوئی بات کو از سرِ نو یاد دلا دینے کے لئے بے قرار ہوں، مجھے الزام نہ دیجئے اگر میں اُسے بار بار دُہراؤں۔ لیکن میں ایک حد تک دُہرا چکا اور زندگی رہی تو ہزار دو مرتبہ دُہراؤنگا۔ لیکن اب ختم مقالہ سے پہلے چاہتا ہوں کہ ایک دقیق مگر اصل اصول کی طرف اشارہ کر دوں۔ اس وقت سرسری اشارے پر قناعت کرونگا، مگر آئندہ بصورتِ مستقل اسکی تفصیل ضروری۔

منجملہ اُن عظیم ترین اختلافات کے، جو مجھ میں اور کارفرمایانِ عمل میں ہے، ایک اصولی اختلاف یہ ہے کہ وہ آج جب کبھی کسی کام کے لئے اُٹھتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ راہ "تاسیس" اختیار کریں، اور میں اللہ کی بخشی ہوئی بصیرت کی بنا پر مسلمانوں کے لئے اُن کے اعمالِ ملی میں سے کسی شاخ کے لئے بھی "تاسیس" کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ صرف "تجدید" کی۔ اور اس بارے میں الحمد للہ اس درجہ متعصب و متقشف ہوں کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی رائے میں متزلزل نہیں ہو سکتا۔

"تاسیس" کے معنی ہیں کسی کام کی از سرِ نو بنیاد رکھنی، اور "تجدید" کہتے ہیں کسی پیشتر سے موجود شے کو دوبارہ زندہ کرنے، اور اس کی گم گشتہ رونق و حیات کے واپس لانے کو۔

کسی زمین پر ایک نئی عمارت کی بنیاد رکھئے تو یہ "تاسیس" ہے، لیکن اگر ایک عمدہ عمارت پیشتر سے موجود ہے، اور امتدادِ زمانہ و غفلتِ نگرانی کی وجہ سے ویران ہو گئی ہے۔ آپ اسکی شکست و ریخت کر دیں، اور جو اینٹ جس جگہ سے نکل گئی ہے، پھر وہیں جما دیں، تو یہ "تجدید" ہوگی۔

میرا عقیدہ ہے کہ آج حیاتِ ملت و حصولِ عظمتِ ملی کے لئے مسلمانوں کو اپنے اعمال کی کسی شاخ میں بھی "تاسیس" کی ضرورت نہیں، بلکہ صرف "تجدید" کی ضرورت ہے کہ جن اصولوں کو ہم نے بھلا دیا ہے، اُن کو دوبارہ زندہ کریں، اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جس متاع کو حاصل کر کے گم کر دیا ہے، اُسکے سراغ میں پھر نکلیں۔ ہمارا جیب و دامن آج کی طرح ہمیشہ خالی نہ تھا۔ اگر آج اوروں کے پاس لعل و جواہر ہیں، تو ہمارے پاس بھی اسکی کانیں تھیں۔ آج اگر ہم مفلس ہیں تو دوسروں کے لعل و جواہر کو نظر حسرت وطمع سے دیکھنے کی ضرورت نہیں، ہم کو اپنی گم کردہ کانوں کے سراغ میں نکلنا چاہیے جن کی دولت لازوال تھی اور ہمیشہ لازوال رہیگی۔

روشنی کے تم بھی متلاشی ہو اور میں بھی۔ اس لحاظ سے ہم دونوں کا مطلوب و مقصود ایک ہی ہے۔ لیکن پھر مجھ میں اور تم میں اختلاف حال کا ایک سمندر حائل ہے تم دوڑتے ہو، تا غیروں کے ٹمٹماتے ہوئے چراغوں سے اپنا چراغ روشن کرو۔ یا لکڑی چنتے ہو، تاکہ اُنھیں جلا کر ایک نئی انگیٹھی مشتعل کرو۔ لیکن میں روتا ہوں کہ بادشاہ کے لڑکے کے لئے کسی سوداگر کی الماری پر للچائی ہوئی نظر ڈالنا مناسب نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ تمھاری شمع کیا ہوئی، جسکی روشنی سے تمھارے گھر کا کونہ کونہ منور تھا؟ دوسروں کے ہاں کیوں جاتے ہو؟ لکڑیاں چن کر نئی آگ کیوں سلگانا چاہتے ہو؟ اُسی شمع کو کیوں روشن نہیں کرتے؟ یہ کیسی بدبختی ہے کہ جن کے پاس کافوری شمعیں موجود ہوں، وہ کسی کے جھونپڑے کے دیا کو نظرت حسرت سے دیکھیں؟

اللہ نور السمٰوٰت والارض،	"اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے۔ اسکے
مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا	نور کی مثال ایسی سمجھو، جیسے ایک طاق ہے، طاق میں ایک
مصباح، المصباح فی زجاجۃ	چراغ، اور چراغ ایک بلور کی قندیل میں، وہ قندیل اس قدر
الزجاجۃ کانھا کوکب دُرّیٌّ	شفاف ہے، گویا موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک درخشندہ ستارہ
یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ	پھر اُس چراغ کی روشنی ایک ایسے شجرہ مبارکہ زیتونی کے
لاشرقیۃ ولاغربیۃ، یکاد	تیل سے ہے، جو نہ مغربی ہے اور نہ مشرقی۔ اُسکے تیل میں
زیتھا یضیٔ ولو لم تمسسہ	یہ ایک عجیب خاصیت ہے کہ اپنے مشتعل ہونے میں وہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نار، نور علی نور، یھدی الله لنورہ من یشاء، ویضرب الله الامثال للناس والله بکل شیٔ علیم۔ (۲۴-۳۶)

آگ کا محتاج نہیں۔ آگ اُسے نہ بھی چھوئے تاہم وہ آپ سے آپ جل اُٹھے گا۔ اس کے نور کا حال کیا کہا جائے کہ وہ تو نور علی نور ہے۔ اور اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ جسکو چاہے اپنے اس نور کی طرف ہدایت بخشدے۔ یہ چراغ کا بیان در اصل ایک مثال تھی، اور اللہ لوگوں کے سمجھنے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے، اور وہ ہر شے کی حالت سے واقف ہے۔"

اسلام ایک آخری دین آلہی تھا، جسنے نہ صرف احکام شریعت ہی میں، بلکہ حیات قومی کی ہر شاخ میں ہم کو سب سے آخر اور سب سے بہتر اصول دیدئے، اور دنیا خواہ کتنی ہی بدلجائے لیکن آزمالیا جاسکتا ہے کہ اُن اصولوں کی صداقت کو بدلنے کی ضرورت نہیں۔ اُس کا اعلان عام تھا:-

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (۵-۵)

آج کے دن تمھارے لئے تمھارے دین آلہی کو کامل کردیا، اپنی نعمتیں تم پر تمام کردیں، اور تمھارے لئے دین اسلام کو پسند کیا کہ وہ انسان کے فلاح کونین کیلئے کامل ترین شریعت آلہیہ

"تکمیل دین"، اور "اتمام نعمت"، کی اگر تشریح کروں تو دفتر کے دفتر مطلوب، اور لوگ اتنی ہی تمہید سے نالاں اور حرف مقصد کے لئے بے قرار، و-خلق الانسان من عجل۔ تکمیل دین کے لئے ضروری تھا کہ ہمیشہ کے لئے اسکے پیرو اپنی تمام اصولی ضروریات میں مستغنی اور بے پروا ہوجائیں، اور ان کو کسی نئی تلاش اور نئے اصولوں کی جستجو کی ضرورت باقی نہ رہے۔ پھر "اتمام نعمت" کا لفظ کہکر بتادیا کہ جو اصول اُنکو دیے گئے ہیں، وہ چونکہ آخری ہیں، اس لئے اعلیٰ ترین بھی ہیں، اور اب اُنکے پاس زر وجواہر کی کانیں مہیا ہوگئی ہیں، پس انکو اوروں کے خزف ریزوں پر للچانے کی ضرورت نہ رہی۔

یہی سبب ہے کہ حضرت داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "خاتم النبیین" فرمایا، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اُمت مرحومہ کی ہدایت کے لئے ائمۂ کرام اور مجددین عظام

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مامور ہوئے، مگر دروازۂ نبوت کا سدّ باب ہوگیا۔ اُن تمام احادیث صحیحہ کا تفحص کرو،
جن میں مجددین اسلام کے ظہور کی اطلاع دی گئی ہے، اور اُس حدیث مشہور کو
پڑھو، جس میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو "محدث" کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔
ان سب سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اُمت مرحومہ کی اصلاح کے لئے "تاسیس" کا اب
سد باب ہے، اور صرف "تجدید و احیاء" کا سلسلہ باز رکھا گیا ہے۔ (ان اللہ تعالیٰ
یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ، من یجدد لھا دینھا)

پس آج بھی ہم کو اپنے ہر عمل میں صرف تجدید احکام شریعت، اور احیاء سنت سلف
صالح کی ضرورت ہے۔ ہم کو اپنے تمام کاموں میں چاہیئے کہ گذشتہ اصولوں کو زندہ
کریں، اور اپنے اعمال حسنہ کے مٹے ہوئے نشانوں کو اُبھاریں۔ ہم کو نئے
مقصدوں کی ضرورت نہیں، ہم کو نئی صداؤں کی احتیاج نہیں، ہم کو آگے نہیں
بڑھنا ہے، بلکہ پیچھے ہٹنا ہے۔ ہمارے سامنے صاحب خلق عظیم کا اُسوۂ حسنہ موجود
ہے۔ ہم اہل بیت نبوۃ مطہرہ اور صحابۂ کرام کے اعمال کو دیکھ سکتے ہیں، ہمارے پاس
سلف صالح کے اعمال کی سراغ رسانی کے وسائل موجود ہیں۔ ہمارے پاس قرآن
حکیم اپنی ہیئت و حقیقت اولیٰ میں موجود ہے، جبکہ اسکی آیتیں بطحا و یثرب کے
ریگستانوں میں اسرار الٰہی سے پردے اٹھا رہی تھیں اور دنیا کو انسانیت اعلیٰ کے اصول کا سبق دے رہی تھیں پھر کیا کہ ہم نئے مقصدوں
کے متلاشی ہوں؟ اور کیوں نئے اصولوں کی دعوت کی طرف ہمیں بلایا جائے؟
نئے ولولوں اور نئے تماشوں کا بھی ہم نے تجربہ کر لیا۔ اب ہم اُکتا گئے ہیں، اور اَور
زیادہ تجربے کی ہم میں سکت نہیں۔ ہمیں چھوڑ دو تاکہ اپنی قدیمی وحشت کی ایک دنیٔ
ادا پر، تمھاری نئی دل فریبیوں کو قربان کر ڈالیں:۔

من و بیدل حریف سعی بیجا نیستم زاہد!
تو و قطع منازلہا، من و یک لغزش پائے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تشریح مزید!

مثلاً آج کتنے ہیں جو یورپ کے جماعتی اصول کار کی تقلید میں صرف انجمنوں کے قائم کرنے، کانفرنسوں کی تحریک کرنے، اور ان کے لمبے لمبے اصول و قواعد کے نظام لکھنے میں بڑی بڑی دواتوں کو سیاہی سے خالی کر دیتے ہیں، لیکن کسی ایک شخص کو بھی یاد آتا ہے کہ خود ہمارے پاس جو قدرتی اجتماع کا سامان موجود ہے، سب سے پہلے، اُسی کو زندہ کریں؟ ہم اگر مسلمان ہوں تو ہمارے لئے دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں جمع ہونا ضروری ہے۔ مسجد ہی ہمارے لئے سب کچھ تھی۔ اسکا صحن ہمارا پارلیمنٹ ہاوس تھا، اسی کے محرابوں کے نیچے ہماری کانفرنسیں منعقد ہوتی تھیں یورپ کی کانفرنسیں سال میں ایک مرتبہ یا دو بار ہوتی ہیں، مگر ہماری کانفرنس کا اجلاس ہر آٹھویں دن جمعہ کا یوم عید تھا۔ اوروں کو انجمنیں قائم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے عہدہ داروں کی تلاش میں اپنے رہنماؤں کی منت کرنی چاہیئے، مگر ہمیں اسکی کیا ضرورت ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ ہماری ہر مسجد انجمن ہے، اور اس کا امام انجمن کا سکرٹیری۔ پھر کیوں نہ ہم نئے اجتماعات کی تاسیس سے پہلے اسی اجتماع کی تجدید کریں؟

اسی طرح ہمارا سالانہ اجتماع جو وادی منا و عرفات اور جبل فاران کی گھاٹیوں میں منعقد ہوتا ہے، جو اُس ظہور کو یاد دلاتا ہے، جبکہ خداوند سعیر اسکی چوٹیوں پر سے ایک ہاتھ میں اعلان ہدایت کی کتاب، اور ایک ہاتھ میں قیام عدل کی تلوار لیکر چمکا تھا، کیا ہمارے لئے ایک تمام عالم کا بین المللی اجتماع اعظم نہیں ہے؟ پھر ہمیں تجدید کی ضرورت ہے یا تاسیس کی؟

یہ تو ایک مثال تھی۔ اسی طرح اپنے اعمال کی ہر شاخ کو دیکھو۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باقاعدہ انجمنیں!

آج ہمیں انجمنوں اور باقاعدہ جماعتوں سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا۔ ہمارے قدیمی دعوت و تبلیغ کے سلسلے کو زندہ ہونا چاہیئے، جبکہ ہر مسلمان کا وجود ایک انجمن تھا، اور ہر آواز اپنے اندر ایک مشن رکھتی تھی، جبکہ اسلام وادی حجاز میں ظاہر ہوا، اور چین وہند اور جاوا و سماٹرا میں اسکے پرستار پیدا ہوئے تو کونسی انجمن تھی، اور کون اس کا پریسیڈنٹ اور سکریٹری تھا؟ یہ کیا تھا کہ ایک عرب تاجر تجارت کا مال لیکر سماٹرا میں جاتا ہے، اور ایک پورے مشن کا کام انجام دیتا ہے؟

ہم کو بدستور اپنے کاموں میں سرگرم رہنا چاہیئے۔ ہم اگر تاجر ہیں تو تجارت کرینگے، اگر معلم ہیں تو درس دینگے۔ لیکن جب پانچ وقت مسجدوں میں جمع ہونگے تو ہماری انجمن منعقد ہو گی، اور سرگرم تقریروں کی جگہ ہمارے اندر سے آتش الٰہی کی چنگاریاں نکل کر ایک دوسرے کے دلوں سے ٹکرائیں گی۔

ہم کو ہمیشہ اپنے کاموں کے لیے روپیہ کی تلاش ہوتی ہے، اور اسکے لئے فنڈ قائم کرنے کا اعلان کرتے ہیں، یہ بھی وہی راہ "تاسیس" ہے۔ حالانکہ فریضۂ زکوٰۃ کا ایک قدیمی حکم ہمارے پاس موجود ہے، اگر تاسیس کو چھوڑ کر تجدید کریں، تو ہمارے پاس کڑوروں روپے کا ایک بیت المال ہر وقت موجود رہے۔

بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ ہم جب کبھی کسی کام کے لئے اُٹھتے ہیں تو ہمارا منتہائے فکر اُس سطح سے بلند نہیں ہوتا جو برسوں سے ہمارے سامنے ہے۔ وہی عام انجمنوں کے قواعد، وہی ان کے نظام، وہی ان کے عہدہ داروں کی کشمکش کی رسم عام جو ہر شخص کے سامنے موجود ہے، سامنے آجاتی ہے، اور کبھی کوشش نہیں کرتے کہ رسم عام سے الگ ہو کر اپنی کوئی راہ پیدا کریں، مرحوم (نظیری) کو اپنے زمانے کی شکایت تھی:۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خلافِ رسم دریں عہد فرق عادت داں
کہ کار ہائے چنیں از شمار بوالعجبی ست

اصل راز اس میں یہ مضمر ہے کہ اس طریق کو اختیار کرے تو کون کرے؟ آجکل بالعموم جو لوگ ارباب عمل و موسسین دعوت ہیں، اگر وہ احیاء و تجدید اعمال اسلامیہ کے لئے اُٹھیں تو پہلی مصیبت اُنھیں یہ پیش آئے کہ خود اپنے آپ کو اُس دعوت کا مخاطب بنانا پڑے، اور بھلا اس دور تمدن و تہذیب میں اس وحشت و ہمجیت کے لئے کون طیار ہو سکتا ہے؟

خلاصۂ مباحث گذشتہ

اب بہتر ہوگا کہ "حزب اللہ" کے مقاصد اور طریق عمل کو پیش کرنے سے پہلے دفعہ وار اپنے خیالات کو بطور خلاصۂ بحث کے پیش کر دوں، تاکہ بیک نظر سامنے آجائیں، اور ارباب فکر کو غلط فہمیوں سے دو چار نہ ہونا پڑے:۔

(۱) مسلمانوں کے مساعی و مجاہدات کا نصب العین حفظ کعبہ نہیں بلکہ حفظ عالم ہے، اور یہ بغیر اسکے ممکن نہیں کہ وہ اپنے اعمال و افعال میں ایک آخری تبدیلی کر کے، احکامِ الٰہی پر عمل پیرا ہو کے، اپنے قلوب و نفوس کا تزکیہ کر کے، اپنے وجود کو اللہ اور اُسکے دین مبین کے حوالے کر کے، اپنے تئیں اُسوۂ حسنہ ابراہیمی و محمدی (علیہما السلام) کا پیرو بنائیں، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، دعوۃ الی الحق، قیام صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ، اور جمیع مقاصد حقیقیۂ اسلامیہ کی تجدید کریں، اور اس طرح پھر اپنے تئیں اس فرمان الٰہی کا مستحق بنادیں کہ الذین ان مکنا ھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ، وامروا بالمعروف، ونھوا عن المنکر۔ اگر انھوں نے ایسا کیا تو پھر زمین کی وراثت اور دین الٰہی کی فتح قطعی ہے، کیونکہ انکی گذشتہ عظمت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وفتح یابی انھیں اعمال پر مشروط تھی۔ وکان وعدا مفعولا۔

(۲) پس محض روپیہ کا جمع کرنا، اور خدمت کعبہ کے نام سے کسی انجمن کا قائم ہونا گو مفید ہے، لیکن چونکہ محض اس سے مسلمانوں کے اندر کوئی انقلاب و تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی، اور خدمت کعبہ کوئی اصل نصب العین نہیں۔ اس لئے وہ کافی نہیں۔

(۳) انجمن خدام کعبہ اگر مقاصد بالا کو اپنے اندر شامل بھی کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی اسکے دو سبب ہیں:-

(الف) انجمن کا مقصد اصلی کسی اسلامی خدمت کے لئے روپیہ جمع کرنا ہے، اور روپیہ جب ہی جمع ہو سکتا ہے، جبکہ ایک بہت بڑی اور وسیع جماعت اس میں شامل ہو۔ پس اگر انجمن کے شرائط ممبری میں کوئی قید سخت پابندی احکام اسلامی یا انقلاب زندگی کی ہوئی، تو ظاہر ہے کہ بہت تھوڑے لوگ اسمیں پورے اُتر سکینگے، اور ایسا ہونا لازمی و ناگزیر۔ اور پھر ایسی حالت میں اُس کا مقصد عظیمہ فوت ہو جائیگا۔

(ب) مسلمانوں کے اندر تبدیلی پیدا کرنے اور ان کے اندر مجاہدانہ و جانفروشانہ ولولۂ اسلامی کی تجدید کے لئے محض کسی انجمن کا قیام اور صداؤں کا بلند کرنا بیکار ہے، جب تک ایک جماعت اپنا عملی نمونہ پیش نہ کرے، اور ایک اجتماعی اضطراب عمل، اور شعلہ افروزانہ جوش کار، دنیا نہ دیکھے، اور بوجوہ و اسباب معلومہ انجمن خدام کعبہ میں یہ ممکن نہیں۔ اور اس کی تشریح غیر ضروری۔

(۴) پس انجمن خدام کعبہ کو قائم ہونا چاہئے، اور پورے زور اور قوت کے ساتھ کہ اس طرح ایک قوت روپیہ فراہم کرنے والی اور خدمت حرمین الشریفین کا ولولہ تازہ کرنے والی بہم ہو جائے گی، لیکن خدمت کعبہ کو اصلی مقصود و نصب العین کہکر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قوم کی ہمتوں کو پست نہیں کرنا چاہیئے، اور اسلام کے مقررہ اور اعلان کردہ نصب العین حقیقی کو صدمہ پہونچانا نہیں چاہیئے۔ اور یہ بصراحت کہنا چاہیئے کہ اصل شے اعمال میں تبدیلی اور اپنی قوتوں کو وقف جہاد فی سبیل اللہ کرنا ہے۔

(۵) جب یہ مراتب سامنے آگئے، تو ان سے صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اصل کار ابھی باقی، اور منزل مقصود کا نشان بدستور ناپید ہے۔

(٦) اسکے لئے ضرورت ہے ایک ایسی جماعت کی، جو مقاصد مذکورۂ بالا کو اپنا مقصد عمل بنائے۔ اور ہم سب کو انتہا سعی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق دے۔ جماعت "حزب اللہ" سے مقصود صرف یہی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز آیندہ اسکے تمام اغراض کی تشریح آپ ملاحظہ فرمائینگے۔

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ!

۱۳۳۱ ھجری[1]

خاتمہ سخن و آغاز عمل

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین	اے مسلمانو! تمہارا دوست اللہ ہے، اسکا رسول، اور وہ
امنوا، الذین یقیمون الصلوٰۃ	لوگ جو اللہ اور رسول پر ایمان لاچکے ہیں، جو صلوٰۃ الٰہی کو
ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون	دنیا میں قائم کرتے، اسکی راہ میں اپنے مال کو صرف کرتے،
ومن یتول اللہ ورسولہ والذین	اور سب سے زیادہ یہ کہ ہر وقت اللہ اور اسکے حکموں کے آگے جھکے
امنوا، "فان حزب اللہ ھم	رہتے ہیں۔ پس جو شخص اللہ، اللہ کے رسول، اور صاحبان

[1] یہ ایک عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس آیۂ کریمہ کی بناپر اس جماعت کا نام "حزب اللہ" رکھا گیا ہے، اس آیۂ کریمہ کے عدد بقاعدۂ جمل ۱۳۳۱ ہیں اور یہی ہجری سنہ اس جماعت کی تاسیس کا ہے!!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

الغالبون ، (۲۶-۵) ایمان کا ساتھی ہو کر رہیگا، تو یقین کرو کہ وہ "حزب اللہ" میں سے ہے اور "حزب الشیطان" کے مقابلے میں حزب اللہ ہی کا بول بالا ہونے والا ہے!!

زشرح قصۂ معرفت خواب از چشم خاصاں را
شب آخر گشتہ وافسانہ از افسانہ می خیزد!

والعصر ان الانسان لفی خسر، الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات، وتواصوا بالحق، وتواصوا بالصبر۔ قسم ہے اس عصر انقلاب اور دور تغیرات کی، جو پچھلے دور کو ختم کرتا اور نئے دور کی بنیاد رکھتا ہے، کہ نوع انسانی کے لیئے دنیا میں نقصان و ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔ مگر ہاں وہ نفوس قدسیہ، جو قوانین الٰہیہ پر ایمان لائے، اعمال صالحہ اختیار کیئے، ایک دوسرے کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعہ دین حق کی وصیت کرتے رہے، اور نیز صبر و استقامت کی بھی انھوں نے تعلیم دی (۳-۱۰۳-۴) اولئك علی ھدی من ربھم، واولئك ھم المفلحون (۲-۴)

یہ ہے جماعت "حزب اللہ" کا مقصد وحید، جسے غالباً ہر شخص دن میں ایک دو مرتبہ نماز کے اندر ضرور پڑھتا ہے، اور یہ ہے خلاصہ اسکے پیش نظر اغراض کا، جو سورۂ "والعصر" کی صورت میں ہر مسلمان کے آگے موجود ہے۔ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا!

گذشتہ تمہید کی چار صحبتوں میں جو کچھ عرض کر چکا ہوں، اس سے بہت زیادہ عرض کرنا تھا، مگر مناسب یہ نظر آیا کہ پہلے مختصراً اصل اغراض و مقاصد بیان کر دیے جائیں، اور اسکے بعد انکی ہر دفعہ پر ایک مستقل مضمون شائع کیا جائے:۔

مخاطب اندکے نازک مزاج ست
سخن کم گو، کہ کم گفتن رواج ست

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تلاش مقصود

لیکن کم از کم آج پہلے مقصد کے متعلق تو چند کلمات ضرور عرض کرونگا اور معافی خواہ ہوں۔ اگر اُن احباب کرام کو شاق گذرے جو اب صرف اصل دفعات طریق عمل ہی کے مشتاق ہیں۔

گذشتہ مطالب و بیانات سے آپنے اندازہ کرلیا ہوگا کہ اس عاجز کا مقصد کیا ہے؟ آخری نمبر کے خاتمے کی سطور میں عرض کر چکا ہوں کہ ہمکو آج سب سے پہلے کس چیز کا متلاشی ہونا چاہیئے؟

دنیا کی بیماریاں ہمیشہ یکساں رہی ہیں اسلئے ان کا علاج بھی اصولاً ایک ہی ہونا چاہیئے وہ جب کبھی متلاشی ہوئی ہے، تو اسکی تلاش اُس جستجو سے کبھی بھی مختلف نہ تھی، جو جستجو کہ آج ہمیں درپیش ہے۔

ایک ہی چیز تھی، جسکی ہمیشہ تلاش رہی۔ ہم بھی آج اُسی کو ڈھونڈھینگے۔

جبکہ اسی زمین پر آج سے ہزاروں برس پہلے خدا کے ایک مخلص بندے نے اسکو درد اور تڑپ کی آواز میں پکارا تھا اور کہا تھا کہ :-

رب انی دعوت قومی لیلاً و نهاراً، فلم یزدھم دعائی الا فراراً، وانی کلما دعوتھم لتغفر لھم، جعلوا اصابعھم فی اذانھم واستغشوا ثیابھم واصروا واستکبروا استکباراً۔ ثم انی دعوتھم جھاراً، ثم انی اعلنت

خدایا! میں نے اپنی قوم کو رات دن حق وہدایت کی دعوت دی، لیکن افسوس کہ میری دعوت کا نتیجہ بجز اسکے اور کچھ نہ نکلا کہ وہ اور مجھ سے بھاگنے لگے۔ میں نے جب کبھی ان کو پکارا تاکہ وہ تیری طرف رجوع ہوں، تو انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں کہ کہیں میری آواز نہ سُن لیں، اور اپنے اوپر سے کپڑے اوڑھ لئے کہ کہیں میرے چہرے پر نظر نہ پڑ جائے اور ضد اور شیخی میں آکر اکڑ بیٹھے! اسپر بھی میں باز نہ آیا، پھر انھیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لهم واسررت لهم اسرارا (۱-۹)
قال نوح رب انهم عصونی واتبعوا
من لم یزده ماله وولده الا
خسارا (۷۱-۲۱)

پکار پکار کر تیرا پیغام پہنچایا، اور اسکے بعد بھی ظاہر و پوشیدہ ہر طرح سمجھایا، لیکن خدایا! با این ہمہ سعی و دعوت واصلاح، ان سرکشوں نے میرا کہا نہ مانا اور انہی معبودان باطل کی غلامی کرتے رہے جنھوں نے انکے مال اور ان کی اولاد کو فائدہ کی جگہ اُلٹا نقصان ہی پہونچایا"

تو وہ بھی اپنی قوم کو اُسی کی تلاش کا پتہ دے رہا تھا۔

(۲)

جبکہ کالڈیا کے بُت خانے میں ایک برگزیدہ نوجوان نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فرض ادا کیا، جبکہ اس نے اپنے ہاتھ میں چھری لی، اور اپنے فرزند عزیز کو محبت الٰہی کی بیخودی میں دشمنوں کی طرح زمین پر دے ٹپکا، جبکہ اُس نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اپنے خاندان کو دین الٰہی کی پیروی کی وصیت کی اور کہا:۔

یا بنی! ان اللہ اصطفی لکم
الدین فلا تموتن الا وانتم
مسلمون! (۲-)

دیکھو! اللہ نے تمھارے اس دین اسلام کو تمھارے لئے پسند فرمایا ہے، پس ہمیشہ اسی پر قائم رہنا، اور دُنیا سے نہ جانا، مگر اسی حالت میں کہ تم مسلمان ہو!!

تو اُس نے بھی اُسی کو ڈھونڈھا اور پایا تھا۔

(۳)

جبکہ تخت گاہ فراعنہ کے ایک قید خانہ میں کنعان کے قیدی نے دین الٰہی کا وعظ کہا، اور جبکہ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ:۔

یا صاحبی السجن! ءارباب
متفرقون خیر ام اللہ الواحد
القهار؟ ما تعبدون من دونه
الا اسماء سمیتموها انتم و
اباؤکم ما انزل اللہ بها من

"اے یاران محبس! بہت سے مالک و آقا بنا لینا اچھا ہے یا ایک ہی خدائے قہار کے آگے جُھکنا؟ تم جو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی پرستش کر رہے ہو، تو یہ اسکے سوا کیا ہے کہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمھارے پیش رؤں نے گھڑ لئے ہیں؟ حالانکہ خدا نے تو اسکے لئے کوئی سند بھیجی نہیں۔ اے گمراہو! یقین کرو کہ تمام جہان میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سلطان، ان الحکم الا للّٰہ، امر الا تعبدوا الا ایاہ، ذالک الدین القیم، ولکن اکثر الناس لا یعلمون (۱۲-۴۱)	حکومت صرف اُسی خدا کے لئے ہے! اُس نے حکم دیا ہے کہ صرف اُسی کے آگے جُھکو! یہی اسلام کا سیدھا راستہ ہے لیکن افسوس کہ اکثر لوگ نہیں سمجھتے!"

تو اسکی نظر بھی اُسی کی طرف تھی، اور اسی کی تلاش تھی، جسکا وہ سراغ دے رہا تھا!

وہ "شاطی وادی ایمن" اور "بقعۂ مبارکہ" (۴) کا مقدس چرواہا جبکہ کوہ سینا کے کنارے "انی انا اللہ رب العالمین" کی ندار محبت سے مخاطب ہوا تھا، اور جبکہ ایک ظالم و جابر حکومت کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے اُس نے یکہ و تنہا، فرماں روائے عہد کے سامنے حریفانہ کھڑے ہو کر پیشین گوئی کی تھی کہ:-

ربی اعلم بمن جاء بالھدیٰ من عندہ، ومن تکون لہ عاقبۃ الدار، انہ لا یفلح الظالمون - (۲۸-۳۰)	اے لوگو! مجھکو جھٹلانے میں جلدی نہ کرو! خدا خوب جانتا ہے کہ کون شخص اُسکی طرف سے سچائی لیکر آیا ہے، اور آخر کار کس کے ہاتھ نتیجہ کی کامیابی آنے والی ہے؟ یقین کرو کہ خدا کبھی اُن لوگوں کو فلاح نہیں دیتا جو برسر ناحق ہیں!

تو وہ بھی اسی تلاش کا اعلان کر رہا تھا، اور یہی تلاش تھی جسنے اُسے منزلِ مقصود تک پہونچایا تھا۔

وہ "ناصرہ کا نوجوان اسرائیلی، (۵) جو پچھلی کتابوں کی پیشینگوئی کے مطابق آیا تھا تاکہ عہد اسرائیلی کے خاتمے اور دورِ اسماعیلی کے آغاز کا اعلان کرے، اور جبکہ اس نے چلنے سے پیشتر ایک باغ کے گوشے میں اپنے نادان اور ناسمجھ ساتھیوں سے کہا تھا کہ:-

انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی	میں اللہ کی طرف سے تمھاری طرف بھیجا ہوا آیا ہوں۔ میں کوئی نئی شریعت نہیں لایا، بلکہ میرا کام صرف یہ ہے کہ کتاب توراۃ کی، جو مجھ سے پہلے آچکی ہے، تصدیق کرتا ہوں، اور ایک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسمہٗ احمد" (۶۱-۷) آنے والے رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اور جسکا نام "احمد" ہوگا۔

تو وہ بھی اسی وادی جستجو کا ایک کامیاب قدم شوق تھا، اور یہی گوہر مقصود تھا، جسکے سے اُس نے اپنے بعقل ساتھیوں کے جیب و دامن کو بیقرار دیکھنا چاہا تھا۔

(۶) اور پھر وہ ظہور انسانیت کبریٰ، وہ مجسمۂ نعمت الہیۂ عظمیٰ، وہ معلم کتاب و حکمت، وہ مزکی نفوس و انسانیت، وہ "ھادی الی صراط مستقیم" وہ مخاطب "انک لعلیٰ خلق عظیم" وہ تاجدار کشورستان یزدان پرستی، وہ فتحیاب اقلیم قلوب انسانی، وہ علم آموز درسگاہ "ادبنی ربی فاحسن تادیبی" وہ خلوت نشین شبستان "ابیت عند ربی ھو یطعمنی و یسقینی" یعنی وہ وجود اعظم و اقدس، جسکے لئے دشت حجاز میں ابراہیم خلیل نے اپنے خدا کو پکارا: ربنا وابعث فیھم رسولا منھم، یتلو علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم (۲-۱۲۱) جسکے نور مبین کی تجلی فاران کی چوٹیوں پر موسیٰ نے دیکھی، جسکے عشق میں داؤد نے نغمہ سرائی کی، جسکے جمال الٰہی کی تقدیس میں سلیمان اپنے تخت جلال پر جھک گیا، جسکے طرف یوحنا سے پوچھنے والوں نے بیقرارانہ اشارہ کیا، اور جسکے لئے ناصرہ کے اسرائیلی نبی نے اپنا جانا ہی بہتر سمجھا، وتاوہ اپنے باپ سے جو آسمان پر ہے سفارش کرے، اور اُسکو "جو آنے والا ہے" جلد بھیجدے (یوحنا ۱۶-۸) غرضکہ جب وہ "آنے والا" آیا، اور خدا کی زمین آخری مرتبہ سنواری گئی، تا اسکی ابدی حکومت و جلال کا تخت بچھے، اور پھر اسکے فرمان آخری کا اعلان ہوا۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا، فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین (۳-۷۹) "اب سے جو انسان احکام اسلامی کی جگہ کسی دوسری تعلیم کو تلاش کریگا، تو یقین کرو کہ اسکی تلاش کبھی مقبول نہ ہوگی، اور اُسکے تمام کاموں کا آخری نتیجہ نامرادی ہی ہوگا!!"

تو وہ بھی اُسی کی جستجو میں نکلا تھا جسکی جستجو میں سب نکلے، اور قبل اسکے کہ وہ اُسکے لئے بیقرار ہو کر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ووجدک ضالاً فھدیٰ ۔ (۹۳-۷) | اور اے پیغمبر! ہم نے تم کو دیکھا کہ ہماری تلاش میں سرگرداں ہو پس ہم نے (خود ہی) تم کو اپنی راہ دکھلادی! (۷)

دنیا کی خوشی مرجھاگئی تھی، اسکا جمال صداقت پژمردہ، اور اسکا چہرۂ ہدایت زخمی ہوگیا تھا۔ وہ پیمان و مواثیق، جو اولاد آدم نے مقدس رسولوں کے سامنے، انکے پاک پیغاموں کو سُن کر خدا سے باندھے تھے، ایک ایک کرکے عصیان و تمرد سے توڑ دیئے گئے تھے، اور خدا کی رحمت و رافت زمین کے بسنے والوں سے روٹھ گئی تھی، اُسکا وہ جمال ازلی و ابدی، جس سے پردے اُٹھا دیئے گئے تھے تا اسکے ڈھونڈھنے والوں کو محرومی نہ ہو، اب پھر مستور و محجوب ہوگیا تھا۔ اور اُس میں اور اسکے بندوں میں کوئی رشتہ باقی نہ تھا۔

ہاں کوئی نہ تھا، جو اسکو ڈھونڈھے۔ کوئی قدم نہ تھا، جو اسکی طرف دوڑے۔ کوئی آنکھ نہ تھی، جو اسکے لیئے اشکبار ہو۔ کوئی دل نہ تھا، جو اسکی یاد میں مضطرب ہو۔ کوئی روح نہ تھی، جو اُسے پیار کرے۔ اُس کی دُنیا اُس سے بیخبر تھی۔ اُسکے بندے اُس سے غافل تھے۔ انسان کا ضمیر مرچکا تھا، فطرت کا حسن حقیقی عصیان عالم کی تاریکی میں چھپ گیا تھا۔ طغیان و سرکشی کے سیلاب تھے، جو خشکی و تری، دونوں میں اُمنڈ آئے تھے، اور جن کے اندر خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں:-

ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس (۳۰-۴۰) | خشکی اور تری، دونوں میں انسان کے عصیان و سرکشی سے فتنہ و فساد پھیل گیا!

جبکہ یہ حالت تھی تو دنیا بگڑ کر پھر سنوری، انسانیت مرکر پھر زندہ ہوئی، اور خدا نے اپنے چہرے کو پھر بے نقاب کردیا۔ وہ جو شام کے مرغزاروں اور یروشلیم کے ہیکل کے ستونوں سے روٹھ گیا تھا، اب پھر آگیا، تاکہ دشت حجاز کے ریگستانوں کو پیار کرے، اور اپنے راز و نیاز محبت کے لیئے ایک نئی قوم کو چن لے۔ دنیا جو صدیوں سے اسکو بھلا چکی تھی، پھر اُسکی تلاش میں نکلی، اور انسان نے اپنے مقصود و مطلوب کو کھو کر پھر دوبارہ پالیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین، یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمات الی النور، ویھدیھم الی صراط مستقیم۔ (۴-۱۸)	بیشک تمہارے پاس اللہ کے طرف سے ایک، نور ہدایت، اور ایک کتاب مبین آئی، اللہ اُسکے ذریعہ، امتی کے راستوں پر ہدایت کرتا ہے۔ اُسکی، جو اُس کی رضا چاہتا، اور اُسکو ہر طرح کی گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لاتا، اور صراط مستقیم پر چلاتا ہے!

(۸)

غرضکہ دُنیا کی حیات ہدایت وسعادت کی تاریخ یکسر تلاش وجستجو ہے۔ اس نے اپنے ہر دور میں کھویا، اور پھر ہر دور میں اسکی تلاش کے لئے نکلی۔ وہ جب کبھی گری تو اُسی کو کھو کر گری، اور جب کبھی اُٹھی، تو اسی کی تلاش کا ولولہ لیکر اٹھی۔ اسکے ہادیوں نے جب کبھی اسکو جگایا تو اسی کے لئے جگایا، اور جب کبھی اُسکا ہاتھ پکڑا، تو اسی جستجو میں نکلنے کے لئے پکڑا۔ اُس کی یہ تلاش ہمیشہ کامیاب ہوئی اور اس نے جب کبھی پکارا، اُسے جواب ملا۔ پانی کے ملنے میں کبھی کبھی دیر ہوئی، البتہ تشنگی کا ثبوت ہمیشہ مانگا گیا

جمال حال شود ترجمان استحقاق دلیل آب جگر تفتگی و تشنہ لبی ست

جماعت

لیکن یہ انقلاب عظیم جو ہیئت انسانی میں ہوا، جسنے دنیا کو یکسر بدل دیا، اور جس عزیز گم گشتہ کو وہ بھول بیٹھی تھی، اُسکی تلاش وجستجو میں گم ہو کر پھر نمودار ہوئی! کس چیز کا نتیجہ تھا؟

یقیناً وہ ایک صدائے الٰہی تھی، لیکن کن کے اندر سے اٹھی؟ کچھ شک نہیں کہ وہ جمال ربانی کی ایک بے نقاب بخشش نظارہ تھی، لیکن اس جلوہ ریزی کا آفتاب، کن کے سیما، وجوہ پر چمکا؟

اُن کے، جنکی نسبت کہا گیا کہ "سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود"!!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اصل یہ ہے کہ وہ ایک جماعت تھی، اور تاریخ اصلاح عالم میں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر دعوت وانقلاب اصلاح نے سب سے پہلے جماعت ہی کو پیدا کیا ہے۔ دعوت الٰہی اگر کوئی بیج ہے تو اسکے درخت کی پہلی شاخ جماعت ہی ہے۔ دُنیا میں جب کبھی کوئی اصلاحی تغیر ہوا ہے، تو محض تعلیمات سے نہیں ہوا ہے بلکہ اُس جماعت کے اعمال سے ہوا ہے، جو اُن تعلیمات کی حامل و محافظ تھی۔ وہ صدائیں جو محض زبانوں سے اُٹھتی ہیں، ہوا کی منجمد سطح میں تموج پیدا کر سکتی ہیں مگر دلوں کے سمندر میں لہریں پیدا نہیں کر سکتیں۔ کان ان کو سُنتے ہیں، پر دل ان کے آگے مسجود نہیں ہوتے۔

یہی سبب ہے کہ دُنیا میں جب کبھی مصلحین حق کا ظہور ہوا، خواہ وہ ظہور انبیا و رسل کرام کا تھا جو بمنزلۂ اصل ہیں، یا ان کے متبعین و مجددین کا جو بمنزلۂ فرع و ظل کے ہیں، مگر ہمیشہ ان کا پہلا کام یہی رہا کہ انھوں نے اپنی تعلیم و دعوت کا نمونہ ایک جماعت کی صورت میں پیش کیا۔ اور پھر یہ بنیاد جتنی محکم بن سکی، اُتنا ہی استحکام بعد کی تعمیرات کو بھی حاصل ہے۔ حضرت ابراہیم کی نسبت قرآن کریم نے تصریح کی ہے کہ:۔

لقد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم "والذین معہ" (۶۰-۴)

"بیشک تمھارے واسطے اتباع و پیروی کے لئے ایک بہترین نمونہ اور نصب العین ہے حضرت ابراہیم کی زندگی میں نیز "ان کے ساتھیوں" کی زندگی میں"۔

فرمایا کہ "والذین معہ" اور وہ لوگ جو ان کے ساتھی ہیں۔ یہی "معیت" ہے جو اعمال اصلاح و نبوت کی حامل و محافظ ہوتی ہے، اور اُس امانت اصلاح و دعوت کو دنیا میں پھیلانے کے لئے سنبھال لیتی ہے، جو انبیائے کرام لیکر دنیا میں آتے ہیں۔

حضرت نوح جب کشتی میں سوار ہوئے تو ستر آدمی ان کے ساتھ تھے۔ حضرت (موسیٰ) کا ساتھ ابتدا میں خود بنی اسرائیل میں سے بھی ایک تعداد قلیل نے دیا، حضرت مسیح نے اپنی تمام حیات دعوۃ میں بارہ آدمی پیدا کئے، لیکن فی الحقیقت یہی جماعتیں تھیں،

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جنھوں نے لاکھوں اور کروڑوں دلوں کو مسخر کیا، اور زمین کے بڑے بڑے حقلوں کو اپنی اصلاح و دعوت کے آگے سربسجود پایا۔

کیونکہ وہ دعوت و اصلاح کی جماعتیں تھیں، جو ان تعلیمات کا اپنے اعمال و افعال کے اندر نمونہ رکھتی تھیں۔ اور زبان کی پکار ضائع جا سکتی ہے، پر اعمال کی صدا کبھی جواب لیے بغیر نہیں رہتی!

پس اصلاح عالم کا یہ آخری ظہور جسنے دین الٰہی کو اسکے قدیمی نام "اسلام" کے ساتھ پیش کیا، یہ بھی دنیا میں اسی لیے آیا تھا تا ایک جماعت پیدا کرے، اور اس نے "جماعت" پیدا کی۔ یہی جماعت تھی جسکو خدا نے اپنے کاموں کیلئے چن لیا، اور اسکے دلوں کو اپنے جمال و صفات الٰہیہ کا مسکن بنایا۔ عشق الٰہی کی وہ آتش مقدس، جسکے لیے (نوح ؑ) نے لکڑیاں چنیں، جسکو (ابراہیم ؑ) خلیل نے اپنے دامن قربانی سے ہوا دی، جسکی چنگاریاں وادی ایمن کی تاریکی میں چمکیں، جسکے شعلوں کے لیے (مسیح ؑ) کی قربانی کے خون نے تیل کا کام دیا، اور جو بالآخر جبل (ابو قبیس) کے غاروں میں "سراجاً منیرا" بنکر بھڑکی، اسکے شعلوں سے اس جماعت الٰہی نے اپنے دلوں کی انگیٹھیوں کو روشن کر لیا تھا، اور یہ انگیٹھیاں گو تعداد میں قلیل، اور دنیا کی تاریکی وسیع و عالمگیر تھی، لیکن انہی سے دعوت و اصلاح کے وہ لاتعد و لاتحصیٰ چراغ روشن ہوئے، جن میں سے ایک ایک چراغ زمین کے بڑے بڑے رقبوں اور انسانوں کی بڑی بڑی آبادیوں میں آفتاب جہانتاب بنکر ظلمت ربائے عالم ہوا!

یہی وہ خدا کی روشنی تھی، جو اس کی جماعت میں سے ہو کر چمکی، اور جسکو خدا نے "نور اللہ" کے لقب سے یاد کیا:۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آسمان کی بادشاہت

میرا مقصود تاریخ دعوۃ اسلامیہ کی اُس اولین جماعت سے ہے، جس نے حضرت ابراہیمؑ خلیل کے ساتھیوں کی طرح، محمد رسول اللہ (علیہما الصلوۃ والسّلام) کا ساتھ دیا، اور اتباعِ اعمال نبوت کے ذریعہ، خود اپنے اندر خصائص و برکات نبوت پیدا کرلئے:۔

محمد رسول اللہ، والذین معہ اشداء علی الکفار، رحماء بینھم، تراھم رکعا سجدا، یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا، سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود (۴۸-۲۹)

محمد رسول اللہ، اور وہ لوگ جو اُسکے ساتھ ہیں۔ دشمنان حق کے مقابلے میں نہایت سخت مگر آپس میں نہایت رحم دل، ان کو تم ہمیشہ اللہ کے آگے عالم رکوع وسجود میں دیکھوگے کہ اللہ کے فضل اور اسکی خوشنودی کے طالب ہیں۔ ان کی پیشانیوں پر کثرت سجود کی وجہ سے نشان بن گئے ہیں!

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁
❁ ❁ ❁

یہی جماعت تھی، جسکے الٰہی کاروبار کو حضرت (مسیح) نے "آسمان کی بادشاہت" سے تعبیر کیا، کیونکہ فی الحقیقت وہ دنیا کو قوائے شیطانیہ کے تسلط سے نکالنے والی تھی، اور اسی کے اعمال حقہ کے ذریعہ دنیا میں خدا کا تخت عدل وصلاح بچھنے والا تھا۔ وہ ایک بیج تھا، جو بوتے وقت گو حقیر اور بہت چھوٹا تھا، پر بار آور ہونے کے بعد ایک درخت وسیع و تناور بننے والا تھا۔ اسی لئے (مسیح) نے اسکو اس تمثیل میں بیان کیا کہ:۔

"آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے کی مانند ہے، جسے ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت میں بویا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا ہے پر جب اُگتا ہے، تب سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا ہے، اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے اسکے ڈالیوں پر بسیرا لیتے ہیں!! (متی ۱۳-۳۱)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چنانچہ پچھلی آیہ میں اسی تمثیل کی طرف قرآن کریم نے بھی اشارہ کیا:۔

ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل (الخ) یہی جماعت ہے، جسکو توراۃ اور انجیل میں ایک کھیتی سے تمثیل دی ہے (الخ)

دیکھو! آسمان کی بادشاہت کا یہ بیج جو بویا گیا، فی الحقیقت کیسا حقیر تھا؟ ایک جماعۃ قلیل وحقیر، جسکو نہ سازو سامان دنیوی حاصل تھا، اور نہ کسی طرح کی دنیوی ریاست وعزت نہ اُسکے پاس آلات جنگ تھے، نہ کوئی مسلح فوج۔ چند فقرا وصعالیک تھے، جنھوں نے دعوۃ الٰہیہ کا ساتھ دیا، اللہ کی پکار کو سنکر اسکی تلاش میں نکلے، اور آسمان کے لئے زمین والوں سے اپنا رشتہ قطع کر دیا۔ ان کے پاس پر ہیبت جسم نہ تھے اور نہ خونخوار اسلحہ، مگر ان کے سینوں میں صداقت شعار دل تھے، اور انکے آنکھوں میں سچائی کے آنسو۔ انھوں نے تعلیم الٰہی کو اپنا دستور العمل بنایا۔ انھوں نے ہر اُس لفظ کو جو خدا کے مقدس پیغامبر کی زبان سے نکلا اپنے اعمال وافعال کے اندر محفوظ کر لیا۔ ان کی زبانیں خاموش تھیں مگر انکے اعمال گویا تھے، انھوں نے اُس "اُسوۂ حسنہ" کی زندگی کو اپنا نصب العین بنایا تھا۔ جو گو انسان تھا، مگر اپنے ہر فعل کے اندر ایک خدا نما جلوۂ الٰہی رکھتا تھا۔ وہ نہ صرف تعلیم، بلکہ ایک عملی نمونہ لیکر دُنیا میں بڑھے، اور آسمان کی پادشاہت کا وہ مقدس تخم، جسکی منادی شام کے مرغزاروں میں ہوئی تھی، حجاز کے ریگستانوں میں نشو ونما پانے لگا۔ تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ ایک سر سبز وتناور درخت نے اپنی ڈالیوں سے کرۂ ارضی کو چھپا لیا۔ ہوا کے پرندوں نے اسکی شاخوں میں نشیمن بنائے، اور زمین کی مخلوقات نے اسکے سائے میں پناہ لی:۔

اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء، تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا، ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون (۱۴- ع ۴)

وہ درخت کہ جڑ اسکی زمین کے اندر مضبوط اور بلند ٹہنیاں آسمان تک پہنچی ہوئیں ہیں۔ قوت الٰہیہ کی نشو فرمائی سے وہ ہر وقت کامیابی کا پھل لاتا رہتا ہے، اور یہ ایک مثال ہے جو اللہ بیان کرتا ہے، تا کہ لوگ سوچیں اور غور کریں!!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تلاش مکان یا تلاش مکین ؟

یاد رکھو، وہ خدا جو مکان و زمان سے منزہ ہے، جب دنیا میں آتا ہے، تو اپنے بسنے کے لئے گھر چاہتا ہے۔ زمین کی شاندار آبادیاں، پہاڑوں کی سربفلک چوٹیاں، سمندروں کی ناپیدا کنار موجیں، صحراؤں کے وسیع میدان؛ یہ سب اسکے لئے بیکار ہیں، پادشاہوں کے تخت ہیبت و اجلال، لعل و جواہر سے لبریز خزانے، بڑے بڑے گنبدوں اور ستونوں کے عظیم الہیئۃ ایوان و محل، اسکا گھر نہیں بن سکتے۔ تم اُسکے لئے ایک گھر پیدا کرو، جو اسکے جمال قدس کا نشیمن، اور اسکے حُسن ازلی کا کاشانہ بن سکے۔ تم جو اُس کی جستجو میں نکلنا چاہتے ہو، بہتر ہے کہ پہلی اپنی جستجو میں نکلو۔ تم، کہ اُس کے نہ ملنے کی شاکی ہو، چاہئے کہ پہلے اپنی گم گشتگی پر ماتم کرو! اسکے حریم محبّت کا دروازہ ہمیشہ سے بے حجاب ہے۔ اسکے کاشانۂ وصال کے باب عشق نواز پر کوئی پاسبان نہیں۔ وہ تو ہر آن و ہر لمحہ اپنے متلاشیوں کا منتظر ہے، لیکن ساری محرومی اس میں ہے کہ تمھارے پاس کوئی مکان ہی نہیں، جو اسکے قدوم محبت کا مکین بن سکے۔

ہر چہ ہست از قامت ناساز و بے اندام ماست
ورنہ تشریف تو بر بالائے کس دشوار نیست

اسکے بسنے کے لیۓ چاندی اور سونے کا محل، اور صندل و آبنوس کا تخت مطلوب نہیں ہے جسمیں لعل و الماس کے ٹکڑے جڑے ہوں۔ وہ اُن دلوں کا طالب ہے، جن میں اسکے درد محبّت کے زخموں سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہوں، اسکے لئے فقیروں اور خاک نشینوں کی ایک ایسی جماعت چاہئے، جنکے دل ٹوٹے ہوئے، جنکے جگر جلے ہوئے جنکی آنکھیں خونبار ہوں۔ یہی ٹوٹے پھوٹے کھنڈر اسکے رہنے کے لئے ایوان و محل ہیں، اور یہی اُجڑی ہوئی بستیاں ہیں، جنکو اُس نے اپنی آبادی کے لئے چُن لیا ہے۔ وہ کہ آبادیوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی رونق، صحراؤں کی فضا، پہاڑوں کی بلندی، ملکوت السماوات کی بوقلمونی، اُسے اپنی طرف متوجہ نہ کرسکی، دل کی اُجڑی ہوئی بستیوں اور ٹوٹی پھوٹی دیواروں کو اپنا کاشانۂ وصال بناتا ہے اور اس گھر کے سوا اور کوئی جگہ اُسے پسند نہیں۔ لا وسعنی ارضی ولا سمائی، ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن۔ وایضاً قال:- انا عند المنکسرۃ قلوبھم!!

انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان، انہ کان ظلوماً جھولاً!!

ہم نے اپنی امانت آسمانوں، اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی لیکن سب نے اس کے اُٹھانے سے انکار کر دیا اور اُس بارِ گراں کے متحمل نہ ہو سکے۔ لیکن انسان آگے بڑھا اور اُسے بلا تامل اُٹھا لیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ اپنے اوپر سخت ظلم کرنے والا اور سرگشتۂ نادانی ہے۔

وقال مولی الجامی قدس اللہ سرہ السامی

غیر انساں کس نکردہ قبول ... زانکہ انساں ظلوم بود و جہول

ظلم او آنکہ ہستی خود را ... ساخت فانی بقائے سرمد را

جہل او آنکہ ہر چہ جز حق بود ... صورت آں ز لوح دل بہ زدود

نیک ظلمے کہ عین معدلت است ... نغز جہلے کہ مغز معرفت است

فلو لم یکن للانسان قوۃ ھذہ الظلومیۃ والجھولیۃ، لما حمل تلک الامانۃ العظیمۃ الالھیۃ!!

پس اُس قدوس قدیم کا دنیا میں کوئی گھر ہو سکتا ہے، تو وہ صرف اُن انسانوں کے دلوں ہی کا آشیانۂ محبت ہے، جنھوں نے اس گھر کو اسکے بسنے کے لئے پہلے ہی سے سنوار رکھا ہے، اور اسکی آرایش و تزئین سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ دنیا کے گھروں کی طرح اس گھر کی آرایش کے لئے، تو حریر و اطلس کے پردوں کی ضرورت ہے، نہ دیبا و قاقم کے فرش و

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قالین کی۔ اُسکی آرائش کے لئے صرف ایک ہی چیز مطلوب ہے، یعنی زخم محبت کی خونبانہ فشانی، جسکے چھاپوں سے اسکی دیواریں ہمیشہ گلزار ہیں

جز محبت ہرچہ بردم ، سود در محشر نداشت
دین و دانش عرضہ کردم ، کس بہ چیزے بر نداشت

(شبلی) را در خواب دیدند و پرسیدند:۔ کیف وجدات سوق الاٰخرۃ؟ بازار آخرت را چہ طور یافتی؟ گفت بازاریست کہ رونق ندارد در یں بازار مگر جگر ہائے سوختہ، و دلہائے شکستہ ، آہ ہائے سوزاں، وچشم ہائے خوں افشاں! سوختہ را مرہم نہند، شکستہ را باز بندند، وچشم ہائے خونچکاں را از سرمۂ نظارہ تجلی و منور سازند!

دلِ شکستہ دراں کوے می کنند درست
چنانکہ خود نشناسی کہ از کجا بشکست!

پس اگر تم اسکے طالب ہو تو ایک جماعت پیدا کرو ، تا اسکی جلال و قدوسیت کا وہ آشیانہ بنے۔ اگر تمھارے پاس گھر نہیں ہے، تو بسنے والے کی تلاش میں کیوں سرگرداں ہو؟ مکین سے پہلے چاہئے کہ مکان کی فکر کرلو!

اعمال الٰہیہ

دنیا کے اندر تبدیلی پیدا کرنا آسان نہیں ہے۔ تم کسی گھر کی ایک دیوار یا کھڑکی بدلنی چاہتے ہو تو اسکے لئے کیا کیا سروسامان کرنے پڑتے ہیں؟ پھر جو لوگ سطح ارضی کے بڑے بڑے رقبوں اور انسانوں کی عظیم الشان آبادیوں کے اعمال و معتقدات کو بدل دینا چاہتے ہیں، اُن کو سوچنا چاہئے کہ ان کا مقصد کس درجہ مشکل اور کٹھن ہے؟

دنیا میں مادی انقلابات ہمیشہ سلطنتوں کے تغیرات اور خونریز جنگوں کے ظہور سے ہوتے رہتے ہیں، لیکن غور کرو کہ اُن میں کا ہر چھوٹا سے چھوٹا انقلاب بھی کیسی گراں قدر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قیمت رکھتا ہے؟ قرنوں کی قرنیں فکر وتدابیر میں گذر جاتی ہیں۔ خزانوں کے خزانے لُٹا دیئے جاتے ہیں۔ کروڑوں گینیوں کے قرض لئے جاتے ہیں۔ پھر فوجوں کے سمندر طوفان میں آتے ہیں، قیمتی سے قیمتی لات واسلحہ کروڑوں کی تعداد میں تقسیم کئے جاتے ہیں، بیشمار انسانوں کی قربانیاں تڑپتی، اور خون کی ندیاں بہتی ہیں، عورتیں بیوہ، بچے یتیم، والدین زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہو رہتا ہے، جب کہیں جاکر ایک چھوٹا سا ملکی انقلاب تکمیل کو پہنچتا ہے!!

پھر وہ بھی یقینی نہیں کہ ہزارہا کوششیں رائگاں اور صدیوں کی امیدیں پامال بھی ہو جاتی ہیں۔

جب دنیا کے اُن مادی انقلابات کا یہ حال ہے جو صرف انسانی حکومت کے تخت، اور انسانی نسلوں کی آبادیوں کو متغیر کرنا چاہتے ہیں، تو پھر اس روحانی اور قلبی انقلاب کو سوچو، جو زمین کی سطح اور انسان کے جسموں کو نہیں بلکہ روحوں اور دلوں کی اقلیموں کو پلٹ دینا چاہتے ہیں، اور کروڑوں انسانوں کے اعمال وخصائل کے اندر تبدیلی کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ ان انقلابات کے لئے کیا محض انسانی قوت وتدبیر، اور محض اخلاق ومذہب کے چند رسمی اصولوں کو پکار دینا ہی کافی ہو سکتا ہے؟

تم ایک مرتبہ خود اپنے ہی نفس کو آزما دیکھو، جس پر تمہارے ارادے کو پوری قدرت ہے کیا ایک چھوٹی سے چھوٹی تبدیلی بھی اپنے نفس واعمال کے اندر بآسانی پیدا کر سکتے ہو؟ پھر جب تم ایک نفس کی تبدیلی پر، جو خود تمہارے اختیار میں ہے، قادر نہیں، تو اُن کروڑوں دلوں کو کیونکر بدل دے سکتے ہو، جن پر تمہارا اختیار نہیں، بلکہ صدیوں کے پرورش یافتہ ومحکم اعتقادات واعمال کی حکومت قاہرہ، اور نفس کا تسلط جابرہ قائم ہے؟

اصل یہ ہے کہ انسان جسم کو پارہ پارہ کر دیسکتا ہے پر دلوں کو نہیں بدل سکتا۔ زمین کی خشکی وتری کا نقشہ ممکن ہے کہ وہ بدل دے، لیکن قلب وروح کا ایک گوشہ بھی اس کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پھیرنے سے نہیں پھر سکتا۔ وہ تعلیم دے سکتا ہے اور اصلاح! اصلاح پکار بھی سکتا ہے، لیکن نہ تو فتح مندی کا بیج اسکے دامن میں ہے، اور نہ بارآور کرنے والی نشوونما اسکے قبضے میں۔ یہ صرف اسی قدیر و حکیم کے دست قدرت کا کام ہے، جو مقلب القلوب اور محول الاحوال ہے، اور جو ہمیشہ اپنے کاروبار قدرت کی نیرنگیاں دکھلاتا اور اپنی عجائب فرمائی پر حیرانی و تحیر کی بخشش کرتا ہے!

پس اگر تم کہ انسان ہو، انسانوں کو بدلنا، اور ارواح و قلوب کے عوالم روحانیہ کو منقلب کر دینا چاہتے ہو، تو یاد رکھو کہ جبتک تم انسان ہو، ایسا نہیں کر سکتے، کیونکہ انسانوں کو اسکی قدرت نہیں دی گئی۔ البتہ اگر تم اپنے اندر قوت الٰہی پیدا کر لو، اگر اپنی جماعت کے اندر اس کارفرمائے حقیقی کا ایک گھر بنالو۔ تمھاری صداؤں کی جگہ تمھارے اندر سے اُسکی آواز نکلنے لگے۔ تمھاری آنکھوں کے حلقوں سے تمھاری نظروں کی جگہ اُس کی نگاہیں کام کرنے لگیں، تمھارے اعمال و افعال، یکسر اُسکے صفات و افعال ہو جائیں۔ یعنی از فرق تا بقدم اپنے تمام اعمال و خصائل میں ایک پیکر اخلاق الٰہی بن جاؤ، تو پھر تمھارے کام، خود تمھارے کام نہونگے، جنکے لئے انتظار، حسرت، اور ناکامی ہو، بلکہ یکسر اس قادر و مقتدر کے کاروبار ہونگے، جسکا دامن عزو کبریائی اس سے بہت اقدس و منزہ ہے کہ آلودہ ناکامی و ملوث حسرت و افسوس ہو۔

پھر جب وہ کہ سب کا مالک ہے، تم میں ہوگا، تو تم کو بھی اُسکے ملک کی ہر شے پر قدرت ہو جائیگی۔ کیونکہ تمھاری قدرت درحقیقت اُسی کی قدرت ہوگی۔ تمھاری صدائے دعوت ایک سیلاب انقلاب ہوگی جسکو دنیا کی کوئی طاقت نہ روک سکیگی۔ تمھاری زبان سے جو کچھ نکلیگا، وہ دلوں اور روحوں پر نقش ہو جائیگا اور پھر نہ زمین کا پانی اُسے دھو سکیگا اور نہ آسمان کی بارش اُسے محو کر سکے گی۔ تمھاری تعلیم بیج اور پھل، دونوں اپنے ساتھ لائیگی، اور تم گو چپ رہوگے، لیکن تمھاری خاموشی کی ایک ایک صدائے عمل پکڑ دوڑ دلوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہستیاں اپنے دلوں کو ہتھیلیوں پر رکھکر پیش کش کرینگی۔ تمھاری آنکھوں سے شعلۂ الٰہی کے جب شرارے نکلینگے تو دنیا میں کس کی آنکھ ہوگی، جو اس سے دوچار ہو سکے؟ تمھاری زبانوں سے جب لسانِ الٰہی کی صدائے دعوت اُٹھے گی، تو خدا کی آواز کو سُنکر اسکی کون مخلوق ہے جو لبّیک نہ کہے گی؟

تم جس طرف سر اُٹھاؤگے، دلوں کو سربسجود اور روحوں کو معترف عجز و نیاز پاؤگے اور خدا کا قاہر و مقتدر ہاتھ تم میں سے ظاہر ہو کر ملکوں اور قوموں کو منقلب کر دیگا!

تم ایک عالم کو بدلنا چاہتے ہو۔ تمھارے سامنے صدیوں کی ایک محکم عمارت ہے۔ تم چاہتے ہو کہ اُسے یکسر ڈھا دو اور اُس کی جگہ ایک نیا محل تعمیر کرو۔ لیکن اسکے لیے تمھارے دست و بازو کی قوت تو کافی نہیں۔ جب تک تمھارے ہاتھ کے اندر سے اللہ کا ہاتھ نمایاں نہوگا، اس ردّ و قبول اور ہدم و بنا سے عہدہ برآ نہو سکوگے۔

تشریح مزید

حکیم و جاہل اور فرزانہ و ہوشیار میں مرئیات و مشاہدات کا فرق نہیں ہے بلکہ صرف چشمِ نظارہ اور دلِ فکر فرما کا۔ تم نے کبھی اسپر بھی غور کیا ہے کہ یہ کیا بوالعجبی ہے کہ پاک تعلیمات کا اثر اور مقدس صداؤں کی تاثیر ہم میں سے مفقود ہو گئی ہے؟ یہ کیوں ہے کہ بہتر سے بہتر ارادے ہمارے ذہنوں میں، اعلیٰ سے اعلیٰ خیالات ہماری فکروں میں، اور پاک سے پاک تعلیمات ہماری زبانوں پر ہیں، مگر نہ تو ارادوں میں قبولیت ہے، نہ خیالات میں فعالیت، اور نہ تعلیمات میں اثر۔ جس دنیا کے بڑے بڑے وسیع ٹکڑوں کو صرف ایک زبان کی دعوت نے مضطرب و سیماب وار کر دیا تھا، آج اسی دنیا میں بڑی بڑی جماعتوں کی صدہا صدائیں ایک نفسِ واحد کی غفلت جامد و ساکن میں حرکت پیدا نہیں کر سکتیں یہی اسلام کی صدائے دعوت اور یہی اسکی کتاب ہدایت کی صدائے اصلاح اُسوقت

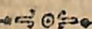
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھی تھی، جبکہ اسکے ایک ایک داعی نے ایک ایک اقلیم کو مسخر اثر کرلیا تھا، اور یہی اب بھی ہے کہ خود اپنے دلوں ہی میں تپش محسوس نہیں ہوتی، دوسروں کی انگیٹھیاں اُس سے خاک روشن ہونگی!

ایک ہی علۃ سے دو مختلف نتیجے پیدا نہیں ہو سکتے۔

اصل یہ ہے کہ دنیا کا سر انقلاب و تغیر ہمیشہ صدائے عمل کے آگے جھکا ہے، نہ کہ صدائے قول کے سامنے حقیقی شے ہر تعلیم کیلئے "نمونہ" ہے، اور جب تک مصلح اپنے اندر اپنی اصلاح کا نمونہ نہیں رکھے گا، اسکی تعلیم دلوں کی قبولیت اور روحوں کی اطاعت سے محروم رہیگی۔ آگ جب جلتی ہے تو سب سے پہلے جلانے والے کو گرم کرتی ہے۔ اگر تمہارے پاس آگ موجود ہے تو سب سے پہلے اپنے آپ کو سوز و تپش میں دکھلاؤ۔ پھر دوسروں کو گرمی وحرارت کی دعوت دینا۔ اگر خود تمھارے اندر آگ موجود ہے تو اس مجمر سوزاں کو جہاں کہیں بھی رکھوگے، خود بخود ہر طرف گرمی پھیل جائیگی۔ کیونکہ گرمی آگ کے شعلوں سے نکلتی ہے برف کی سل سے پیدا نہیں ہوسکتی!

اسلام نے ایک جماعت صحابۂ کرام کی پیدا کردی تھی، جو اس تعلیم کا ایک صحیح ترین عملی نمونہ اپنے اندر رکھتی تھی، اور ان میں کا ہر فرد اُس اسوۂ حسنہ کی قوت سے ایک ایک اقلیم کی تسخیر اپنے قبضۂ اقتدار میں رکھتا تھا۔ ان کے اعمال کے اندر تعلیمات الٰہیہ کی مقدس انگیٹھی شعلہ فروز تھی، اسلئے وہ جہاں جاتے تھے، ایک آتش کدہ اثر اپنے اندر لے جاتے تھے۔



التائبون العابدون الحامدون	وہ، جو توبہ کرنے والے ہیں، اللہ کے عبادت گذار ہیں
السائحون الراکعون الساجدون	اسکی حمد و ثنا ہمیشہ ورد زباں رکھتے ہیں، اسکی راہ
الآمرون بالمعروف والناھون	میں اپنے گھروں کو چھوڑکر سفر کرتے ہیں، اسکے آگے
عن المنکر والحافظون لحدود اللہ،	رکوع و سجود میں مشغول رہتے ہیں، نیک کاموں کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وبشر المؤمنین۔ (۹-۱۱۳) حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکنے والے ہیں، اور سب سے آخر یہ کہ اللہ نے جو حدود قائم کردئے ہیں، اُن سب کے محافظ ہیں، تو ایسے مؤمنوں کو دین و دنیا کی فتح یابیوں کی خوش خبری سُنادو!!

غیر من در پس ایں پردہ سخن سازے ہست | ما زدر دل نتواں داشت کہ غمازے ہست
زخم کاریست، صراحی و قدح بر چینید | نیم لبسمل شدۂ بر سر پروازے ہست
بابلاں روز گلستاں بہ شبستاں آرند | کہ دریں کنج قفس زمزمہ پردازے ہست
عشق بازیم بہ معشوق مزاجی انداخت | زاں نیازیم کہ با اوست بخود نازے ہست
گو کہ ایں صف شکناں قصد ضعیفاں نکنند | کہ دریں قافلہ گاہے قدر اندازے ہست
تو مپندار کہ ایں قصہ بخود می‌گویم | گوش نزدیک لبم آر کہ آوازے ہست

دے نظیرے نرسیدست کہ امروز رود
صبحتے را بود انجام کہ آغازے ہست

ظهر الفساد فی البر والبحر

آج دنیا پھر تاریک ہے۔ وہ روشنی کے لئے پھر تشنہ ہے، وہ پھر سوگئی ہے جس سے بار بار اُسے جگایا گیا تھا، اور پھر اُسے بھول گئی ہے جسکی تلاش میں بار بار نکلی تھی۔ اسکا وہ پرانا دُکھ جسکے علاج کے لئے خدا کے رسولوں نے آہ وزاری کی، اور جسکو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا، آج پھر تازہ ہوگیا ہے۔

جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی تھی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا تھا، ویسی ہی تاریکی آج تہذیب و تمدن کے نام سے پھیل رہی ہے جبکہ اسلام اپنی غربت اولیٰ میں مبتلا ہے، اگر اُس زمانے میں دنیا کی سب سے بڑی تاریکی بت پرستی تھی تو اسکی جگہ آج ہر طرف نفس پرستی چھاگئی ہے۔ پہلے انسان پتھر کے بتوں کو پوجتا تھا۔ اب خود اپنے تئیں پوجتا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خدا کی پرستش اس وقت بھی نہ تھی اور اُسکے پوجنے والے آج بھی نہیں ہیں!

دنیا کی وہ کونسی پرانی بیماری ہے جو آج پھر عود نہیں کر آئی ہے؟ جبکہ وہ بیمار تھی تو کیا اُس کی حالت ایسی ہی نہ تھی جیسی کہ آج ہے؟ پہلے وہ پتھر کی چٹان پر بیماری کی کروٹیں بدلتی ہوگی، اب چاندی اور سونے کے پلنگ پر لیٹ کر کراہتی ہے، لیکن بیمار کے بستر کے بدل جانے سے بیمار کی حالت نہیں بدل سکتی۔

جنسی اور نسلی تعصبات گھڑ دوڑ طاقتور انسانوں کو اپنا اسلحہ بنائے ہوئے ہیں۔ ضعف اور کمزوری سے بڑھ کر قوموں اور ملکوں کے لیئے کوئی جرم نہیں۔ ہر قوم جو طاقت رکھتی ہے، خدا کی تمام دنیا کو صرف اپنے ہی لیئے سمجھتی ہے اور اسکے کمزور بندوں کے لیئے عدالت کے ایک جج کی طرح موت کا فتویٰ صادر کرنے میں بالکل بے باک ہے۔ حق اور عدالت کے الفاظ لفظاً جسقدر زیادہ دُہرائے جا رہے ہیں، معناً اتنے ہی متروک ہو گئے ہیں اور نوع انسانی کی مساوات و امنیت کی حقیقت، قوت کے زور اور طاقت کے ادعا سے پامال ہے!

انسان لہو و لعب حیات اور غرور زخارف دنیوی کے نشے سے شاید ہی کبھی اس درجہ بد مست ہوا ہوگا، جیسا کہ اس وقت ہو رہا ہے۔ اسکی معصیت پرستی قدیمی ہے اور شیطان اُسی وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہ انسان ہے تاہم معصیت کی حکومت اتنی جابر و قاہر کبھی بھی نہ ہوئی تھی، اور شیطان کا تخت اس عظمت و دبدبے سے کبھی بھی زمین کی سطح پر نہیں بچھایا گیا تھا جیسا کہ اب قائم و مسلط ہے۔

یہ سب کچھ جہالت کے سایہ میں نہیں ہو رہا بلکہ علم و مدنیت کے گھمنڈ میں۔ بیماری وہی ہے جسنے خاک دگر د پر دنیا کو لوٹایا تھا، البتہ اب وہ سنہری پلنگ پر لیٹ گئی ہے اور موتیوں کی مسہری کے پردے چار طرف گرا دئے گئے ہیں۔

ایسا ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ چشمہ خشک ہو گیا ہے اور وہ نالیاں مٹی سے بھر گئی ہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جنکی آبپاشی سے خداپرستی کا چمن شاداب رہتا تھا۔ دنیا کی ہر چیز نمک سے نمکین بنائی جاتی ہے، پر اگر نمک کا مزہ پھیکا ہو جائے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائے گا؟ (متی - ۵ - ۱۳)

جو قوم تمام دنیا کی اصلاح کے لئے آئی تھی، اگر وہ خود ہی اصلاح کی محتاج ہو جائے تو پھر کون ہے جو دنیا کی اصلاح کریگا؟ خدا ہمیشہ اس کام کے لئے اپنی جماعت دنیا میں بھیجتا ہے اور خدا نے مسلمانوں ہی کو حزب اللہ یعنی اپنی جماعت قرار دیا تھا۔ پھر اگر وہی حزب الشیاطین کا ساتھ دینے لگیں تو اللہ کے پاس جانے والے کن کو ڈھونڈھیں؟

پس آج وقت آگیا ہے کہ اسلام پھر ایک مرتبہ اپنے اُس فرض کو دُہرائے جو وہ ایک بار انجام دیچکا ہے، اور مسلمان اپنی اصلاح خود اپنے لئے نہیں، بلکہ دوسروں کے لئے کریں، تاکہ اُن کی درستگی سے تمام عالم درست ہو، اور چشمے کی روانی سے تمام کھیت سرسبز ہو جائے۔

اسلام کا مشن ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔ دنیا جسقدر اسکی تعلیم کی اُس وقت محتاج تھی، جبکہ چھٹی صدی عیسوی میں اُس نے جزیرہ نمائے عرب سے اپنی صورت دکھلائی تھی، اس سے کہیں زیادہ آج بھی اُسکے کاموں کی محتاج ہے۔ اسکو اپنے امن و نظام کیلئے، اپنی عدالت و صداقت کے قیام کے لئے، اپنی سفاکیوں اور بے رحمیوں کے ازالے کیلئے، اپنی صلح عام اور امنیت عمومی کے ظہور کے لئے، اصلاح النسانیت اور استیصال سبعیت و بہیمیت کے لئے، اور سب سے آخر یہ کہ خدا کے ٹوٹے ہوئے رشتے کو پھر جوڑنے کیلئے صرف اسلام ہی کی ضرورت ہے اور صرف اسلام کی۔ اسلام کے فرزند خود اسلام سے بے نیاز ہو گئے ہوں مگر دنیا ابھی بے نیاز نہیں ہو سکتی!

امّۃً وسطا

لیکن جو آتشدان خود آگ سے خالی ہوگا، وہ کمرے کو گرم نہیں کر سکتا۔ اسکے لئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ضروری ہے کہ مسلمان سب سے پہلے خود اپنے اندر تبدیلی کریں۔ کیونکہ انکی تبدیلی پر تمام عالم کی تبدیلی موقوف ہے۔

اسکے لیئے رسمی انجمنوں کا قائم کرنا بیکار ہوگا اور روپیہ کی فراہمی سے دلوں کی جمعیت ممکن نہیں۔ اسکے لیئے وہ تمام طریقے بھی بیکار ہونگے، جن کا بلند سے بلند نمونہ آجکل کے کام پیش کر سکتے ہیں۔ عمدہ مقاصد کے اعلان سے عمدہ نتائج نہیں حاصل ہو جاتے اگر صرف مفید تعلیمات و مواعظ کا دُہرا دینا ہی کسی قوم میں تبدیلی پیدا کر سکتا ہے تو یہ پیشتر ہی سے اسقدر موجود ہے کہ اب اسکے لیئے کسی نئی جماعت کی ضرورت نہیں اصول معلوم ہیں اور تعلیمات چھپے ہوئے راز نہیں ہیں۔ ضرورت صرف اسکی ہے کہ انہی اصولوں اور تعلیموں کے ماتحت اعمال و افعال کے اندر تبدیلی پیدا ہو۔

اِذھبُوا فتحسّسُوا

اسکا وسیلہ ایک ہی ہے جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے۔ یعنی ضرورت ہے کہ جس کو دنیا نے ہمیشہ ڈھونڈھا ہے، اسی کی تلاش و جستجو میں آج پھر نکلے، جس پانی کے لیئے وہ ہمیشہ پیاسی ہوئی ہے اسی کے لیئے پھر آوارہ گردی کرے، جس مقصود کی تڑپ میں ہمیشہ مضطر رہی ہے، اسی کو پھر پکارے۔ یعنی عشاق الٰہی کی ایک ایسی جماعت اکٹھی ہو، جو صرف خدا کے لیئے ہو اور انسانوں میں رہ کر اپنے تئیں انسانوں سے الگ کرلے کہ:۔

ترک ہمہ گیر و آشنائے ہمہ باش!

باوجود اعلان ختم سخن، ۱۹ ذی الحجہ کی اشاعت میں میں نے صحبتوں کی بہت سی باتیں دُہرائیں اور بہت سی نئی باتیں بھی کہیں۔ یہ اسلیئے تھا، تاکہ اس نقطہ کار کو بھار ذہن نشین کرسکوں کہ جب تک اصلاح عالم کے ان الٰہی سلسلوں کے ماتحت ہم ایک جماعت پیدا نہ کرینگے، جو دنیا میں ہمیشہ تاریکیوں اور گمراہیوں کے انتہائی دوروں میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ظاہر ہوئے ہیں، اور جب تک ہماری کوششیں انسانی جماعتوں اور انجمن آرائیوں کی جگہ خدا کے رسولوں اور نبیوں کے اعمال سے نسبت پیدا نہ کریں گی، اُس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ نہ ہمارا وجود خود اپنے لئے مفید ہو سکتا ہے، نہ دنیا کے لیئے۔

اب غور کرو کہ پچھلی صحبتوں میں میں کن کن امور کی طرف اشارہ کر چکا ہوں؟ میں نے کہا کہ دنیا نے اپنے ہر اصلاح و دعوت کے دور میں ایک ہی مقصود کو ڈھونڈھا ہے، پس میں کہتا ہوں کہ آج بھی اُسی کو ڈھونڈھو۔ میں نے کہا کہ اس تلاش و جستجو کی آخری پکار وہ تھی جو داعی اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے دنیا کی آخری فراموشی و غفلت کے وقت بلند کی، پس میں کہتا ہوں کہ آج بھی اُسی صدا کو بلند کرو۔ میں نے کہا کہ اصلاح و دعوت کی پہلی بنیاد جماعت اور اسکا عملی نمونہ ہے، پس میں کہتا ہوں کہ آج بھی "جماعت" اور "نمونہ" کے سوا کوئی شے مطلوب نہیں۔ میں نے کہا کہ اسلام نے صحابۂ کرام کی ایک جماعت پیدا کی جنکا ہر فرد اپنے اندر دعوت اسلامی کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا اور وہی نمونہ تھا جسکا ایک ہی نظارہ ملکوں اور اقلیموں کی فتح و تسخیر کے لئے کافی تھا، پس میں آج بھی اُن سب سے جو دل در آنکھ رکھتے ہیں اور جنکی آنکھیں اشکبار رہنا اور جنکے دل خونچکاں ہونا جانتے ہیں، عاجزی کرکے گڑگڑا کے یہی کہتا ہوں کہ اپنے اندر نمونہ پیدا کرو۔

ہاں میں نے کہا تھا کہ انسانی دلوں کی تبدیلی، انسانی صداؤں سے نہیں ہو سکتی، اسکے لئے ضرورت ہے کہ اپنی زبان کے اندر سے خدا کی آواز بلند کرو۔ لیکن خدا کو تم کیونکر پاؤ گے جبکہ اُس قدوس و قدیم کے لئے تمہارے پاس گھر ہی نہیں ہے؟ اُس محبوب و مطلوب کو کہاں بٹھاؤ گے، جبکہ تمہارے پہلو میں اسکے بسنے کے لئے کوئی اجڑا ہوا دل ہی نہیں ہے؟

معمورۂ دلے اگرت ہست، باز گوئے کیں جا سخن بہ ملک فریدوں نمی رود

اسکے قدوم حسن سے صرف وہی دل رونق پا سکتے ہیں جو اسکی محبت میں ویران ہو چکے ہیں مگر محبت کا اولین ثبوت محبوب کی اطاعت اور خود فروشانہ بندگی ہے:۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ان المحب لمن یحب یطیع !

حزبُ اللہ

پس اُن تمام راستباز روحوں کے لئے جو دین الٰہی کی غربت پر کڑھتی اور روتی ہیں ، اُن تمام مؤمن و مسلم دلوں کے لئے جو حق کی مظلومی اور امنیت و عدالت کی بے بسی کو دیکھکر غمگین ہیں ، اور اُن تمام خدا پرست انسانوں کے لئے جو اپنے خدا کو چھوڑنا اور اُس سے اپنا رشتہ منقطع کرنا نہیں چاہتے ؛ " حزب اللہ " کی دعوت ایک پیام الٰہی ہے ، جو خدا کے برگزیدہ رسولوں اور انکے متبعین و رفقا کے سلسلوں کے ماتحت چاہتی ہے کہ راستبازی اور صادق العملی کے ساتھ ، مؤمنین مخلصین اور مسلمین قانتین کی ایک جماعت پیدا ہو ، جو اپنے تئیں " حزب اللہ " یعنی مؤمنین صادقین کہلانے کی اہل و مستحق ثابت کرے ۔ اگر ایسا ہوا تو پھر خدا اُسے اپنے کاموں کے لئے اُسی طرح چن لیگا ، جیسا کہ ہمیشہ اُس نے چنا ہے ، اور اُسے وہ نسبت نبوت و صدیقیت حاصل ہو جائیگی جو مامورین الٰہی کے متبعین کو فنا ، اتباع و اطاعت کے وسیلہ سے حاصل ہوتی ہے ، اور جسکو لسان الٰہی نے مقام " معیت " سے تعبیر کیا ہے ۔ جیسا کہ قرآن میں جا بجا کہا گیا :۔

(۱) محمد رسول اللہ ، والذین " معہ "

(۲) قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین " معہ "

(۳) من یطع اللہ والرسول ، فاولئک " مع " الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین ، وحسن اولئک رفیقا ۔

(۴) کونوا " مع " الصادقین

پس جیسا کہ تیسری آیت سے ظاہر ہے ، جو لوگ جماعۃ (الذین انعم اللہ علیھم) کی اطاعت و متابعت کے ذریعہ انبیا و شہداء اور صدیقین و صالحین کے مقامات الٰہیہ سے منسوب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"معیت" حاصل کرینگے، وہ اُن تمام انوار الٰہیہ اور برکات ربانیہ کا مورد و مہبط ہونگے، جو انبیاؤ صدیقین کے لئے مخصوص ہیں، اور منجملہ اُن برکات نبوت کے ایک بہت بڑی برکت دعوت و اصلاح کی فتح مندی اور تغیرات ممالک وامم ہے۔

امتوں کی اصلاح کرنا، خدا سے اسکے غافل بندوں کو ملا دینا، اعتقاد و اعمال کے عالم کو یکسر پلٹ دینا، نئی قوموں اور نئی جماعتوں کو پیدا کر دینا، پھر نتیجہ کی ناکامی سے بے خطر، اور تمام قوائے مادیہ و دنیویہ کے حملوں سے بے پروا رہنا، اور اسی طرح کی وہ تمام باتیں جو دلوں اور روحوں کی سرزمینوں میں انقلاب و تغیر پیدا کر دیتی ہیں، وہ سب کے سب صرف خدا کے رسولوں اور اسکے بھیجے ہوئے ربانی مصلحین ہی کے کام ہیں۔ محض انسانی دماغ سے اُٹھے ہوئے جوش اور انسان کے گڑھے ہوئے چند جماعتی ڈھکوسلے خدا کے ان کاموں کو انجام نہیں دیسکتے۔ اگر ایسا ہو تو دنیا سے امان اُٹھ جائے اور ہر انسان دلوں کا مالک اور ہر ارادہ قوموں کا التسخیر کنندہ بن جائے۔

شروط کار

لیکن ایسا ہونے کے لئے ضرور ہے کہ کامل خلوص اور سچی قربانی کے ساتھ خدا کے چند مخلص بندے اسکے نام پر اپنے تئیں عام لوگوں سے الگ کرلیں، اور خدا اور اسکے سچے مؤمنوں میں عہد و میثاق اسلام کی ایک مرتبہ پھر تجدید ہو جائے۔ وہ گو ابھی عمل میں ناقص ہوں لیکن ضرور ہے کہ تلاش و تشنگی میں پکے ہوں، اور گو اسکی راہ میں غم نہ اُٹھا سکے ہوں پر اسکی یاد میں ضرور غمگین ہوں۔ کچھ ضرور نہیں کہ اُن کی تعداد زیادہ ہو کیونکہ دنیا میں تعداد نہیں بلکہ ہمیشہ تنہا صداقت کام کرتی ہے، اور ایک ہی سچے موتی کا ہار میں ہونا اس سے بہتر ہے کہ کانچ کے چمکیلے ٹکڑوں کا پورا ہار بنا یا جائے۔ یہ بھی ضرور نہیں کہ وہ جاہ و حشمت کے مالک اور بڑے بڑے مکانوں میں رہنے والے اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قیمتی پوشاکوں سے حسین وشاندار ہوں۔ کیونکہ صداقت کا گھر ہمیشہ سے خاک وگرد ہی میں رہا ہے اور جہاں ویران دل مطلوب ہوں، وہاں آباد و پر رونق جسموں کی ضرورت نہیں۔

ہاں وہ جماعت خواہ تعداد میں کتنی ہی قلیل واقل، اور عزت وشوکت دنیوی کے اعتبار سے کیسی ہی ذلیل وازل ہو، پر ضرور ہے کہ اسکا ظاہر جتنا حقیر ہو، اتنا ہی اس کا باطن عزیز وجلیل ہو۔ اسکے چہرے گرد فلاکت سے سیاہ، پر دل نور صداقت وحق پرستی سے تابندہ ودرخشاں ہوں۔ اسکے جسم پر پھٹے ہوئے کپڑے ہوں مگر دوش ہمت پر تاج و تخت حکومت کی مکلل چادروں سے بھی بڑھ کر قیمتی ردائیں پڑی ہوں۔ وہ پہاڑوں کی چٹانوں سے بڑھ کر محکم ارادہ، اور لوہے کے ستونوں سے زیادہ مضبوط ہمت لیکر اُٹھے، اور بیک دفعہ وبہ یک دم، محسوس کرے کہ اسکے پاس زندگی کی قوتوں میں سے جو کچھ تھا، وہ اب اسکا نہ رہا بلکہ اسلام اور خدائے اسلام کے سپرد ہو گیا۔ اُسکی جان جو اُسے اتنی محبوب ہے کہ اگر ایک ہزار برس تک بھی چھوڑ دی جائے جب بھی اُسکا جی نہ بھرے، وہ سمجھے کہ اب ایک لمحہ اور ایک لمحہ کے دسویں حصے کے لئے بھی اُسے محبوب نہ رہی۔ وہ مال ودولت جسکے ایک حقیر سے حقیر حصے کی حفاظت کے لئے وہ بسا اوقات اپنی جان جیسی محبوب شے کی بھی پروا نہیں کرتا، خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ اگر راہ حق میں اسے لٹانے کی ضرورت پیش آجائے تو خاک کے ڈھیر اور کوڑا کرکٹ کے انبار میں اور اسمیں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ اہل وعیال، عزیز واقارب، جن کی محبت کی زنجیریں اسکی رگِ جاں سے بندھی ہوئی ہیں، خود اُسکا دل اندر سے پکار اُٹھے کہ راہِ حق میں انکی بندش کچے تاگے کی قوت سے بھی کمزور ہے۔ اگر خدا تک پہنچنے کے لئے ان کو توڑنا ضروری ہو تو ایک ہی جھٹکے میں پارہ پارہ ہو سکتی ہیں:-

آنکس کہ ترا بخواست، جاں راچہ کند؟ فرزند و عیال وخان وماں راچہ کند؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی، دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند؟

قل ان کان اٰباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا، ومساکن ترضونھا، احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ، فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ، واللہ لا یھدی القوم الفاسقین (۹-۲۴)

"اگر تمھارے باپ، تمھارے فرزند، تمھارے بھائی، تمھاری بیویاں، تمھارا خاندان، تمھاری وہ دولت جو تم نے کمائی ہے، وہ کاروبار دنیوی جسکے نقصان کا تمھیں ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے، وہ مکان وجائداد جو تمھیں نہایت محبوب ہیں، غرضکہ یہ تمام چیزیں اگر تمھیں اللہ اور اسکے رسول اور اسکی راہ میں صرف قوت کرنے سے زیادہ محبوب و عزیز ہوں تو پھر خدا کی راہ سے ہٹ جاؤ۔ یہانتک کہ اُسے جو کچھ کرنا ہے کر گزرے وہ اپنے کاموں کے لئے تمھارا محتاج نہیں ہے اور اُسکی ہدایت ان کے لئے نہیں ہے جنکے اندر ایمان، کے ایثار و قربانی کی جگہ، فسق کی نفس پرستی بھری ہوئی ہے"

پس اگر یہ سب کچھ تم کر سکے اور خدا کی راہ میں قربانی کے اُس جانور کی طرح زمین پر گر گئے، جسکے لئے چُھری تیز کیجا رہی ہو، تو میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اس آسمان کے نیچے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو خدا کی راہ میں قربان ہونے والوں کے حکم سے باہر ہو۔ جن چیزوں کی آرزو میں تم کڑھتے ہو مگر تمھیں نہیں ملیں، جس عنقائے حریت کی تلاش میں تم سرگرداں ہو مگر ہاتھ نہیں آتا، جن مصائب قومی اور فلاکت ملی کے دور کرنے کے لئے آہ و واویلا مچاتے ہو مگر جسقدر اسکی گرہیں کھولنا چاہتے ہو، اُتنی ہی وہ اور سخت ہوتی جاتی ہیں، یہ سب چیزیں خود بخود تمھارے پاس آجائینگی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان زخارف کی کیا ہستی ہے؟ وہ مقصود و مطلوب اعلیٰ، جو تمھاری ہستی کا اصلی نصب العین ہے مگر جسے تم بھولے ہوئے ہو، وہ بھی تمھیں خود ڈھونڈیگا، تا تمھارے سامنے نمایاں ہو، اور تمھاری امانت تمھارے سپرد کر دے۔

پھر تمھاری دعوت ایک تیر ہو گی جو دلوں کو نخچیر کئے بغیر نہ رہیگی۔ تمھاری ایک گردش چشم ہزاروں دلوں کو منقلب کر دیگی۔ تمھارے ایک اشارۂ ابرو پر لاکھوں روحیں زمین پر لوٹتی اور خاک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پر تڑپتی ہوئی تمھارے پیچھے روانہ ہو جائینگی۔ تمھاری زبان سے جو کچھ نکلیگا، اللہ کے فرشتے اُسے اپنے نورانی پروں پر اُٹھا لینگے اور تم جب کبھی پکاروگے تو اثر و قبول کی ارواح سماویہ تمھاری صداؤں کو اپنی آغوش میں لے لیں گی تا دلوں کی جگہ زمین پر گر کر ضائع نہوں۔ اگر زمین کے بسنے والے تمھارا ساتھ دینے سے انکار کر دینگے تو یقین کرو کہ خدا اپنے ملائکہ مسومین اور کروبیان مقربین کو اُتاریگا، تا وہ تمھارے پیچھے پیچھے چلیں۔ اور اگر انسانوں کے دل تمھاری صداقت اور حقانیت سے انکار کرینگے تو ہوا کے پرندوں، دریاؤں کی موجوں، پہاڑوں کی چوٹیوں اور درختوں کی ڈالیوں کو حکم دیگا کہ تمھاری سچائی اور راستبازی پر گواہی دیں۔ اور میں تم سے سچ آسمانوں اور زمینوں کے مالک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس طرح مجھے اپنے وجود کا یقین ہے، بالکل اسی طرح اسکا بھی یقین ہے کہ حق اور راستبازی میں وہ قوت ہے کہ اگر وہ چاہے تو پہاڑوں تو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دے اور سمندروں کی موجوں پر اپنا تخت بچھا دے۔

عزیزان ملت! جبکہ تمھارے اعمال کے اندر قرآن کی روح جاری و ساری ہو جائیگی، تو پھر تم خدا کے کلام کے حامل ہو گے اور خدا کا کلام بہت سے انسانی دلوں کو جو گوشت کے ریشوں سے بنے ہیں، نرم نہ کر سکے، مگر پہاڑوں کی چٹانوں کو تو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔

لو انزلنا هٰذا القرآن علیٰ جبل	"اگر ہم نے قرآن کو کسی عظیم الشان پہاڑ پر نازل کیا ہوتا، تو تم دیکھتے
لرایته خاشعًا متصدعًا من	کہ یہ پتھر کا وجود بھی خوف الٰہی سے اللہ کے آگے جھک جاتا اور اسکا سینہ
خشیة الله، وتلك الامثال	شق ہو گیا ہوتا (پر افسوس کہ انسان سنتا ہے مگر سرکشی سے باز نہیں
نضربها للناس لعلهم یتفکرون	آتا) اور یہ تمثیلیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ سوچیں اور
(۵۹-۲۱)	غفلت سے باز آئیں!!"

اس میں شک نہیں کہ میری تمہید طویل، اور انتظار کا زمانہ منتظروں پر شدید تھا، تاہم میری طبیعت کسی طرح راضی نہیں ہوتی تھی کہ اپنے دل کی تمام آرزوں کو ظاہر کئے بغیر کسی کو اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دوں۔ پھر یہ بھی تھا کہ اسی ضمن میں ارادوں کا استقلال اور طلب کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صداقت کے لئے بھی ایک ابتدائی آزمایش تھی کہ جو لوگ چند دنوں تک سماع مطلب کا انتظار نہیں کر سکتے، وہ آگے چل کر خطرات سفر کے لئے کیونکر مستعد ہو سکتے ہیں؟

لیکن اب کہ میں اپنی تمہید ختم کر چکا ہوں اور میری آرزوئیں بے نقاب اور میری خواہش غیر مستور ہے، تو ہر شخص کو موقعہ حاصل ہے کہ اپنے دل سے پوری طرح سوال و جواب کرلے اور کل کے لئے کوئی بات سوچنے اور سمجھنے کی اُٹھا نہ رکھے۔ اس سفر کا ارادہ خدا نے میرے دل میں ڈالدیا ہے اور اگر پانی میرے پاس نہیں ہے تو الحمد للہ کہ اپنی پیاس کی طرف سے تو مطمئن ہو گیا ہوں۔ میں اٹھا ہوں اور اب چلونگا۔ میرا چلنا اٹل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حرکت مقدر ہو چکی ہے۔ میرے پاؤں میں سب سے زیادہ بوجھل زنجیر اپنے نفس اور اسکی ہوا پرستی کی ہے جسکے ولولوں اور چھپی ہوئی معصیت پرستیوں کے طوفانوں میں ہمیشہ موجیں اُٹھتی رہتی ہیں، اور میرے ارادے کو تہ و بالا کر دینا چاہتی ہیں:۔

صد دیدبان اگرچہ بہر سو گماشتیم

اسکے بعد اپنے وجود سے باہر نفس الشانی کے فتنہ ہائے ابلیسی کے بند و علائق ہیں، جو گو بہت سے ٹوٹ چکے ہیں لیکن جتنے باقی ہیں، وہ بھی کم نہیں اور ایسے سخت ہیں کہ بعض اوقات اُنھیں توڑنے کی کوشش کرتے کرتے تھک جاتا ہوں اور قریب ہوتا ہے کہ میری اُنگلیوں سے خون بہنے لگے:۔

ہزار رخنہ بدامم و مرا بہ سادہ دلی　　　تمام عمر در اندیشۂ رہائی رفت

انما اموالکم و اولادکم فتنۃ واللہ عندہٗ اجر عظیم (۸ - ۲۹)

میں اس راہ کی سختیوں سے بے خبر نہیں ہوں، لیکن انکی سختیوں ہی کے اندر اپنے نام کی پکار بھی پاتا ہوں۔ بارہا ایسا ہوا کہ نفس کی شرارتوں نے کانوں میں اُنگلیاں ڈالیں اور دل کی غفلت نے خوب شور مچایا، تاکہ اُس آواز کو نہ سُن سکوں اور اسکی طرف سے غافل ہو جاؤں۔ ایسا بھی ہوا کہ دن پر دن اور راتوں پر راتیں اسی کشمکش میں گذر گئیں اور مدتیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

افسردہ ولولہ ہائے معصیت یکایک زندہ ہوکر اُٹھ بیٹھے تاہم یہ وقت بھی گذر گیا اور کان لگا کر غور کیا تو بند ہونے پر بھی ایک صدا تھی، جو اسکے اندر گونج رہی تھی:-

تو مپندار کہ ایں زمزمہ بے چیزے ہست ۔ گوش نزدیک لبم آر کہ آوازے ہست

میں درمیان میں اپنی پکار بلند کرکے پھر چپ ہو گیا تھا۔ کیونکہ جب میں نے اپنی جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابھی چند دنوں اور اپنی آزمایش کی ضرورت باقی ہے۔ اس راہ میں دعوت دینے کے لئے مقدم شرط یہ تھی کہ میں خود بھی اس طرح طیار اور آمادہ ہو بیٹھوں کہ جس دن آغاز سفر کا اعلان کروں اُس دن سب سے پہلے خود اپنے پاؤں کو تمام زنجیروں سے خالی دیکھوں پس میں اپنی فکروں میں غرق ہو گیا اور جس قدر زمانہ توقف کا خدا کو منظور رہا، اس عالم میں بسر ہو گیا۔

لیکن مجھے نظر آیا کہ ایسا ہونا ممکن نہیں۔ پانی اتنے اونچے تک پہنچ گیا ہے کہ اب دریا سے بھاگنا محال ہے، اور قریب ہے کہ مدّت کے بھاگے ہوئے غلام کے پانوں میں آخری مرتبہ ایک ایسی بوجھل زنجیر ڈالدی جائے کہ پھر کبھی بھی اسکے پانوں اس چوکھٹ سے باہر نہ نکل سکیں:-

خلاص حافظ ازاں زلف تابدار مباد ۔ کہ بستگانِ کمند تو رستگارانند!!

الحمد للہ کہ اللہ کی توفیق رفیق نے مجھے نہ چھوڑا اور جنکو وہ چھوڑ دے تو اسکی دنیا میں پھر کون ہے جو انھیں پناہ دے سکتا ہے؟

تو گر بہم زنی سودائے دل، بارے زیاں داری ۔ مرا سرمایۂ دنیا و دیں نابود می گردد

میں اب بہمہ وجوہ مستعد سفر ہوں اور ہمرہانِ سفر کے لئے صلائے عام ہے:-

مردانہ قمارے کن، دستے بدو عالم زن ۔ فصلے کہ نہی بر نہ ما نقشے کہ زنی کم زن
ہر دم چو فلک لعبت، از پردہ بروں آرد ۔ ایں شعبدہ یکسو نہ، ویں معرکہ برہم زن
گر مہر نہی بر دل، از شوق بپا پیچ نہ! ۔ ور قفل زنی بر لب، از رطل دمادم زن
تو بہر چہ خاموشی؟ کز عقل نیندیشی؟ ۔ من پاس گہر دارم، غواص نہ، دم زن
ایماں ز یقیں خیزد، وز ہر چہ بشک یابی ۔ در آتش حرماں بیں، یا بر محک غم زن

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیناٸیِ جاں خواہی، شمشیر بتارک زن آگاہی دل جوئی، الماس بہ مرہم زن

مؤمن نتواں گفتن، عاشق کہ مجاہد نیست!

رو بوسہ چو سربازاں، بر طرۂ پرخم زن

طریق کار و آغاز عمل

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ، وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

یہ جماعۃ "حزب اللہ" کے نام سے موسوم ہوگی کہ خدا تعالیٰ نے مؤمنین مخلصین کو اسی لقب سے ملقب فرمایا ہے:- الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔

مقصد وحید

اتباع اُسوۂ حسنۂ ابراہیمی و محمدی علیہما الصلوٰۃ والسلام

بحکم

(۱) لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوۃ حسنۃ

(۲) قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ

دستور العمل

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون

الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ

وبشر المؤمنین (۹-۱۱۳)

خدا تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں آٹھ وصفوں کو بیان کیا ہے جو مؤمنوں میں ہونی چاہئیں، یا آٹھ قسم کے درجوں کو بیان کیا ہے جن میں سے ہر درجہ پچھلے سے اعلیٰ و اکمل ہے اور یہی اس جماعت کا دستور العمل اور طریق کار ہوگا:-

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۱) "التائبون" اصلاح وتزکیہ نفس کا اولیں مرتبہ توبہ وانابت ہے، یعنی بندے کا اپنے اعتقاد و اعمال کی تمام گمراہیوں اور غفلتوں سے کنارہ کشی کرنا اور اللہ کے حضور عہد واثق کرنا کہ وہ آئندہ اسکی مرضات کے خلاف کوئی قدم نہ اُٹھائیگا۔

(۲) "العابدون" وہ جو مقام انابت کے بعد مقام عبادت تک مرتفع ہوئے۔ مقام توبہ و انابت گذشتہ کا ترک تھا، عبادت حال و مستقبل کا عمل ہے۔

(۳) "الحامدون" وہ لوگ جو دنیا میں انسانی اعمال کی مدح و ثنا، اور اغراض و مقاصد نفسانیہ کے غلغلے کی جگہ، خدائے قدوس کی حمد و ثنا کی پکار بلند کریں، اور جو توفیق الٰہی سے اس انقلاب کا وسیلہ بنیں کہ دنیا مادہ پرستی کے شور سے نجات پاکر حمد الٰہی کے ترانوں سے معمور ہو جائے۔

(۴) "السائحون" یعنی وہ لوگ جو حق اور صداقت کی راہ میں اپنے گھر اور وطن کے قیام کو ترک کریں، فرزند و عیال اور دوست و احباب کی الفت سے بے پروا ہو کے، اور سفر کی تمام تکلیفوں اور مصیبتوں کو خوشی خوشی جھیل کر نکلیں، اور خدا اور اسکی صداقت کے عشق میں شہر بشہر، کوچہ بکوچہ گشت لگائیں۔ خدا کی دعوت کی صدا انکی زبانوں پر ہو، اور ہدایت الٰہی کی امانت دلوں میں، وہ اُن دیوانوں کی طرح جو فراق محبوب میں جنگلوں کی خاک چھانتا، اور آبادیوں اور ان کی سڑکوں پر مارا مارا پھرتا ہے، ہر جگہ پھریں، اور اُس بھکاری فقیر کی طرح جو ایک ایک دروازے پر صدا لگاتا، اور ہر شخص کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے، دُنیا کے ہر گوشہ میں پہنچیں۔ کہیں ہدایت کی صدا لگائیں تو کہیں سچے دلوں کا سوال کریں۔ جس شخص کی جیب کو وزنی اور دل کو فیاض پائیں، اُسکے دروازے کا پتھر بن کر جم جائیں۔ اگر وہ دعاؤں سے خوش ہو تو دعائیں دیں، اگر دل کا نرم ہو تو فقیرانہ صدائیں سنائیں، اگر دردمند ہو تو عاجزی کی صورت بناکر منتیں کریں۔ غرضکہ جب تک اپنے شکار کو قابو میں نہ کرلیں، اسکے دروازے سے نہ ٹلیں۔

پھر سفر کی مختلف صورتیں اور مختلف مراتب ہیں، اور لسان الٰہی نے "سائح" کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لفظ استعمال فرمایا کہ سب پر حاوی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نیک نیتی کے ساتھ جو تاجر غیر ممالک کا سفر تجارت کے لئے کرے، جسکو قرآن کریم نے اللہ کے فضل سے جا بجا تعبیر کیا ہے، یا علوم مفیدہ وفنون نافعہ کی تحصیل کے لئے اپنا گھر چھوڑے، جسکو خدا نے کثیر تبلایا ہے، یا اسی طرح کوئی دوسرا مقصد اُن اغراض میں سے ہو، جنکو دوسری قومیں سیاست وتمدن وغیرہ کے ناموں سے یاد کرتی ہیں، تو وہ تمام صورتیں بھی اس وصف ایمان واسلام میں داخل ہیں، اور اس طرح کا سفر کرنے والا بھی مرتبۂ "سائحوں" سے فائز، نیز اسکے تمام برکات سے بہرہ اندوز ہے۔ انشاء اللہ حسب اس آیہ کریمہ وعظیمہ کی تشریح بہ ضمن مقاصد "حزب اللہ" کرونگا، تو یہ تمام باتیں اپنے ادلہ وبراہین کے ساتھ بصیرت افروز ہونگی۔ نیز بعض ایسے معارف وحکم قرآنیہ بھی سامنے آئینگے جن پر ابتک بہت کم تدبر وتفکر کیا گیا ہے۔

(۵) "الراکعون" بظاہر "الراکعون" اور اسکے بعد کا وصف "الساجدون" ایک ہی چیز یعنی نماز کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں پہلے رکوع ہے اور پھر سجود، لیکن دراصل یہ دو علیحدہ علیحدہ وصف یا دو علیحدہ علیحدہ مرتبوں کی جماعتوں کا بیان ہے، جن میں پہلا وصف مرتبۂ رکوع ہے، دوسرا سجود۔

مقصود دونوں سے وہ مقام ہے، جبکہ انسان اپنی روح ودل اور اپنی تمام قوتوں اور اپنے تمام جذبات اور تمام خواہشوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جاتا ہے اور وہ سر جسے اُسنے بلند کیا ہے، اسکی ہر مخلوق کے آگے بلند ہوکر بالآخر اُس کے آگے گرا دیا جاتا ہے۔ فی الحقیقت لفظ "اسلام" کی حقیقت اور مقام "تسلیم" کا مقصود اصلی بھی یہی مقام ہے۔ وقال فی ہذا المقام :-

ایں جملہ کتابہا کہ در بر داری ۔۔۔ سودے نہ کند چو نفس کافر داری
سر را بہ زمیں نہی تو در وقت نماز ۔۔۔ آں را بہ زمیں بنہ کہ در سر داری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لیکن اس حالات کے دو درجے ہیں :۔ ایک مرتبۂ رکوع ہے اور ایک مرتبۂ سجود نماز میں مصلی پہلے رکوع میں جاتا ہے۔ اُسکے بعد سجدے میں گرتا ہے۔ پس " الراکعون" سے مقصود وہ لوگ ہیں جو اس حالت کے پہلے درجے تک پہنچ گئے ہیں، اور اُس بے نیاز و کبریا کے سامنے انھوں نے اپنی روح و دل کو یکسر جھکا دیا ہے۔

(۶) " السٰجدون" یہ دوسرا مرتبہ ہے۔ رکوع صرف جھکنا تھا مگر سجو جھکتے جھکتے اس قدر جُھک جانا کہ بے اختیار و مضطر ہو کر زمین پر گر پڑنا اور پیشانی کو گرد و خاک مذلت سے آلودہ کر دینا۔ یہ انکسار عبودیت کا انتہائی مرتبہ ہے، اور اس طرف اشارہ ہے کہ بندہ اپنے سر کو نہ صرف اللہ کے آگے جھکا ہی دے، بلکہ دائمی طور پر اسکے سامنے زمین پر رکھدے اور اُسے سپرد کر دے۔ سید الطائفہ بغدادی سے کسی نے پوچھا تھا :۔ نماز میں سجدے کے شرائط کیا کیا ہیں؟ فرمایا کہ تمھارے لئے تو یہ کہ پیشانی اور ناک زمین سے مس ہو، اور ہمارے لئے یہ کہ جب ایک بار سجدے میں سر گر جائے تو پھر دوبارہ زمین سے نہ اٹھے۔ وللہ در ما قال :۔

در سجدۂ کہ تن ز سر می شود جُدا　　در کشورِ وفا گنہش نام کردہ اند
یارب ز سیل حادثۂ طوفاں رسیدہ باد　　بُت خانہ کہ خانقش نام کردہ اند

پھر نظر حقیقت شناس کو بلند تر کیجیے تو اسی مقام سے وہ مرتبۂ فنا ر نفس انسانی مراد ہے، جسکو صوفیاء کرام اپنی اصطلاح میں مقام " استہلاک کلی" اور " جمع الجمع" سے تعبیر کرتے ہیں، اور اگر زبان اہل محبت میں کہیئے تو وجود انسانی کا یہی سجدہ ہے جسکی پیشانی زمین پر گرنے سے پہلے تو طلب عشق ہوتی ہے، پر جب اُٹھتی ہے تو عشق کی جگہ خود حسن کی جلوہ گاہ بن جاتی ہے :۔

بیرون عشق و عاشق و معشوق ہیچ نیست
دیں ہر دو اسم مشتق ازاں مصدر آمدہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۷) "الآمرون بالمعروف والناہون عن المنکر" اللہ اکبر! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا درجۂ عالیہ کہ ان تمام اوصاف عظیمہ کے بعد اسکا ذکر کیا گیا اور فرمایا کہ وہ لوگ جو حق کا اعلان کرتے، صداقت کا حکم دیتے، اور راستبازی و عدالت کی طرف بلاتے ہیں اور چونکہ نیکی کی دعوت، بدی کی ممانعت کے بغیر ممکن نہیں، اسلیئے ساتھ ہی اسکا بھی ذکر کیا اور کہا کہ نیز وہ فرزندان حق جو برائیوں سے روکتے اور خدا کی زمین کو نفس و شیطان کی پھیلائی ہوئی ضلالت سے بچاتے ہیں۔

فی الحقیقت یہ مرتبہ اسلام و ایمان کا اعلیٰ ترین درجۂ اختصاص اور مخصوص ترین اعمال نبوت و صدیقیت میں سے ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی وصف نہیں جو اسلام کی پوری حقیقت اپنے اندر رکھتا ہو۔ یہی وہ عمل الٰہی ہے جسکا انجام دینے والا زمینوں اور آسمانوں میں خدا کا دوست پکارا جاتا ہے اور اسکے اعمال کے اندر نبیوں اور رسولوں کی نسبت متحقق ہو جاتی ہے۔ جو گروہ یا جو فرد آمر بالمعروف و ناہی عن المنکر ہوگا وہ گویا آدم و نوح اور ابراہیم و موسیٰ (علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا دنیا میں جانشین ہوگا۔

الحمد للہ کہ اس مقام کی تشریح و تفصیل اور اعلان و دعوت کی توفیق مقدس اس فقیر کو خصوصیت کے ساتھ بکرات و مرات مرحمت ہوئی، اور اسکے فضل ذرہ نواز سے امید ہے کہ باب توفیق ہمیشہ باز و مفتوح رہیگا۔

(۸) "والحافظون لحدود اللہ" یہ ان اوصاف الٰہیہ کا آخری مرتبہ اور اس زنجیر صفات ایمانیہ کی آخری کڑی ہے۔ یہ انتہائی وصف ہے جو ان صفات سبعۂ ربانیہ کے بعد مؤمنوں کو حاصل ہوتا ہے۔ یا مؤمنین مخلصین کی وہ منتہا درجہ رفیع و جلیل جماعت ہے جو اتقاء ایمانی کی آخری منزل تک پہنچ جاتی ہے، اور پھر خدا تعالیٰ سچ مچ اس دنیا میں اُسے اپنا قائم مقام اور خلیفہ بنا دیتا ہے۔ فھولا یسمع الا بسمعہ، ولا ینظر الا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بنورہ، ولایتکلم الا بلسانہ:۔

چشم و گوش و دست و پایم او گرفت　　　من بدر رفتم، سرایم او گرفت

"حافظین لحدود اللہ" سے مقصود وہ جماعت ہے جو دنیا میں شریعت حقہ آلہیہ کے قیام اور عدل و امنیت کے نظام کی ذمہ دار ہوتی ہے، اور جو حدود و قوانین خدا تعالیٰ نے قوام عالم، و امن انسانیت، و نظام مدنیت صالحہ، و حفظ حقوق اقوام وملل کے لئے قائم کردئے ہیں، ایک با اختیار سلطان اور ایک مسئول والی ملک کی طرح انکی محافظت کرتی ہے۔ یہی حدود اللہ فی الحقیقت تمام شرائع آلہیہ کا مقصود حقیقی اور تمام مامورین و مرسلین اور مصلحین متبعین کی دعوت کا حاصل ہیں، اور یہی حدود ہیں جنکو لسان اللہ نے کہیں دین قیم، کہیں دین حنیف، کہیں صراط مستقیم کہیں فطرۃ اللہ، کہیں سنۃ اللہ، اور پھر کہیں "اسلام" کے نام سے تعبیر کیا ہے خدا تعالیٰ ہمیشہ اس خدمت کے لیئے اپنی جماعتوں کو چنتا اور انھیں اپنا خلیفہ بناتا ہے، پس وہ دنیا کو صفات آلہیہ کا تجلی گاہ بنانا چاہتے ہیں نہ کہ تخت ابلیس کے احکام خبیثہ کا جہنم کدہ۔ وہ ہر اس چیز سے خوش ہوتے ہیں جن سے رب العالمین خوش ہے اور ہر اس درخت کی جڑ کاٹنا چاہتے ہیں جو صفات شیطانیہ کے بیج کا پھل ہے۔ پھر وہ اپنی تمام قوتوں کو "حدود اللہ" کی حفاظت کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں، اور دنیا کی جو جو قوتیں ان حدود کو توڑنے والی اور انسانیت کو اسکے فطری حقوق سے محروم کرنے والی ہیں، ان سب کے تسلط سے عالم کو نجات دلاتے ہیں۔ یہ گویا قوت آلہیہ اور قوائے شیطانیہ کی ایک جنگ ہوتی ہے، پر جیسا کہ اس نے ہمیشہ کیا ہے، وہ اپنی جنود قاہرہ کو فتح دلاتا اور ابلیس کے لشکر کو نامراد و خاسر کرتا ہے:۔ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین، انھم لھم المنصورون، وان جندنا لھم الغالبون

(۳۷-۱۷۱)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ درجہ آخری درجہ ہے، اور اس لئے "حزب اللہ" کا مقصد حقیقی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے حزب اللہ یعنی اپنی جماعت کو جا بجا "حزب الشیاطین" یعنی شیطان کی جماعتوں کے مقابلے میں فرمایا ہے۔ سورۂ مجادلہ میں جہاں منافقین و کفر پرست لوگوں کا تذکرہ کیا وہاں پہلے "حزب الشیاطین" کی طرف اشارہ کیا:۔

استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکر اللہ، اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون (۵۸-۱۸)

"شیطان (اور اس کی قوتیں) ان پر مسلط ہو گئی ہیں، پس انھوں نے خدا کے ذکر اور اسکے رشتے کو فراموش کر دیا ہے۔ یہ حزب الشیطان" یعنی شیطان کی جماعت ہے، اور یقین کرو کہ آخر کار حزب الشیطان برباد و تباہ ہی ہوگا"

پھر اسی سورۃ میں اس آیۂ کریمہ کے بعد سچے اور راستباز مؤمنوں کا ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ انکی علامت یہ ہونی چاہئے کہ اللہ اور اسکی صداقت و عدالت کے آگے دنیا کی تمام قوتوں اور بندشوں کو ہیچ سمجھیں، ولوکانوا آباءھم، او ابناءھم، او اخوانھم، او عشیرتھم، اگرچہ انکے ماں باپ، اہل و عیال، برادر و قریب، اور خاندان اور کنبے ہی کے لوگ کیوں نہوں، لیکن خدا کی راہ میں وہ کسی کی پروا نہ کریں۔

پھر ان کی تعریف ان لفظوں میں کی ہے کہ:۔

اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ، ویدخلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا، رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ، (۵۸-۲۱)

"یہی وہ سچے مؤمن ہیں جنکے دلوں کے اندر خدا نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کی نصرت فرمائی ہے" نیز وہ اُنھیں کامیابی و نتحمندی کے ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی، اور وہ ہمیشہ اسکا عیش ابدی حاصل کرینگے۔ یہی وہ خدا کے خاص بندے ہیں جن سے وہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں،،

ان اوصاف و خصائص کے بیان کرنے کے بعد، پھر اس جماعت کا نام بتایا کہ :-

اولٰئک ”حزب اللہ“ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون (۵۸-۲۲)
یہی ”حزب اللہ“ یعنی خاص اللہ کی جماعت ہے اور یقین کرو کہ خواہ حزب الشیطان کی شان و شوکت کیسی ہی دل فریب ہو، مگر آخر کار یہی لوگ فلاح پائیں گے۔

ان آیات سے عجیب و غریب نکات و معارف سامنے آتے ہیں مگر وقت تشریح نہیں و محول بہ وقت توضیح مقاصد حزب اللہ، تاہم مختصراً اتنا اشارہ کہہ دینا ضروری ہے کہ ان آیات نے بعض مخصوص علامتوں اور نتائج کو سامنے کر دیا ہے۔ مثلاً ان سے واضح ہو گیا کہ :-

(۱) خدا نے دنیا میں دو جماعتوں کا ذکر کیا۔ حزب الشیطان اور حزب اللہ۔

(۲) حزب الشیطان کا کام یہ ہے کہ وہ چونکہ اپنے تئیں قواء شیطانیہ کا مرکب بنا دیتا ہے اسلئے شیطان ذکر الٰہی سے اُسے محروم کر دیتا ہے اور خدا کی صداقت و حقانیت بالکل فراموش ہو جاتی ہے۔ لیکن ”حزب اللہ“ ذکر الٰہی کو زندہ کرنے والا، اور اسکے غلغلے سے تمام عالم کو معمور بنا دینے والا ہے۔

(۳) حزب اللہ کی اصلی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ کی وفاداری میں اور تمام شیطانی قوتوں سے بکلی باغی ہو جاتا ہے اور اسکی راہ میں کسی دنیوی اثر و قوت سے متاثر نہیں ہوتا۔

(۴) ”حزب الشیطان“ کا نتیجہ نامرادی و خسران ہے، اور ”حزب اللہ“ آخر کار فلاح و نصرت پانے والا ہے۔

(۵) کیونکہ خدا ان کے لوح دل پر نقش ایمان کندہ کر دیتا اور اپنی ”روح“ سے انکی مدد کرتا ہے۔

(۶) دائمی نشاط کا رو سرور فتحمندی انکا صلہ ہے۔

(۷) بارگاہ الٰہی میں ان کا درجہ یہ ہے کہ ”وہ خدا سے خوش اور راضی ہیں اور خدا ان سے راضی وخوش ہے“۔ اور یہ انتہا مراتب عباد اللہ ہے۔ کیونکہ ان کی رضا اور اپنی رضا، دونوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کا خدا نے ایک ساتھ ذکر کیا۔

حاصل سخن یہ کہ "حافظین لحدود اللہ" کا مقام جماعت "حزب اللہ" مرتبۂ آخری ہے اور ان مراتب ثمانیہ کے طے کرنے کے بعد اس جماعت کا فرض ختم ہو جاتا ہے۔

پس یہی ہیں کہ فرمایا "وبشر المؤمنین" کہ ان کو فلاح دارین کی بشارت پہنچا دی جائے، اور یہی قرآن حکیم کے مقرر کردہ مراتب عمل ہیں، جن کو حلقۂ حزب اللہ اختیار کرے گا۔

جماعۃ ثلاثہ

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا، فمنھم ظالم لنفسہ، و منھم مقتصد، ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ۔ ذالک ھو الفضل الکبیر (۳۵: ۲۹)

(ترجمہ)

پھر پچھلی قوموں کے بعد ہم نے اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو کتاب الٰہی (قرآن) کا وارث ٹھہرایا جن کو ہم نے اپنی خدمت کے لئے اختیار کر لیا (یعنی مسلمانوں کو) پس اُن میں سے ایک گروہ تو ان کا ہے جو اپنے نفوس پر (ترک اعمال اور ارتکاب معاصی سے) ظلم کر رہے ہیں۔ دوسرا ان کا، جنھوں نے معاصی کو ترک اور اعمال کو اختیار کیا ہے پر خدا پرستی اور ترک نفسانیت میں ان کا درجہ درمیانہ اور متوسطین کا ہے تیسرے وہ، جو اذن الٰہی سے تمام اعمال حسنہ و صالحہ میں اوروں سے آگے بڑھے ہوئے ہیں اور یہ خدا کا بہت ہی بڑا فضل ہے!

اس آیۂ کریمہ میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو تین طبقوں میں منقسم کر دیا ہے:۔

(۱) وہ جو اپنے نفوس پر ظلم کر رہے ہیں کیونکہ خدا سے غافل اور اسکے رشتے کی عزت کو بھولے ہوئے ہیں۔ یہ طبقہ تمام اُن مسلمانوں کا ہے جو اپنے دلوں میں اعتقاد اور حسن ایمانی تو ضرور رکھتے ہیں پر ایمانی قوت میں ضعف بھی بدرجۂ کمال ہے اور عمل مفقود۔

(۲) درمیانی طبقہ جو غفلت سے متنبہ ہوا اعمال حسنہ اختیار کئے۔ اوامر الٰہیہ کے آگے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سر اطاعت خم کیا۔

(۳) اعلیٰ ترین طبقہ جو نہ صرف خیرات و محاسن کا انجام دینے والا، بلکہ اُن میں اوروں سے پیش رو بھی ہے اور نیکی کی صفوں میں سب سے آگے بڑھ جانے والا ہے۔

قوم کے مختلف طبقات و مدارج کی یہ ایک قدرتی تقسیم ہے اور ہر قوم میں یہی تین جماعتیں ہوتی ہیں۔ پھر جن میں پہلی کم، دوسری بکثرت، اور تیسری کافی ہوتی ہے، وہ تمام قوموں میں سرفراز و ممتاز ہو جاتی ہے، اور جس میں صرف پہلی کی کثرت، دوسرے بہت کم، اور تیسرا گروہ کالعدم ہوتا ہے، وہ دنیا میں اپنے زندہ رہنے کا حق کھو دیتی ہے۔

"حزب اللہ" کے تین درجے

پس اس تقسیم قرآنی کی بنا پر اس جماعت کے بھی تین درجے قرار پائے ہیں:-

(۱)

ہر مسلمان جو راستبازی کا متلاشی، اصلاح حال کا متمنی، اور اسلام کے اس دور غربت میں خدمت و جہاد فی سبیل اللہ کی اپنے دل میں سوزش و تپش رکھتا ہے، نیت صالح ارادۂ محکم، اور اقرار واثق کے ساتھ دین الٰہی کے اس میثاق مقدس کو دُہرائے:-

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ لا شریک لہ، و بذالک امرت وانا اول المسلمین!

میری عبادت، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا، غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔ اسی قربانی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا "مسلم" ہوں!

اور اپنی تمام قوتوں اور خواہشوں کے ساتھ خدا کی قربانی کے لئے طیار ہو کر اقرار کرے کہ وہ اللہ کے رشتے میں منسلک ہونا، اور اسکی جماعت کے فرائض ادا کرنا چاہتا ہے، پس وہ طبقہ "ظالم لنفسہ" میں سے طبقہ "مقتصد" کے لئے منتخب ہو جائیگا، اور اسکے بعد اسکو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آزمائش شروع ہو جائے گی۔ یہ آزمائش اُس وقت تک جاری رہیگی جس وقت تک کہ وہ دوسرے درجے میں شامل ہونے کا اہل ثابت نہو۔

(۲)

اُن لوگوں میں سے جو پہلی جماعت میں منتخب ہوئے ہیں، جو لوگ، اپنے اعمال و افعال سے عہدِ الٰہی کے ایفا اور دین حنیفی کے میثاق کی تعظیم کا ثبوت دیدینگے، ایک دوسری جماعت چھانٹی جائیگی اور اسمیں شامل ہونا گویا ارباب اقتصاد کے طبقہ میں شامل ہونا ہوگا۔

لیکن اسکے لئے اولین شرط یہ ہوگی کہ داخل ہونے والا امور ذیل کی پابندی کا مومنانہ و مخلصانہ عہد کرے، نیز جسقدر زمانہ پہلی جماعت میں لبسر کر چکا ہے، اسکے نتائج اسکے عہد کی صداقت کا یقین دلائیں:-

(۱) تمام احکام شریعت کی، ان کی تمام شرائط و ارکان کے ساتھ سچی پابندی کرنا اور از سر تا پا اپنے تمام اعمال و افعال حیات، اور تعلقات و لوازم زندگی میں یکسر شریعت اور مجسمۂ اسلامیت ہونا۔

(۲) صداقت الٰہی کی راہ میں سیاحت و سفر اور سیر فی الارض۔

(۳) امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کسی حال میں غافل نہونا، الحب فی اللہ و البغض فی اللہ کو اپنے تمام اعمال کا دستور العمل قرار دینا، اُن تمام رشتوں کے توڑنے میں جلدی کرنا جو خدا کی رضا سے خالی ہوں، اور ہر اُس رشتے کو ماں باپ اور زن و فرزند کے رشتے سے بھی زیادہ قوی سمجھنا جو اللہ کی راہ میں باندھا جائے۔ خواہ کسی قسم کی مشغولیت اور کیسے ہی کاموں کا انہماک ہو، مگر ہمہ وقت اسی دھن میں لگے رہنا کہ بندگان الٰہی کو معروف و حق کی دعوت دی جائے، منکرات و منہیات سے روکا جائے، اور دین الٰہی کی ایک بھی فوت شدہ سنت ہمارے ہاتھوں زندہ ہو جائے۔ اور پھر اپنے دل کے اندر کچھ اس طرح اسکی چبھن اور ٹیس پیدا کر لینا کہ جس طرح سانپ کا کاٹا یا بچھو کا ڈسا ہوا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مریض درد اور تڑپ سے لوٹتا اور کراہتا ہے، ٹھیک اُسی طرح حق و عدل کی
مظلومیت اور دین الٰہی کی بیکسی و غربت پر از سر تا پا پیکر اضطراب اور تصویر
التہاب بن جائے!!

(۴) حکم اسلام و شریعت اسلامیہ کی اطاعت کا بتدریج وہ مرتبہ حاصل کرنا اور اس طرح
اس کے احکام کی عظمت و سطوت اپنے اوپر طاری کر لینا کہ اُسکا ہر حکم فرمان قضا،
اور اُس کا ہر اشارہ فیصلہ کن جسم و جان ہو۔ اور قلب ہر حال میں اسکے احکام کا منتظر
اور اسکے اوامر کے لئے بھوکا پیاسا رہے۔

(۴)

اس دوسری جماعت میں سے جو فرزندان حق اپنے اعمال و افعال سے درجۂ مسابقت
و مرتبۂ علو و رفعت حاصل کرینگے، انہی سے یہ آخری جماعت منتخب ہوگی اور یہی جماعت
"حزب اللہ" کا خلاصۂ مساعی و جہاد، اور اسکی اصلی حکمراں جماعت ہوگی۔ یہ لوگ
"سابق بالخیرات" اور "حافظین لحدود اللہ" ہونگے۔ خدا تعالیٰ جو کام اُن سے
لینا چاہے گا، خود لے لیگا، اور جس مقصد کی طرف کھینچے گا، وہ اُس طرف کھنچ جائینگے
انکے مقصد آخری کو نہ اسوقت بتلایا جا سکتا ہے اور نہ متعین کیا جا سکتا ہے۔ جو سالک
کہ ابتدائی دو جماعتوں سے ترقی کر کے اُس درجہ تک پہنچے گا، وہ خود وہاں کے اسرار
و رموز سے آشنا ہو جائیگا۔ اس سے پہلے وہاں کے حالات کسی پر منکشف نہو سکینگے
کسی عضو جماعت کے لئے جائز نہو گا کہ ان کے انکشاف کے درپے ہو۔ اور وقت سے
پہلے اُنھیں معلوم کرنا چاہے۔



CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مضامین مولانا ابوالکلام آزاد

حصہ اوّل کے تین اڈیشن تین ماہ میں شائع ہو چکے ہیں جس میں ہندوستان کی آزادی اور دیگر مفید مسائل پر مضمون ہیں۔ حصہ اوّل ۱۰/

مضامین ابوالکلام آزاد

حصہ دوم و حصہ سوم

زیر طبع ہیں۔ اس ماہ میں شائع ہو جاویں گے۔ جو صاحب حصہ اوّل دیکھ چکے ہیں اُن کے لئے حصہ دوم و سوم بہت ضروری ہیں۔ جلد خریداری میں نام درج کرا دیجئے۔ ابھی سے بہت سی درخواستیں آ رہی ہیں ورنہ آئندہ اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

جدید کتابیں

مجموعہ مضامین مہاتما گاندھی۔ مجموعہ مضامین لالہ لاجپت رائے ابھی زیر طبع ہیں۔

ترکِ موالات دوسرے ممالک میں

پادری برکوئی کی زبردست کتاب جس میں دکھلایا ہے کہ ہنگری۔ مصر۔ آئرلینڈ۔ کوریہ نے آزادی ترک موالات کے ذریعہ سے حاصل کی۔ بہت دلچسپ کتاب ہے۔ سال بھر میں انگریزی کے کئی اڈیشن نکل چکے ہیں۔ اب اردو ترجمہ مولانا سید نجیب اشرف صاحب ندوی نے فرمایا ہے۔ جلد طلب کیجئے۔ ۱۰/

سوراج۔ از مہاتما گاندھی ۸/

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسیرِ مالٹا کا پیغام

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی اسیرِ مالٹا و کراچی کی ولولہ انگیز تاریخی تقریروں کا مجموعہ جسمیں یورپ کے مظالم ترکوں اور مسلمانوں پر۔ مالٹا کی کیفیت۔ یونان کی حالت وغیرہ مفصل دکھائی ہے ۹ ر

تقاریر مولانا ظفر علی خاں

فدائے ملت مولانا ظفر علی خاں کی راولپنڈی۔ لاہور۔ کلکتہ۔ الہ آباد کی تقریروں کا مجموعہ ۹ ر

دُنیائے اسلام اور خلافت

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کا زبردست خطبۂ صدارت جس میں مولانا نے یہ دکھلایا ہے کہ اس وقت روس۔ چین۔ آذربائیجان۔ مراکش۔ طرابلس۔ افغانستان۔ الجزائر وغیرہ کے مسلمان خلافت کے لئے کیا کر رہے ہیں ۱۲ ر

سمرنا کی خونی داستان

سمرنا میں یونانی مظالم کی تفصیل۔ مثلاً عورتوں کی عصمت دری بوڑھوں اور بچوں کا قتل عام۔ شہر اور دیہات کا جلایا جانا۔ مساجد اور معابد کی بربادی وغیرہ ۳ ر

خطبۂ صدارت مولانا آزاد سبحانی

بہترین سیاسی اور مذہبی مضامین سے بھرا ہوا خطبہ۔ نظام شرعیہ کی پوری تفصیل ۶ ر

جذباتِ حرّیت

بہترین قومی نظموں کا مجموعہ جس سے بہتر مجموعہ اس وقت تک شائع نہیں ہوا۔ اس دعوے کو آپ دیکھ کر تصدیق کر سکتے ہیں تمام لیڈران نے پسند کیا ہے بہترین اخبارات نے ریویو کیا ہے ۸ ر

تصانیف حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی

الاظہار (علماء کے فرائض اور واقعات پنجاب پر) ۸ ر

المکتوب۔ دس ہزار میل کا خود نوشت سفرنامہ۔ دو زبردست تقریریں۔ ۸ ر

درس خلافت۔ ۸ ر

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مضامین مولانا ابوالکلام آزاد

حصہ اوّل کے تین اڈیشن تین ماہ میں شائع ہو چکے ہیں جس میں ہندوستان کی آزادی اور دیگر مفید مسائل پر مضمون ہیں۔ حصہ اوّل ۱۰/ ار

مضامین ابوالکلام آزاد

حصّہ دوم و حصّہ سوم

زیر طبع ہیں۔ اس ماہ میں شائع ہو جاویں گے۔ جو صاحب حصہ اوّل دیکھ چکے ہیں اُن کے لئے حصّہ دوم و سوم بہت ضروری ہیں۔ جلد خریداری میں نام درج کرا دیجئے۔ ابھی سے بہت سی درخواستیں آ رہی ہیں ورنہ آئندہ اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

جدید کتابیں

مجموعۂ مضامین مہاتما گاندھی۔ مجموعۂ مضامین لالہ لاجپت رائے ابھی زیر طبع ہیں

ترکِ موالات دوسرے ممالک میں

پادری برکوئی کی زبردست کتاب جس میں دکھلایا ہے کہ ہنگری۔ مصر۔ آئرلینڈ۔ کوریہ نے آزادی ترکِ موالات کے ذریعہ سے حاصل کی۔ بہت دلچسپ کتاب ہے۔ سال بھر میں انگریزی کے کئی اڈیشن نکل چکے ہیں۔ اب اُردو ترجمہ مولانا سیّد نجیب اشرف صاحب ندوی نے فرمایا ہے۔ جلد طلب کیجئے۔ ۱۰/ ار

سوراج۔ از مہاتما گاندھی ۸/

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسیر مالٹا کا پیغام

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی اسیر مالٹا و کراچی کی ولولہ انگیز تاریخی تقریروں کا مجموعہ جسمیں یورپ کے مظالم ترکوں اور مسلمانوں پر۔ مالٹا کی کیفیت۔ یونان کی حالت وغیرہ مفصل دکھائی ہے ۹ ر

تقاریر مولانا ظفر علی خاں

فدائے ملت مولانا ظفر علی خاں کی راولپنڈی۔ لاہور۔ کلکتہ۔ الہ آباد کی تقریروں کا مجموعہ ۹ ر

دنیائے اسلام اور خلافت

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کا زبردست خطبۂ صدارت جس میں مولانا نے یہ دکھلایا ہے کہ اس وقت روس۔ چین۔ آذربائیجان۔ مراکش۔ طرابلس۔ افغانستان۔ الجزائر وغیرہ کے مسلمان خلافت کے لئے کیا کر رہے ہیں ۳ ر

سمرنا کی خونی داستان

سمرنا میں یونانی مظالم کی تفصیل۔ مثلاً عورتوں کی عصمت دری بوڑھوں اور بچوں کا قتل عام۔ شہر اور دیہات کا جلایا جانا۔ مساجد اور معابد کی بربادی وغیرہ ۳ ر

خطبۂ صدارت مولانا آزاد سبحانی

بہترین سیاسی اور مذہبی مضامین سے بھرا ہوا خطبہ۔ نظام شرعیہ کی پوری تفصیل ۶ ر

جذبات حریت

بہترین قومی نظموں کا مجموعہ جس سے بہتر مجموعہ اس وقت تک شائع نہیں ہوا۔ اس دعوے کو آپ دیکھ کر تصدیق کر سکتے ہیں تمام لیڈران نے پسند کیا ہے بہترین اخبارات نے ریویو کیا ہے ۸ ر

تصانیف حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی

الاظہار (علماء کے فرائض اور واقعات پنجاب پر) ۸ ر

المکتوب۔ دس ہزار میل کا خود نوشت سفرنامہ۔ دو زبردست تقریریں۔ ۸ ر

درس خلافت۔ ۸ ر

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مضامین و تقاریر حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد

خطبۂ صدارت جلسہ آگرہ - معرکۃ الآرا مشہور خطبۂ خلافت کانفرنس آگرہ جس میں ہندو مسلم اتحاد کرانچی رزولیوشن اور دیگر مضامین پر بے مثل مباحثہ ہے۔ ۹ ر

خطبۂ صدارت جلسہ جمعیۃ العلماء ہند - لاہور

حصہ اوّل مکمل تقریری ۶ ر حصہ دوم تحریری ۶ ر

تازہ مضامین ابو الکلام آزاد - حضرت مولانا کے تازہ مضامین سنہ ۱۹۲۱ کا مجموعہ ۱۰ ر

دو جدید کتابیں

حزب اللہ ۱۲ ر خطبات سیاسیہ

جہاد اور اسلام - مسئلہ جہاد قربانی - حقیقت اسلام - عید الضحٰی و اسوۂ ابراہیمی وغیرہ پر مفصل بحث ۶ ر

صدائے حق - الامر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تشریح احکام خداوندی کی تفصیل اعلان حق ۸ ر

دعوتِ حق - تاریخ اسلام سے اعلان حق کی مثال - دربار مامون الرشید کا واقعہ - تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ - قرآن کے مخلوق و غیر مخلوق کی بحث ۶ ر

مجموعۂ مضامین ابو الکلام آزاد حصہ اوّل

ہندوستان کی آزادی اور دیگر ضروری مسائل پر نایاب مضامین کا مجموعہ ۱۰ ر

الحریت فی الاسلام

حریت اسلامی اور آزادی مسلمانان پر بے مثل تصنیف ۱۲ ر

دعوتِ عمل

مسلمانوں کے تنزل کا اصلی سبب اور اس کا علاج - حق و صداقت کا اعلان اور اس پر تیاری۔ آئندہ ترقی مسلمانان کے لئے ضروری اور اہم تجویز ۸ ر

اتحاد اسلامی ۲ ر ہندوستان پر حملہ ۲ ر بائیکاٹ ۱ ر تعلیمی مقصد ۱ ر

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اللہ اکبر

سلسلہ مضامین حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد

نمبر ۱۵

خطباتِ سیاسیہ

اور

مساجدِ اسلامیہ

اثر خامہ

امام الاحرار حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد مدظلہ العالی

جسکو

منشی مشتاق احمد ناظمِ قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ نے

باہتمام لالہ ہر نام داس گپتا

سوراج پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خلافت اور انگلستان

(از جناب ڈاکٹر سید محمود صاحب پی ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لا پٹنہ سکریٹری آل انڈیا خلافت کمیٹی)

مسئلہ خلافت کی کیا اہلیت ہے۔ برطانیہ کا طرز عمل خلافت اور خلیفہ کے ساتھ کیسا رہا ان دونوں مسئلوں پر پہلی زبردست تصنیف ہے۔ ملک کے بہترین مصنفوں علماء اور لیڈروں نے جس کی تعریف کی ہے۔ مسٹر مظہر الحق پٹنہ اور مسٹر پکھتال ایڈیٹر بمبئی کرانیکل نے دیباچہ تحریر فرمایا ہے۔ باتصویر ہے۔

مولانا محمد علی۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ مسٹر مظہر الحق۔ مسٹر پکھتال۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور دیگر حضرات نے بیحد تعریف کی ہے اس سے بہتر کوئی تاریخی کتاب نہیں ہے۔ متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ اُردو ترجمہ عہ

رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف

تقاریر مولانا محمد علی صاحب حصہ اوّل

امرتسر۔ دہلی۔ بمبئی۔ پیرس۔ لاہور۔ کلکتہ کی مشہور تقریروں کا مجموعہ ۸ ؍

تقاریر مولانا محمد علی صاحب حصہ دوم

کراچی۔ الہ آباد۔ گجرات۔ احمد آباد۔ لکھنؤ کی زبردست تقریروں کا مجموعہ ۸ ؍

خطبۂ صدارت مولانا محمد علی صاحب دہلی و لکھنؤ کانفرنس ۵ ؍

جذبات جوہر (مجموعۂ نظم) ۰۲ ؍ تقریر مدراس ۲ ؍ بیان مقدمہ کراچی ۲

مکمل مقدمہ کراچی عدالت ابتدائی و سشن جج عہ

بیان مولانا حسین احمد صاحب در مقدمہ کراچی ۲ ؍

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات! ۱۳ء ۱۹۱۶ء میں لاہور کی شاہی مساجد کی انتظامیہ کمیٹی نے ایک رزرولیوشن پاس کیا تھا کہ سیاسی جلسے مسجد میں نہوں۔ جسکے اوپر حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد مدظلہ العالی نے ایک زبردست مضمون شائع فرمایا تھا اور دکھلایا تھا کہ مساجد کی حیثیت کیا ہے اور سیاسی تقریریں ہو سکتی ہیں۔

مولانا کے ہر مضمون میں بہت سے قیمتی مبحث اور ضروری مضامین ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس خاص مضمون کو بھی شائع کیا جاتا ہے ٭

خاکسار
مشتاق احمد میرٹھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ

اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی

انجمن اسلامیہ لاہور کا رزولیوشن

(۱)

اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الآخر وجاھد فی سبیل اللہ ؟ لا یستوٗن عند اللہ ۔ واللہ لا یھدی القوم الظالمین (۹ - ۱۹)

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد کے آباد رکھنے کے کام کو اُس شخص کے کاموں جیسا سمجھ لیا ہے، جو اللہ اور روز آخرت پر سچا ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے ؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے ۔ اور پھر وہ ظلم کرنے والوں کو کبھی راہِ راست نہیں دکھلاتا ۔

واغلظ علیھم

مجکو تمام دنیا کی طرح معلوم ہے کہ صبر و تحمل اور ضبط و حزم ہر حال غیظ و غضب اور عجلت و بے صبری سے بہتر ہے، میں جانتا ہوں کہ تسامح و رواداری اور نرمی و لینت کی انسانی قلوب پر حکومت ہے، اور سختی و خشونت انسان کے ملکوتی فضائل کی فہرست میں داخل نہیں. میں نے قرآن کریم میں پڑھا ہے کہ جب ایک داعیِ حریت اور مجاہد فی سبیل الحق کو خدا نے مصر کے شخصی فرمان روا کے پاس بھیجا تھا تو کہا تھا کہ " وقولا لہ قولا لینا " میں دُنیا کے اُس سب سے بڑے شخص کی لنسبت بھی سُن چکا ہوں جسکو کہا گیا تھا کہ " فبما

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رحمۃ من اللہ لنت لھم، ولو کنت فظًا غلیظ القلب لا انفضوا من حولک ؎

اور پھر الحمد للہ کہ اپنے رب کریم کی بخشش سے صبر کی طاقت اور تحمل کی برداشت بھی رکھتا ہوں۔

تاہم بعض موقعے ایسے ہیں، جہاں پہنچکر میری طاقت صبر جواب دیدیتی ہے۔ سر رشتۂ تحمل بے اختیار ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ میں اللہ کی رحمت وعفو کو بھول جاتا ہوں۔ از فرق تا بقدم اسکے قہر و غضب اور غیظ و جلال کی چادر اوڑھ لیتا ہوں۔ پھر میری قدرت سے باہر ہوتا ہے کہ اپنے غصہ کو ضبط کروں۔ میری زبان میرے قابو میں نہیں رہتی۔ وہ اسکو دیکھتی ہے جو گو رحمٰن و رحیم ہے لیکن قہار و جبار بھی ہے!

میری پہلی حالت اگر "قولا لہ قولا لینًا" (اے موسیٰ و ہارون! فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنا) کے تابع تھی، تو یہ دوسری حالت "واغلظ علیھم" (اے پیغمبر! دشمنانِ حق کے ساتھ راہِ حق میں نہایت سختی کرو!) کے ماتحت ہوتی ہے۔

جہل و اِدّعا

ان مواقع مہیجہ اور مناظر صبر ربا میں ایک سب سے بڑا تاب گسل موقعہ وہ ہوتا ہے، جب دیکھتا ہوں کہ جہل مذہب کے ساتھ علم مذہب کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اور وہ لوگ جو اسلام سے وہی نسبت رکھتے ہیں جو ایک جاہل مریض کو علم طب سے ہوتی ہے، مدعیانہ باہر نکلتے ہیں اور اسلام کی طرف اُس چیز کو نسبت دیتے ہیں جس سے حاشا کہ وہ پاک و بری ہے۔

میں انسانی جہل و عصیان کے سخت سے سخت مناظر پر خاموش رہ سکتا ہوں لیکن

؎ آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے اللہ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اُسنے آپ کو دشمنوں کے لئے نرم دل بنایا، ورنہ اگر آپ سخت دل اور غصہ ور ہوتے تو کبھی لوگوں کو آپ کی طرف کشش نہ ہوتی اور ساتھ چھوڑ کر الگ ہو جاتے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک لمحہ کے لئے بھی مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اسلام کے متعلق جہل و بے خبری کے ساتھ دعوی کیا جائے اور میرے قلم وزبان سے کسی طرح کی بھی نرمی و درگذر ایسے لوگوں کے حصے میں آئے۔ اگر ایک شخص جاہل ہے تو اس پر سب کو معکوس ہو گا لیکن غصہ کسی کو بھی نہیں آئے گا لیکن جو شخص باوجود جہل مطلق کے، کسی شے کے متعلق عالمانہ و مدعیانہ اپنی نمائش کرتا ہے، تو اس کا گناہ جہل نہیں ہے بلکہ ابلیسانہ تمرد و سرکشی ہے، اور پھر اس کو ذلت و حقارت کے سوا اور کچھ نہیں مل سکتا۔

المرشدون الجاھلون

ہماری بدبختی نے خود ہماری بربادیوں کے سامان کر دیئے ہیں۔ قوم کے قدرتی پیشوا علمائے مذہب تھے۔ اگر قرآن مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح کا جامع ہے تو جس جماعت کے پاس قرآن کا علم ہو گا، وہی ملت مرحومہ کی دینی و دنیوی پیشوائی کی اہل ہو گی۔ لیکن ہمارا مرض پاؤں میں نہیں بلکہ دماغ میں ہے۔ ہمارے پاؤں میں لنگ نہیں ہے مگر دماغ میں قوت ارادہ باقی نہ رہی۔ علما نے اپنے فرائض کو سب سے پہلے خیر باد کہا، اور پھر انہی کی ضلالت سے قوم کی تمام گمراہیوں کی تولید ہوئی۔

اب حالت یہ ہے کہ ایک گلہ ہے جس کا کوئی چرواہا نہیں۔ نئے لوگ مسند پیشوائی پر بیٹھے ہیں۔ ان کا جہل مرکب اور نفس خادع جو کچھ ان کے قلب پر القا کرتا ہے، اسی کو اسلام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ ہر شخص جو قلم پکڑ سکتا ہے شیخ الاسلام ہے، ہر اخبار کا ایڈیٹر جو چند آدمیوں کا وقت خرید سکتا ہے مفسر قرآن ہے۔ ہر انگریزی داں، ہر خطاب یافتہ، ہر سیکریٹری، ہر متولی، حق رکھتا ہے کہ اپنے ہر القاء شیطانی کو تعلیم اسلامی قرار دے، اور اپنے ہر ہیجان نفسانی کو اجتہاد دینی سے تعبیر کرے:- الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون (۲-۱۲)

پھر یہ کون ہیں جو ہمارے سامنے آتے ہیں اور اپنے احکام و اوامر ہم پر نافذ کرتے ہیں؟ انہیں سے کتنے ہیں جنہوں نے علوم دینیہ کی تحصیل کی ہے، اور کتنے ہیں جن کو قرآن و سنت کی خبر ہے؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جہل مطلق کے سوا کیا ہے جسے وہ پیش کر سکتے ہیں، اور تعبد حکام کی بخشی ہوئی ذلت عزت نما کے سوا کونسی شے ہے جسپر انھیں ناز ہے؟ بیشک، اچھا کپڑا اور شاندار مکان ایک انسان کو سوسائٹی میں ممتاز کر سکتا ہے۔ اگر ایک شخص کے پاس کوئی گراں معاوضہ نوکری ہے، کوئی قیمتی جائداد ہے، یا کوئی سرکاری خطاب ہے، تو کچھ ہرج نہیں اگر وہ ان چیزوں سے اپنے دل و دماغ کو خوش کرے، لیکن اسکے یہ معنی تو نہیں ہو سکتے کہ اُسے دُنیا سے ناجائز مطالبات کرنے کا حق بھی حاصل ہو گیا ہے، اور جہل و علم کے جو قدرتی حدود ہمیشہ سے یکساں طور پر موجود ہیں وہ اس کی خاطر توڑ دیے جائیں؟

حکم اقفال مساجد و خطبات سیاسیہ

ملت مرحومہ کی مصیبتوں کی مثالیں ہمیشہ پیش آتی رہتی ہیں۔ آجکل پنجاب میں یہ مسئلہ چھڑ گیا ہے کہ مساجد میں پولیٹیکل امور پر تقریر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اسکی ابتدا (انجمن اسلامیہ لاہور) کے ایک اعلان سے ہوئی، جس میں اپنے زیر انتظام (شاہی مسجد لاہور) کی نسبت حکم دیا گیا ہے کہ اس میں پولیٹیکل تقریریں نہ کی جائیں۔ ثبوت میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ مسجد ذکر الٰہی اور عبادت وطاعت کے لئے ہے، نہ کہ پولیٹیکل ہنگاموں کے لئے۔

میں نے انجمن اسلامیہ لاہور کا وہ رزولیوشن نہیں دیکھا۔ معلوم نہیں اسکے اصلی الفاظ کیا ہیں؟ لیکن اخبارات میں مندرجہ حسد ر الفاظ کو بار بار دُہرایا گیا ہے۔ اسکی مخالفت میں مجلسیں منعقد ہوئی ہیں اور تجاویز پاس کی جا رہی ہیں لیکن افسوس کہ اسلام کے احکام مذہبی اور مؤمنین اولین کے اُسوۂ حسنہ کی بنا پر ابتک کسی نے اسپر نظر نہیں ڈالی۔

(انجمن اسلامیہ لاہور) کے سکرٹیری خانصاحب مسٹر بشیر علی خلف الصدق خان بہادر مولوی برکت علی مرحوم ہیں۔ مجھے جہانتک معلوم ہے، نہ تو انھوں نے دینی تعلیم پائی ہے اور نہ ان امور و مباحث کی نسبت کوئی واقفیت رکھتے ہیں۔ رزولیوشن انھوں نے تنہا پاس نہ کیا ہوگا بلکہ ارکان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انجمن کی نسبت بھی جہانتک مجھے معلوم ہے، اُن میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ان چیزوں کا اہل ہو۔ پھر وہ کونسا حق امرو نہی انھیں حاصل تھا جسکی بنا پر یہ اعلان ان کے قلم سے نکلا؟

اس سے بھی قطع نظر کیجئے۔ اسکے بعد کا سوال اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ انجمن اسلامیہ علمائے دینیہ، رؤسائے روحانیہ، اور مجتہدین ملّت کی ایک انجمن ہے، لیکن پھر بھی اس کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں ہوتی کہ محض لاہور نامی ایک شہر کی انجمن، جسکے سپرد شاہی مساجد کا انتظام کردیا گیا ہے تاکہ وہ اسکی خدمت انجام دے اور بس۔ پھر کیا مساجد اسلامیہ کے متعلق اوامر و نواہی کے اعلان کا حق صرف مسلمانوں کی ایک انجمن کو شرعاً حاصل ہوسکتا ہے؟ اور کیا وہ مجاز قرار دی جاسکتی ہے کہ جس کام کو چاہے مسجد میں ہونے دے اور جس کو چاہے روک دے؟

اسلام میں حق امر و حکم کسی کو نہیں۔ وہ دنیوی انتظام و حکومت میں جب کسی ایک فرد کے استبداد کو تسلیم نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ "ان الحکم الا للہ"، تو اسکے احکام دینیہ کیونکر تابع آراد اشخاص و جماعات مخصوصہ ہوسکتے ہیں؟ اس نے یہ حق صرف قرآن کو دیا ہے، یا پھر دنیوی اُمور میں اُس اجماع کو جو تمام مسلمانوں کی اکثریہ رائے سے عبارت ہے۔

خطبۂ الہلال

میں نے اپنے کاموں کے لئے ایک راہ اپنے سامنے دیکھ لی ہے اور صرف اسی پر چلنا چاہتا ہوں۔ میں خاص خاص اشخاص و جماعات کی باہمی نزاعات و معاملات میں وقت صرف کرنا پسند نہیں کرتا (الہلال) کو نکلے ایک سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا، لیکن نہ تو کبھی میں نے لاہور کی مختلف جماعتوں کے منافسات شخصیہ کی نسبت کچھ لکھا اور نہ (زمیندار) اور اُسکے مخالف گروہوں کے جھگڑوں کی نسبت کوئی رائے دی۔ اصول کے ماتحت کام کرنے والوں کو اپنی نظر بلند رکھنی چاہئے اور ان کا وقت بہت قیمتی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تاہم میں دیکھتا ہوں کہ (انجمن اسلامیہ) کے اس اعلان نے ایک سخت افساد دینی اور فتنۂ ملی کا دروازہ کھول دیا ہے اور وہ اسلام کے احکام کے متعلق سخت غلط فہمی پیدا کرتا ہے مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا وسیلۂ فوز و فلاح مساجد کی مجامع ہیں، اور ان کا رشتہ جس قدر مساجد سے بڑھیگا، اتنا ہی وہ اپنے تمام دینی و دنیوی محاسن سے بہرہ اندوز ہونگے ان کے تمام درد دُکھ کا علاج ہمیشہ یہیں سے ملا ہے اور اب بھی یہیں سے ملیگا۔ لیکن یہ اعلان چاہتا ہے کہ اس دورِ تنزّل و اسلام فروشی میں، جبکہ اسلام کی قدیمی سنتوں کے احیاء کی ضرورت ہے، اس سنت حقیقیۂ اسلامیہ کی بچی بچائی ہستی بھی ضائع کردے۔

پس میں مجبور ہوں کہ تمام اعراض و اطراف شخصیہ سے بکلی غض بصر کرکے، اور پنجاب کے مقامی مناقشات احزابیہ (پارٹی فیلنگ) سے بے خبر ہو کر، محض ایک اسلامی مسئلہ کی حیثیت سے اس پر نظر ڈالوں۔

موضوع بحث

ہمارے سامنے یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ مساجد اسلامیہ صرف پانچ وقت کی نماز اور جمعہ ہی کے لئے ہیں یا کسی اور کام کے لئے بھی؟ اگر اور کاموں کے لئے بھی ہیں تو باصطلاح حال پولٹیکل مجالس ان میں منعقد ہو سکتی ہیں یا نہیں؟

میں مساجد اسلامیہ کے متعلق بعض دیگر اہم مطالب کو بھی ضمناً عرض کر دونگا کہ کسی نہ کسی پیرایۂ و تقریب پر ضروری خیالات لوگوں کے سامنے آجائیں۔

القرآن الحکیم

(مفردات) میں ہے:۔

"المسجد بکسر الجیم:۔ موضع السجود"

اگرچہ "مسجد" کے مفہوم کے متعلق مفسرین نے طرح طرح کے اقوال نقل کئے ہیں مگر مدات

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بات یہی ہے جو امام (راغب) نے لکھی ہے یعنی مسجد بکسر جیم ہے اور اس سے وہ مقام مراد ہے جہاں فاطر السموات والارض کے آگے جبین نیاز زمین پر رکھی جائے۔ اسی کی جمع ہے "مساجد" پس "مسجد" کا مقصود اسکے نام سے ظاہر ہے۔ سورۂ (جن) میں اللہ تعالیٰ نے اسکے مقصد کی تحدید کی :۔

وان المساجد للہ ! (۷۲-۱۸) مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوا کہ مساجد کے متعلق پہلا حکم یہ ہے کہ وہ صرف اللہ ہی کے لئے ہیں یعنی ان کے اندر صرف وہی اعمال انجام دئے جا سکتے ہیں جو مخصوص اللہ کے لئے ہوں۔

اس کے بعد فرمایا :۔

فلا تدعوا مع اللہ احدا۔ (۷۲-۱۸) پس مسجدوں میں اللہ کے سوا اور کسی کی بندگی نہ کرو!

اس جملے نے اُن تمام اعمال کی نہی عام کردی، جو خدا کے سوا کسی اور کے لئے انجام دئے جائیں، خواہ وہ لسانی ہوں یا بدنی۔ امام (طبری) نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ :۔

ای افردوا المساجد بذکر اللہ تعالیٰ ولا تجعلوا لغیر اللہ فیہا نصیبا۔ (تفسیر۔ ۱۹-۷۱) یعنی مسجدوں کو صرف اللہ کے ذکر کے لئے مخصوص کردو! اللہ کے سوا غیروں کے لئے وہاں کے ذکر و عبادت میں کوئی حصہ نہو۔

امام طبری، امام رازی، حافظ ابن کثیر وغیرہم اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں :۔

قال قتادۃ کانت الیہود والنصاریٰ، اذا دخلوا کنائسہم اشرکوا باللہ، فامر اللہ نبیہ ان یوحدا وہ وحدہٗ۔ قتادہ نے اس آیت کے شان نزول میں کہا :۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا قاعدہ تھا کہ جب اپنے گرجوں میں جاتے تھے تو اللہ کے ساتھ اسکے ذکر میں بندوں کو بھی شریک کرتے تھے۔ پس اللہ نے اپنے نبی کریم کو حکم دیا کہ مسجد کو صرف اللہ ہی کے لئے مخصوص، اور صرف اُسی کے ذکر کے لئے محدود کردیں۔

ان اقتباسات سے مندرجۂ ذیل نتائج مقصد مساجد کے متعلق حاصل ہوتے ہیں :۔

(۱) مساجد کی تعمیر اور اُن کا قیام صرف اس لئے ہے تاکہ وہ عمارتیں اللہ کے نام سے مخصوص کردی جائیں۔ ان کا مقصد صرف یہ ہونا چاہئے کہ اللہ کے لئے ہوں اور اُسی کے ذکر و عبادت کے لئے وہاں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لوگ جمع ہوں۔

(۲) یہود و نصاریٰ کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے گرجوں میں خدا کے ساتھ انسانوں کا بھی ذکر کرتے ہیں اور اس عقیدت و طاعت اور ذوق عبادت کے ساتھ، جو صرف اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے۔ اس آیت میں اس سے روکا گیا اور فرمایا کہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں، نہ کہ انسانوں کے ذکر کیلئے۔

(۳) پس آجکل جو لوگ بادشاہوں کے لئے بعض مسجدوں میں دعائیں مانگتے ہیں اور شاہی تاج پوشیوں کی تہنیت میں شور و غل مچاتے ہیں، اس آیت اور اسکے شان نزول سے بالکل ممنوع ہوگیا اور ایسا کرنا "لا تجعلوا الغیر اللہ تعالیٰ فیھا نصیباً" میں داخل۔

(۴)

سورۂ (جن) کی اسی آیت کے ساتھ کا ٹکڑا ہے:-

وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ، کادوا یکونون علیہ لبداً ہ (۷۲-۱۸)

"اور جب خدا کا بندۂ مخلص (یعنی حضرت داعیِ اسلام) اللہ کی عبادت کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اسکے گرد اگرد جمع ہو جاتے ہیں اور اس طرح نزدیک آ آ کر دیکھتے ہیں گویا قریب ہے کہ لپٹ پڑینگے"۔

اس آیت کے شان نزول میں متعدد اقوال ہیں۔ حضرت (ابن عباسؓ) سے مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے یا قرآن پڑھتے، تو حرص استماع میں لوگ ہجوم کرکے ایک دوسرے پر گرنے لگتے اور نہایت قریب آجاتے۔ اللہ نے اسکی ممانعت کی۔ امام (ابن جریر) نے تفسیر میں بروایت (سعید بن جبیر) دوسرا قول نقل کیا ہے:-

لما راوہ یصلی واصحابہ یرکعون برکوعہ ویسجدون بسجودہ قال عجبوا من طواعیۃ اصحابہ لہ۔

"جب آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو نماز میں اس طرح دیکھتے کہ سب کے سب انکے جھک جانے کے ساتھ ہی جھک جاتے ہیں اور انکے سجدہ کرنے کے ساتھ ہی سجدہ میں گر جاتے ہیں تو انکی اس عجیب اطاعت اطاعت و فرمانبرداری پر ان کو نہایت تعجب ہوتا اور متحیر ہو ہو کر دیکھنے لگتے"۔

حافظ عماد الدین (ابن کثیر) نے اپنی تفسیر میں بروایت حسن نقل کیا ہے:-

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قال الحسن :- لما قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا الٰہ الا اللہ ویدعو الناس الی ربھم کانت العرب تلبد علیہ جمیعًا (حاشیہ فتح البیان - جلد ۱۰ - صفحہ ۹۵)

جب آنحضرت (صلعم) کھڑے ہوتے، لا الٰہ الا اللہ کہتے، اور لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے، تو اہل عرب ہجوم کر کے پہنچتے اور ایک دوسرے پر چڑھ آتے۔

اصل یہ ہے کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اُس حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جو آغاز اسلام میں آنحضرت اور آپکے ساتھیوں کی تھی۔ جب آپ نماز پڑھنے کے لئے قیام فرما ہوتے، ایک جماعت آپ کے جاں نثاروں کی آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑی ہو جاتی، اور خشوع و خضوع اور انقطاع و قنوت کے ساتھ یہ مقدس گروہ ایک ان دیکھی ہستی کے تصور میں بیخودانہ مصروف رکوع و سجود و مشغول تسبیح و تکبیر ہوتا، تو یہ منظر کفار عرب کے لئے نہایت تعجب انگیز ہوتا اور وہ اس عجیب طریق قیام و رکوع اور صفوف و متابعت امام کی عظمت و رعب سے مبہوت ہو جاتے، پھر انھوں نے اپنی شوخی و سرکشی سے اس منظر عبادت کو ایک تماشہ سا بنالیا اور نماز کے وقت جمع ہو ہو کر ہجوم کرنے لگے اور دیکھنے کے شوق میں ایک دوسرے پر ٹوٹنے لگے۔ وہ اکثر تماشہ دیکھنے والوں کی طرح بڑھتے بڑھتے اس قدر قریب آجاتے، گویا لپٹ پڑنے کے ارادے سے بڑھ رہے ہیں۔ پس یہی اصل حقیقت ہے، جسکی طرف امام (ابن جریر) نے ایک روایت نقل کر کے اشارہ کیا ہے اور اسکا اقتباس اوپر گزر چکا ہے۔

اب غور کیجئے کہ اس آیت کریمہ سے مساجد کے متعلق کیا بات نکلتی ہے؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے ضعف و مرعوبیت اور اطاعت احکام غیر اللہ کی عبودیت سے آجکل مسجدوں کے متولیوں اور انجمنوں کے سکریٹریوں نے جو روش اختیار کر رکھی ہے، اُس نے مساجد اسلامیہ کی عظمت کو اسی طرح تاراج ضلالت کر دیا ہے جیسا کہ ظہور (مسیح) کے وقت یروشلیم کے ہیکل کا حال ہو گیا تھا۔

اس آیت میں آغاز اسلام کی جس حالت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، بدبختی سے آج ہم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنی تمام عظیم الشان مساجد میں وہی حال دیکھ رہے ہیں۔ دہلی و آگرہ کی جامع مسجد اور لاہور کی تاریخی مساجد ہمیشہ یورپین حکام اور یورپ کے سیاحوں کا تماشہ گاہ رہتی ہیں۔ وہ اکثر عین نماز کے اوقات میں آتے ہیں اور بالکل اسی طرح جس طرح اہل عرب تعجب سے بطور تماشے کے مسلمانوں کو مصروف نماز دیکھتے تھے، قریب آ آ کر ہماری صفوں کا تماشہ کرتے ہیں اور کوئی نہیں ہوتا جو اس تضحیک شعائر اللہ سے انہیں باز رکھے اور روکے!!

اسلام اپنے اعمال و احکام دینیہ کے اندر اقوام وثنیہ کے مندروں اور رومن کیتھولک عیسائیوں کے خانقاہوں کی طرح کوئی راز نہیں رکھتا۔ اُس نے بکمال کشادہ دلی اجازت دی ہے کہ غیر قوم و مذہب کے لوگ اسکی مسجدوں میں آ سکتے ہیں، اور مسلمانوں کی تمام طاعات و عبادات کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ لیکن تاہم وہ اپنے تسامح دینی میں موجودہ مسیحیت کی فرضی بے تعصبی کی طرح اس درجہ فیاض نہیں ہے کہ اپنی عبادت گاہوں کو تماشہ گاہ بنا دے، اور لوگ بطور تماشہ دیکھنے کے وہاں جمع ہو ہو کر نظارہ کریں!

(جامع مسجد) دہلی نے بدبختی سے اس بارے میں جو روایات قائم کر دی ہیں، وہ اس آیت کی پوری تفسیر، اور ہتک ابنیۂ مقدسۂ اسلامیہ کی امثال مشئومہ میں خاص طور پر یادگار رہیں۔

اس بارے میں دوسری مفید ماخذ فیہ آیۃ سورۂ (توبہ) کی متعلق (مسجد ضرار) ہے لیکن اس سے پہلے "مسجد ضرار" کا مختصر حال سن لینا چاہیے۔

مسجد ضرار

حضرت (ابن عباس) اور دیگر صحابہ کرام سے شیخین و ترمذی و نسائی و احمد و ابو یعلی و حاتم و ابن خزیمہ وغیرہم کبار محدثین رحمہم اللہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت (صلعم) نے مکہ معظمہ سے ہجرت کی اور مدینے تشریف لائے تو سب سے پہلے بنی عمرو بن عوف کے محلے میں شہر کی اصلی آبادی سے باہر اُترے [illegible] قیام فرمایا اور مسجد نبوی کی [illegible] لیکن آپکے [illegible] قیامگاہ میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھی لوگوں نے ایک مسجد بنائی اور آنحضرت بھی اکثر وہاں تشریف لیجا کر نماز پڑھنے لگے۔ یہ مسجد "مسجد قبا" کے نام سے ابتک مدینے میں موجود ہے۔ یہ مسجد بن چکی تو بعض رؤسا منافقین نے مسلمانوں میں تفریق ڈالنے اور ضعفا ر قلوب کو اپنی نیات فاسدہ ومضلہ کا آلہ بنانے کے لئے کہا کہ تم اپنے لئے ایک دوسری مسجد بناؤ اور اپنی علیحدہ جماعت قائم کرو۔ حضرت ابن عباس نے ایک دوسری روایت میں (ابو عامر الراہب) کا نام لیا ہے کہ وہ اس شرارت و دسیسۂ نفاق کا محرک اصلی تھا۔ بہرحال لوگ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور اپنی مسجد میں چلنے اور نماز پڑھنے کی خواہش کی۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا ارادۂ نفاق و افساد فی الملۃ معلوم تھا۔ اس نے آپکو جانے سے روکا اور اس مسجد کو "مسجد ضرار" کے لقب سے یاد کیا۔ نیز فرمایا کہ :۔

"لا تقم فیہ ابدًا" اس مسجد میں ہرگز ہرگز جاکر قیام نہ کرنا!

یہ ہم نے بروایت مشہور لکھا۔ ورنہ صحاح ومسانید میں وہ روایتیں بھی موجود ہیں، جن میں مسجد ضرار کو مسجد قبا کی جگہ، مسجد نبوی کے مقابلے میں بنانا ظاہر کیا ہے۔ امام ابوالحسن (واحدی) نے اسباب النزول میں یہ تمام روایتیں جمع کر دی ہیں (کتاب مذکور صفحہ ۱۹۵)

چنانچہ سورۂ (توبہ) میں اسکا ذکر فرمایا ہے :۔

والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرًا وتفریقًا بین المؤمنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ، واللہ یشھد انھم لکاذبون لا تقم فیہ ابدا۔ لمسجد اُسس علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیہ، فیہ رجال یحبون ان یتطھروا

"اور جن منافقوں نے اس غرض سے ایک مسجد بنا کھڑی کی کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں، خدا اور رسول کے ساتھ کفر کریں، مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں، اور ان لوگوں کو پناہ دیں جو اللہ اور رسول کے ساتھ قتال کر چکے ہیں، تو اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ بالکل جھوٹے ہیں اگرچہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہمارا ارادہ اس کام سے سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں اے پیغمبر! تم کبھی بھی اس مسجد میں جاکر کھڑے نہونا! ہاں وہ مسجد مقدس، جس کی بنیاد روز اول ہی سے اتقاء و پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے، یقیناً اس کی مستحق ہے کہ تم اس میں نماز کے لئے کھڑے ہو، کیونکہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

واللہ یحب المطھرین۔(۹-۱۰۸) اس میں ایسے لوگ ہیں جو صاف اور ستھرا رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ بھی صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔

اس آیت سے چند امور واضح ہوئے:-

(۱) مساجد کی تعمیر سے ایک بڑا مقصود اتحاد و اتفاق بین المسلمین اور جمع کلمۂ ملت و دفع تشتت و تفریق ہے۔ یہی مصلحت وجوب جماعت اور قیام جمعہ وعیدین میں بھی مضمر ہے۔ پس اللہ باہمی پھوٹ اور تفرقہ کو پسند نہیں کرتا مسجد کی تعمیر و قیام نیز اسکی جماعت و اجتماع اور ذکر و عبادت بلکہ جمیع اعمال متعلقۂ مساجد میں کوئی بات ایسی نہ ہونی چاہئیے، جس سے مسلمانوں میں باہمی نااتفاقی پیدا ہو اور الگ الگ دھڑے بندی کی جائے۔ اگر بدبختی سے مختلف جماعتیں ہوگئی ہیں اور دل صاف نہیں، تو کم از کم اسکے اثرات کو مسجد تک متعدی نہ ہونا چاہئیے اور وہاں کے اعمال کو بالکل نااتفاقی سے پاک رکھنا چاہئیے۔

(۲) آجکل مسجدوں کی تولیت، نئی مساجد کی تعمیر، اور قدیم مساجد کے انتظام و اہتمام کی جماعتوں کے حالات پر نظر ڈالئے تو صدہا مثالیں ایسی ملیں گی، جن کے اندر صرف جذبۂ خبیثۂ افتراق اور نیت فاسدۂ نفاق کام کر رہی ہے، اور اس طرح جس ہوائے نفسانی سے ہم نے خود اپنے گھروں کو نجس کیا ہے، اسی سے خدا کے گھر کو بھی آلودہ کرنا چاہتے ہیں پھر کتنی مسجدیں ہیں جو اتحاد و جمع کلمۂ مسلمین کی جگہ اور افتراق و تشتت کلمۂ اسلام کا موجب ہوتی ہیں؟ اور کتنی اسلام کی عبادت گاہیں ہیں جنکے ایوان و صحن اتحاد و اتفاق کی جگہ فتنہ و فساد بلکہ قتال و جدال بین المسلمین کا گھر بنا دیئے گئے ہیں؟ ولا تکونوا کالذین تفرقوا من بعد ما جاء ھم البینات، اولئک لھم عذاب عظیم۔(۳-۱۰۲)

(۳) اسی طرح ہر ایسی تحریک جو مساجد کے متعلق تفریق و نااتفاقی کا موجب ہو، جائز نہیں کہ خدا نے اس آیت میں ایسی صداؤں کو علامت نفاق و خصوصیت منافقین خاسرین قرار دیا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حکم طہارت ظاہری

(۴) اگرچہ موضوع بحث کے خلاف ہے لیکن بطور جملہ معترضہ اس آیۃ کریمہ کے متعلق ایک فائدۂ جلیلہ کی طرف اشارہ کرنا ضروری۔

مسجد ضرار کے مقابلہ میں جس مسجد کی اللہ تعالیٰ نے تعریف و توصیف کی ہے، خواہ وہ مسجد قبا ہو یا مسجد نبوی، لیکن ایک بہت بڑا وصف یہ فرمایا کہ:-

فیہ رجال یحبون ان یتطہروا، — اس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو صفائی اور ستھرائی کو پسند
واللہ یحب المطہرین (۹-۱۰۸) — کرتے ہیں اور اللہ بھی صفائی پسند کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی نظر میں صفائی اور پاکیزگی کا درجہ کیسا بلند ہے، اور اس نے صاف و پاک رہنے پر کس درجہ زور دیا ہے؟ اولیں وصف اس مسجد کا یہ بیان کیا کہ وہ موسس علی التقوی ہے۔ یہ گویا اس مسجد کا احق ہونا بحیثیت اسکے محل کے تھا۔ اسکے بعد وہاں کے لوگوں کی صفائی پسندی کا ذکر کیا ہے یعنی محل کی طرح بحیثیت حال کے بھی وہ اقدم و افضل ہے۔ چونکہ مسجد نبوی میں آنے والے زیادہ تو مؤمنین مخلصین تھے، اسلئے وہ صاف و پاکیزہ رہتے تھے اور صفائی کو کہ وصف اسلام و ایمان ہے پسند کرتے تھے۔ برخلاف مسجد ضرار کے بانیوں کے، کہ بوجہ نفاق و کفر پسندی کے علائم اسلام اُن میں مفقود تھیں، اسلئے عموماً نجاست اور گندگی کی حالت اور میلے کچیلے رہنے میں کوئی ہرج نہیں سمجھتے تھے۔ خدا نے فرمایا کہ یہ فرق اللہ کی نظر میں بہت اہم اور وقیع ہے کیونکہ وہ صاف ستھرا رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

افسوس کہ آج مسلمانوں کی یہی سب سے بڑی خصوصیت جو انکو منافقین و کافرین سے ممتاز کرتی تھی، غیروں کے حصے میں آگئی ہے اور انکو صفائی اور پاکیزگی سے محروم سمجھا جاتا ہے۔ یورپ آج جسمانی صفائی اور پاکیزگی کا خواہ کیسا ہی نمونہ ہو لیکن اسکی یہ حالت اسکے تمدن و ترقی معاشرت کا نتیجہ ہے نہ کہ مسیحیت کا۔ گزشتہ صدیوں میں عیسائیوں کے یہاں ضرب المثل تھا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ صفائی کافروں (مسلمانوں) کا شعار ہے، اور پکا عیسائی وہ ہے جسکے جسم پر برسوں کا میل جما ہوا ہو! حروب صلیبیہ (کروسیڈ) کی تاریخوں سے اسکا پتہ چل سکتا ہے۔

برخلاف اسکے مسلمان مذہبًا مجبور ہیں کہ صاف رہیں۔ اپنے جسم کی روزانہ بلکہ دن میں پانچ بار صفائی کریں۔ صاف کپڑے پہنیں۔ بدبودار چیزیں نہ کھائیں۔ مساجد میں جائیں تو اچھے سے اچھا کپڑا پہنکر اور لطیف سے لطیف عطر لگاکر۔ یہ مشہور حدیث سب کو معلوم ہے کہ "خذوا زینتکم عند المساجد"

ممکن ہے کہ اس آیت میں طہارت و تطہیر سے طہارت معنوی یعنی طہارت من الذنوب والمعاصی مراد لیا جائے اور کہا جائے کہ ظاہری طہارت و صفائی مقصود نہیں لیکن اول تو قرآنِ کریم کے الفاظ اس طرح کی توجیہ کیلئے کوئی قرینہ بینہ نہیں رکھتے۔ پھر بکثرت احادیث صحیحہ اس کی مؤید ہیں، جن کو تفاسیر میں دیکھنا چاہیے۔ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ مفسرین صحابہ و تابعین نے اس آیت میں طہارت سے طہارت ظاہری ہی مراد لیا ہے اور امام (رازی) نے اس تفسیر کے بعد تصریح کردی ہے کہ "وھذا قول اکثر المفسرین" یہ قول (یعنی طہارت ظاہری) اکثر مفسرین کا ہے۔

منع ذکرِ الٰہی و سعیِ تخریبِ مساجد

ایک اور آیۂ کریمہ جس میں مساجد کا ذکر ہے، سورۂ بقرہ میں ہے:-

ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعیٰ فی خرابھا اولئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین - (۲-۱۰۸)	اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں خدا کے ذکر و دعوت کو منع کرے اور (اس طرح) انکی خرابی کے درپے رہے؟ ایسے لوگ تو خود اس لائق نہیں کہ مسجدوں میں آنے پائیں مگر (بادافش عمل کے خوف سے) ڈرتے ڈرتے

اس آیت میں اُس شخص یا اُس جماعت کو سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے، جو مساجد میں ذکرِ الٰہی کو روکے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور اسکی خرابی کے لئے سعی کرے مفسرین کرام نے مختلف روایات جمع کی ہیں کہ اس سے کونسی جماعت خاص طور پر مقصود تھی اگرچہ حکم عام ہے؟

امام (طبری) نے اسکے متعلق دو قول نقل کئے ہیں۔

پہلا قول اُن رُواۃ کا ہے جو اسے نصاریٰ کی طرف نسبت دیتے ہیں:۔

فقال بعضهم الذين منعوا مساجد الله ان يذكر فيها اسمه، هم النصارى والمسجد بيت المقدس - وقال آخرون بل عنى الله بهذه الآية مشركي قريش اذ منعوا رسول الله (صلعم) من المسجد الحرام - (تفسير طبري - ۱ - ۳۹۷)

پس بعض نے کہا کہ جو لوگ مساجد میں اللہ کے ذکر سے مانع ہوئے، وہ نصاریٰ ہیں اور مسجد سے یہاں مقصود مسجد بیت المقدس ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ نہیں، بلکہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین قریش کا ذکر کیا ہے جبکہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ میں جانے سے روکا اور اللہ کی عبادت سے مانع ہوئے۔

امام موصوف نے دونوں قولوں کے متعلق روایات و آثار نقل کئے ہیں اور پھر آخر میں خود قولِ اوّل کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ:۔

ان مشركي قريش مكة لم يسعوا قط في تخريب المسجد وان كانوا قد منعوا في بعض الاوقات رسول الله واصحابه من الصلوة فيه، فصح ان الذين وصفهم الله بالسعي في خراب مساجده غير الذين وصفهم الله بعمارتها (۱ - ۳۹۸)

"مشرکین مکہ نے کبھی مسجد حرام کی تخریب کی کوشش نہیں کی اگرچہ بعض اوقات آنحضرت اور صحابہ کو اس میں نماز پڑھنے سے روکا ہو۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ جن لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے کہ وہ مساجد کی خرابی کے درپے ہوتے ہیں، وہ ان لوگوں کے سوا کوئی دوسری ہی جماعت ہے۔ کیونکہ مشرکین قریش تو مسجد حرام کے آباد رکھنے والوں میں سے ہیں، نہ کہ خراب کرنے والے، اور اس حیثیت سے اللہ انکا وصف کر چکا ہے"

لیکن نہایت تعجب ہے اس مفسر جلیل اور امام نحریر پر، کہ اس آیت کی صحیح ترین تفسیر سے کیونکر اُس نے چشم پوشی کی، حالانکہ مشرکین عرب کے سوا اور کوئی جماعت یہاں مراد لی ہی نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جا سکتی، اور جس قدر دلائل اسکے خلاف بیان کئے گئے ہیں، اُن میں سے ایک بھی قابل اعتنا نہیں تفصیل کا موقعہ نہیں۔ باختصار وجوہ ذیل اسکے لئے موجود ہیں:-

(۱) قول اول کے متعلق جس قدر روایات امام موصوف نے نقل کی ہیں، عموماً اُن راویوں سے مروی ہیں، جو ضعیف، غیر معتبر، اور ائمۂ فن کے آگے مجروح ہیں۔

(۲) ان روایات کا ماحصل یہ ہے کہ نصاریٰ بیت المقدس کی تخریب کے درپے ہوئے تھے، لبشر بن معاذ، حسن بن یحییٰ، اور موسیٰ وغیرہ نے مجاہد، قتادہ، اور سدی سے روایت کی ہے کہ:

اولئك النصاریٰ حملهم بعض اليهود علی ان اعانوا بخت نصر البابلی المجوسی علی تخریب بیت المقدس۔ (تفسیر ابن جریر ا-۲۹۷)

اس آیت میں اشارہ نصاریٰ کی طرف ہے۔ انکو بعض یہودیوں نے ابھارا تھا کہ بیت المقدس کی تخریب میں بخت نصر بابلی اور مجوسی کی اعانت کریں۔

ایک دوسری روایت میں رومیوں کا بھی ذکر ہے،

حدثنی موسی قال:- الروم کانوا ظاهروا بخت نصر علی خراب بیت المقدس من اجل ان بنی اسرائیل قتلوا یحیی بن ذکریا (ایضاً)

موسیٰ نے مجھ سے سدی کا قول نقل کیا کہ یہاں مقصود رومی ہیں اُنھوں نے بخت نصر سے بیت المقدس کو خراب کرایا۔ اور یہ اسلئے کیا کہ بنی اسرائیل نے حضرت یحییٰ بن ذکریا کو قتل کر دیا تھا۔

ہم نے یہ دو روایتیں اسلئے نقل کیں تاکہ ہمارے علمائے کرام اندازہ کر سکیں کہ ہماری تفاسیر کی عام روایات و آثار کا کیا حال ہے اور کس طرح رطب و یابس اور غث و ثمین کا انھیں مجموعہ بنا دیا گیا ہے؟ امام ابن جریر اس جلالت و عظمت کے شخص ہیں کہ نہ صرف اپنے دور و زمان میں بلکہ تاریخ اسلام میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ صرف مفسر ہی نہیں بلکہ محدث بھی ہیں اور مؤرخ بھی۔ باایں ہمہ بلا ادنیٰ نقد و بحث کے، اُن روایات کو نقل کر کے ترجیح دے رہے ہیں، جن کو ایک معمولی بچہ بھی، جس نے انہی کی تاریخ کے سوانح و سنین یاد کر لئے ہوں، بے اختیار موضوع کہدیگا۔ جب تفسیر طبری کا یہ حال ہے تو پھر اُن متداول تفاسیر کی احادیث و آثار کا کیا پوچھنا جنکے اقتباسات بغیر نقد و بحث کے علمائے حال کی زبان پر ہوتے ہیں اور جو اسی سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ماخوذ ہیں؟

اصل یہ ہے کہ ہمارے یہاں ایک کام جمع روایات تھا اور ایک نقد و انتخاب، پہلا کام پہلا کام پہلوں کا تھا اور دوسرا پچھلوں کا۔ پہلوں نے اپنا فرض ادا کیا مگر پچھلوں نے غفلت کی۔

تاہم اگر وسعت نظر و تحقیق و تفتیش سے کام لیا جائے تو محققین کی بھی کسی فن اور کسی دور میں کمی نہیں رہی۔ بغیر کسی اجتہاد جدید کے، ہم صحیح ترین روایات و تاویلات کا مجموعہ مرتب کر سکتے ہیں، اور یہی ایک اصولی فرق ہے جو آجکل کے مدعیان اجتہاد کو صاحبانِ علم و فن سے الگ کر دیتا ہے

ان روایات کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔ اول تو (بخت نصر) کو عیسائی تخریب بیت المقدس پر آمادہ کرتے ہیں، حالانکہ عیسائیت کا ظہور بھی (بخت نصر) کے زمانے میں نہیں ہوا تھا۔ پھر بعض یہود کا عیسائیوں کو آمادہ کرنا ظاہر کیا ہے اور دوسرے راوی اپنی تحقیق کا یہ قیمتی اضافہ فرماتے ہیں کہ عیسائیوں سے مقصود روم کے عیسائی ہیں۔ اور پھر یہ کہ ان کو حضرۃ یوحنا کے قتل کا بدلہ لینا تھا!!

ان غریبوں کو معلوم نہیں کہ عیسائیت روم میں کب پہنچی، اور بخت نصر کا مذہب کیا تھا؟ اسکو بابلی بھی لکھتے ہیں اور مجوسی بھی، اور پھر یوحنا کے قتل کا انتقام اسکی وجہ قرار دیتے ہیں، حالانکہ یوحنا کا واقعہ تو خود رومیوں کے عہد تسلط شام میں ہوا ہے، اور اسوقت بخت نصر کی ریڑھ کی ہڈی بھی اسکی قبر میں گل سڑ گئی ہو گی!!

چنانچہ (امام رازی) اور (نیشا بوری) نے اس خبط تاریخی کو بالآخر محسوس کیا اور (ابوبکر رازی) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "لاخلاف بین اهل العلم بالسیر ان هذا بخت نصر کان قبل مولد المسیح بزمان" (تفسیر کبیر - ۱ - ۵ - ۴۷)

(۲) امام موصوف ایک بہت بڑی وجہ قول اول کے ترجیح کی یہ بیان کرتے ہیں کہ اس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آیت میں منع ذکر الٰہی کے ساتھ تخریب مسجد کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور اگر مشرکین مکہ اسکا مورد قرار دئے جائیں تو یہ اسلئے غلط ہو گا کہ انھوں نے کبھی بھی تخریب مسجد حرام کی سعی نہیں کی۔ وہ تو اسکو آباد رکھنے والے ہیں۔

لیکن امام موصوف کی اس بے توجہی پر تعجب ہے۔ حافظ (ابن کثیر) نے اپنی تفسیر میں اسکا نہایت عمدہ جواب دیا ہے۔ اسکا نقل کر دینا کافی ہوگا:۔

واما اعتماده على ان قريشا لم تسع في خراب الكعبة، فاى خراب اعظم مما فعلوا؟ اخرجوا عنها رسول الله واصحابه استحوذوا عليها باصنامهم (حاشیہ فتح البیان-۱-۳۷۰)

"اور امام طبری کا اس پر زور دینا کہ قریش مکہ نے تو کبھی خانہ کعبہ کے خرابی کی سعی نہیں کی، تو اسکا جواب یہ ہے کہ جو کچھ انھوں نے کیا اس سے بڑھکر اور کیا تخریب کعبہ ہو سکتی تھی؟ انھوں نے اللہ کے رسول اور انکے ساتھیوں کو مسجد سے نکلنے پر مجبور کیا اور اسکو اپنے بتوں سے بھر دیا، یہی تو سب سے بڑی اسکے لئے خرابی تھی"

(۳) پھر روایات پر اگر نظر ڈالی جائے تو حضرت ابن عباس اور ابن زید کی روایات اسی تفسیر کی مؤید ہیں جو عکرمہ، سعید بن جبیر اور عطار کی روایت سے خود امام موصوف نے نقل کی ہیں۔

(۴) البتہ حضرة ابن عباس کی جو روایت ہے، اگر اس سے اتنا ٹکڑا نکال دیا جائے کہ "رومی عیسائی تھے" تو اس آیۃ کا اشارہ بیت المقدس کی آخری تباہی کی طرف بھی بہ تکلف قرار دیا جا سکتا ہے، جس میں رومیوں نے بیت المقدس کی مسجد کی دیواریں ڈھادی تھیں اور وہ اسی طرح منہدم رہیں تا آنکہ فتح بیت المقدس کے بعد حضرت عمر نے انکو تعمیر کیا:۔

الآية نزلت فى ططلوس الرومى واصحابه من النصارى وذلك انهم غزوا بنى اسرائيل فقتلوا مقاتلهم وسبوا ذراريهم وحرقوا التوراة وخربوا بيت المقدس وهذا قول ابن عباس (اسباب النزول واحدی صفحہ ۲۴)

یہ آیت شاہ ٹیٹس رومی اور اسکی فوج کے حق میں نازل ہوئی ہے "جو عیسائیوں میں سے تھا" اسلئے کہ انھوں نے یہودیوں پر حملہ کیا، اور ان کو قتل کر ڈالا نیز تورات کے نسخے جلا دئے اور بیت المقدس کی عمارت خراب کر دی۔ یہ قول ابن عباس کا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"من النصاریٰ" نے اس روایت کا اعتبار کھو دیا، ورنہ باقی بیانات صحیح تھے۔ رومیوں کے آخری حملۂ بیت المقدس میں یہ سب باتیں ہوئی ہیں۔ البتہ آیت کا سیاق وسباق اور محل وموقعہ رومیوں کے ذکر کے بالکل خلاف ہے۔

امام (رازی) نے ایک اور توجیہ کی ہے۔ وہ اسکا محل یہود کو قرار دیتے ہیں۔ بعد کی آیتوں میں تحویل قبلہ کا ذکر ہے۔ اسلئے وہ کہتے ہیں کہ تحویل قبلہ (یعنی بیت المقدس کی جگہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے) کے بعد یہودی، لوگوں کو کعبے کی طرف متوجہ ہونے سے مانع ہوتے تھے، "ولعلھم سعوا ایضًا فی تخریب الکعبۃ" پس خدا نے ان کو ظلم فرمایا، لیکن ارباب فہم کو یہ بتلانا ضروری نہیں کہ یہ توجیہ بھی کوئی وزن نہیں رکھتی۔ (تفسیر کبیر۔۱۔۱۷۵)

تحقیق منع مساجد وسعی تخریب

اصل یہ ہے کہ اس آیت میں مشرکین مکہ ہی کا ذکر ہے۔

قرآن کریم کی تفسیر کا اصول یہ ہونا چاہئے کہ سب سے پہلے قرآن کے مبہمات وغرائب اور محذوفات وضمائر کی تفسیر خود قرآن ہی سے پوچھی جائے۔ یہ قرآن کریم کا ایک خاص امتیاز ہے کہ اسکا ایک ٹکڑہ دوسرے ٹکڑے کے لئے مفسر ومشرح ہوتا ہے۔

اب دیکھئے کہ قرآن کریم کے دوسرے مواقع کس طرح اس کی تفسیر کرتے ہیں؟ سورۂ (انفال) میں مشرکین مکہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

وما لھم الا یعذبھم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام وما کانوا اولیاءہ، ان اولیاؤہ الا المتقون ولکن اکثرھم لا یعلمون۔ (۸-۳۴)

"اور اب کونسی وجہ ہے کہ مشرکین مکہ تو مسلمانوں کو مسجد حرام میں جانے سے روکیں اور خدا ان کو عذاب میں گرفتار نہ کرے؟ حالانکہ یہ گو اسکے متولی ہونے کے مدعی ہیں مگر فی الحقیقت اسکے اہل نہیں۔ اس کے مستحق تو صرف اللہ سے ڈرنے والے یعنی مسلمان ہیں"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس آیت میں صریح طور پر مشرکین مکہ کی نسبت فرمایا کہ وہ مسلمانوں کو مسجد میں جانے سے روکتے ہیں۔ خواہ یہ روک صلح (حدیبیہ) کے بعد کی ہو خواہ آغاز اسلام کی۔

دوسری جگہ فرمایا:-

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاھدین علی انفسھم بالکفر اولئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خالدون۔ (۹-۱۸)

مشرکوں کو کوئی حق نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد بھی رکھیں ور اپنے اعمال سے اپنے اوپر کفر کی شہادت بھی دے جائیں۔ یہی لوگ ہیں جنکے تمام کام برباد وضائع ہیں اور یہی ہیں کہ دائمی عذاب انکا رفیق ہے۔

اس آیت میں شرک وکفر کو تعمیر وخدمت مساجد کے منافی فرمایا کہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ پھر اسکے بعد والی آیت میں زیادہ تصریح کی:-

انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر واقام الصلوۃ واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ (۹-۱۹)

درحقیقت اللہ کی مسجدوں کو تو وہی شخص آباد رکھتا ہے۔ جو اللہ اور آخرت پر سچا ایمان لایا، نماز قائم کی، زکوۃ ادا کی، اور نیز جسنے اللہ کے سوا اور کسی ہستی اور قوت کا ڈر نہ مانا!

یہ آیت ہمارے سلسلۂ آیات متعلقۂ مساجد میں آئے گی کہ نہایت اہم اور تشریح طلب ہے" لیکن یہاں صرف یہ دکھلانا مقصود ہے کہ اللہ نے مساجد کی تعمیر وآبادی اور خدمت وتولیت کیلئے ایمان واسلام کو شرط تبلایا اور یہ کہ اعمال کفریہ کے ساتھ یہ شرف جمع نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح ایک اور آیت بھی ہے:-

ھم الذین کفروا وصدوکم عن المسجد الحرام (۴۸-۵۲)

یہ اہل مکہ وہی تو ہیں جنھوں نے اللہ اور اسکے ساتھ کفر کیا اور تمکو مسجد حرام جانے سے روکا۔

ان آیات کریمہ کے مطالعہ سے بغیر کسی دوسری طرف رجوع کرنے کے واضح ہوجاتا ہے کہ:

(۱) قرآن کریم مشرکین مکہ کی نسبت ہر جگہ کہتا ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کو مسجد حرام میں جانے سے روکا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۲) قرآنِ کریم تعمیر مساجد کے لئے ایمان باللہ و عمل صالح کو شرط قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو اعمال کفریہ و شرکیہ میں مبتلا ہیں، وہ مسجد کے آباد کرنے والے کیسے ہو سکتے ہیں؟

پس اس سے ثابت ہو گیا کہ آیت زیر بحث میں بھی منع و تخریب مساجد سے یقیناً مشرکین مکہ ہی مراد ہیں، اور جو انکے اعمال تھے، وہی اعمال ہیں جنکو قرآن کریم نے "اظلم" یعنی کمال ظلم و عدوان سے تعبیر فرمایا ہے۔ رہا امام (طبری) کا اعتراض تو وہ ان آیات سے خود بخود رفع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قریش مکہ اپنے تئیں مسجد حرام کے آباد رکھنے والوں اور متولیوں میں سے سمجھتے تھے، مگر خدا نے صاف صاف کہدیا ہے کہ انکا ایسا سمجھنا غلط ہے۔ وہ آباد کرنیوالے نہیں بلکہ فی الحقیقت اسکی تخریب کے درپے ہیں۔ کیونکہ وہ ذکر الٰہی کو روکتے اور مؤمنوں کو اسمیں داخل ہونے نہیں دیتے۔

حکم آیت کریمہ عام ہے

اصل یہ ہے کہ اس آیت میں کسی مسجد کا ذکر ہو۔ وہ مسجد ایلیا ہو یا مسجد حرام۔ مشرکین مکہ مقصود ہوں یا رومی بت پرست، لیکن اس میں شک نہیں کہ مساجد الٰہی کے متعلق ایک عام حکم ہے جو قرآن نے دیا ہے، اور جو جماعت، جو قوم، جو قوت، ایسا کرے گی، اس کا مصداق ہوگی۔

وهذا الحكم عام لجنس مساجد الله وان مانعها من ذكر الله مفرط في الظلم، ولا باس ان يجيئ الحكم عاماً وان كان السبب خاصاً (نیشاپوری حاشیہ طبری۔ (۱-۴۷۳) [1]	اور یہ حکم عام ہے تمام مسجدوں کے لئے، جو کوئی کسی مسجد میں ذکرِ الٰہی کو روکے وہ سخت ظالم ہے اور اسمیں کوئی حرج نہیں کہ کسی آیت کا حکم عام قرار دیا جائے اگرچہ سبب نزولِ آیۃ خاص ہو

[1] تفسیر نیشاپوری دراصل تفسیر کبیر امام رازی کا اختصار ہے اور اختصار بھی بجنسہٖ۔ پس یہ عبارت، امام رازی ہی کی سمجھئے۔ تفسیر کبیر کی جلدوں کی الماری نظروں کے سامنے ہے اور میں انھیں دیکھ رہا ہوں (باقی برصفحہ آیندہ)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صاحب (احکام القرآن) بھی اس سے متفق ہیں :-

انہ کل مسجد، لان اللفظ عام ورد بصیغۃ الجمع فتخصیصہ ببعض المساجد او ببعض الازمنۃ محال (منقول از ولادی)

اس سے مقصود ہر مسجد ہے، کیونکہ لفظ عام بصیغۂ جمع وارد ہوا ہے، پس مساجد یا بعض زمانوں کی خصوصیت کرنا بالکل محال ہے۔

نتائج بحث

(۱) قریش مکہ اپنے تئیں بانی کعبہ قرار دیکر فخر کرتے تھے۔ اسکی خدمت و عزت انکے لئے موجب شرف و افتخار رہتی۔ مگر انھوں نے مسلمانوں کو مسجد میں جانے اور ذکر الٰہی سے روکا اور اپنے بتوں کا اسکو پرستشگاہ بنایا۔ اسپر اللہ نے کہا کہ تم سے بڑھ کر دنیا میں اور کون ظالم ہو سکتا ہے کہ خدا کے گھر میں آنے سے روکتے ہو؟

پس جو لوگ مسلمانوں کو مسجدوں میں آنے سے روکیں وہ گو مدعی اسلام اور تولیت مساجد ہوں مگر فی الحقیقت انکی حالت بھی مثل مشرکین مکہ کے ہو گی اور سب سے بڑے ظلم کرنے والے ہوں گے۔

پھر آج کتنی ہی مسجدیں ہیں، جن میں مسلمانوں کو جانے سے روکا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہاں آکر اپنے خدا کا ذکر نہ کرو؟ ہر فرقہ دوسرے فرقے کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہے اور محض چند اختلافات و نزاعات کی بنا پر مسجد کے دروازے مسلمانوں پر بند کر دئے جاتے ہیں۔ کتنے مقدمات ہیں جو صرف اسی بنا پر ہندوستان کی عدالتوں میں ہو چکے ہیں، اور کتنی خونریزیاں ہیں جو مساجد کے صحن میں صرف اسلئے کی گئیں کہ جن کو مساجد میں آنے سے روکا گیا تھا، وہ بدبختی سے مساجد میں چلے آئے تھے؟

(بقیہ سابقہ) نگرراتیں کے دو نیچ چکے ہیں۔ سر میں سخت درد ہے۔ نفس آسودگی پسند اٹھنے نہیں دیتا۔ اس لیئے نیشاپوری ہی کے حوالے پر اکتفا کرتا ہوں۔ یہ تفسیر طبری کے حاشئے پر چھپی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ابھی تھوڑی دیر کے بعد آپ پر واضح ہو جائیگا کہ جس شے کو لوگ آج سیاست یا سیاسی مباحث سے موسوم کر کے خوف زدہ ہوتے ہیں، یعنی حفظ حقوق دینیہ و اسلامیہ و ردّ استبداد و جبر حکومت، وہ بھی فی الحقیقت ذکر الٰہی ہی میں داخل ہے، کیونکہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اسلام کا جہاد مقدس لسانی ہے۔ پھر اگر ایسا ثابت ہو گیا تو کیا ان مباحث و مذاکرہ سے روکنے والے اس آیۂ کریمہ کے مصداق نہونگے؟ اعاذنا اللہ تعالیٰ!

(۲) یہ عجیب بلاغۃ قرآنی ہے کہ ہر موقع و مطلب کو اپنے لئے بہترین لفظ ملتا ہے اور اگر اسکو الگ کر دیا جائے تو پھر اسکی جگہ دوسرے لفظ سے نہیں بھر سکتی۔ اس آیت میں "اظلم" کا لفظ فرمایا کہ "ظلم" کا افعل التفضیل ہے۔ "ظلم" کی تعریف یہ ہے کہ "وضع الشئ فی غیر موضعہ والتصرف فی حق الغیر (مفردات) یعنی کسی شے کا اُسکی اصلی جگہ کے خلاف کام میں لانا یا بنانا اور دوسرے کے حق میں تصرف کرنا۔

پس یہاں منع مساجد کو ظلم سے تعبیر کیا کہ مسجدیں جس غرض سے بنائی گئی ہیں، مانعین مساجد چاہتے ہیں کہ اسکے خلاف کاموں میں لائی جائیں۔ وہ اللہ کے نام سے پکار دی گئی ہیں پس انسانی ملکیت اُن میں باقی نہیں رہی۔ اب انسانوں کے ذکر و ستائش کا انکو گھر بنانا (حسب تعریف ظلم) دوسرے کے حق میں تصرف کرنا ہے۔

خدا نے عمارت مساجد کا مقصد حقیقی جسکے لئے وہ موضوع ہیں، خود ہی بار بار تبلا دیا ہے۔ مثلاً سورۂ (نور) میں مشہور تمثیل مصباح و زجاج کے بعد فرمایا:۔

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ، یسبح لہ فیہا بالغدو والاٰصال (۲۴ ع ۳۶) "یہ چراغ ایسے گھروں میں روشن کیا جاتا ہے، جنکی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کی عظمت کی جائے، اور ان میں اللہ کا ذکر اور اسکے نام کی تقدیس ہو۔ انہیں اللہ کے بندگان مخلص و مؤمن صبح و شام تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں"

مسجد جب اس کام کے لئے وضع ہوئی، تو مانعین مساجد ظاہر ہے کہ اسکے موضوع سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُسے محروم رکھنا چاہتے ہیں اور یہی معنی ہیں ظلم کے۔ شرک کو بھی خدا نے اسی لفظ سے تعبیر کیا ہے "ان الشرک لظلم عظیم (۳۱-۱۳)" شرک سب سے بڑا ظلم ہے، کیونکہ انسان کا سر جو صرف اللہ کے آگے جھکنے کے لئے ہے، اسکی زبان، جو صرف اُسی کی تسبیح و تقدیس کے لئے ہے، اسکے قدم، جو صرف اُسی کی طرف بے تابی اور بے قراری سے دوڑنے کے لئے ہیں، جب کسی دوسرے کے لئے اپنے تئیں وقف کردیں تو یہ ظلم ہوگا کیونکہ ظلم "وضع الشیٔ فی غیر موضعہ" کو کہتے ہیں۔

اگر یہ سچ ہے تو پھر وہ خبیث روحیں کیوں اپنے اوپر ماتم نہیں کرتیں، جو اس ظلم اعظم کی مرتکب اور اس وعید الٰہی کی مصداق ہیں؟ کیا جنھوں نے آج خدا کی مقدس مسجدوں کو، جو صرف اُسی کیلئے تھیں، اور اُسی کے نام کی عظمت کیلئے، غیروں کے لئے بنا دیا ہے، جہاں انسانی حکمرانی کے فرمان چلتے اور دنیوی استبداد و تسلط کے احکام نافذ ہوتے ہیں، اس حکم الٰہی کے ماتحت "اظلم" نہیں ہیں؟ وہ اشرار و ارذال، جو آج خدا کے گھروں کو شیاطین کی پرستش و غلامی کا مندر بنانا چاہتے ہیں، جنکی ابلیسانہ آرزو یہ ہے کہ مساجد الٰہی کا صحن مقدس جو ملائکۂ سماویہ کے نزول علوی کا رحمت کدہ تھا زمین کی ارواح خبیثہ کی ناپاک قوتوں کا شیطان کدہ بن جائے، کیا اپنے مورث اعلیٰ قریش مکہ سے کچھ زیادہ مختلف ہیں، جنھوں نے مسجد حرام کے طاقوں میں پتھر کے بت رکھدئے تھے؟

کیا تم نے بارہا نہیں دیکھا کہ عین اُس منبر محترم کے پہلو میں، جو صرف اللہ ہی کے احکام مقدسہ کے اعلان کے لئے تھا، اور عین اس محراب معظم کے نیچے، جو صرف اُسی کے آگے جھکنے کے لئے خمیدہ ہوا تھا، غیروں کے نام کی تقدیس و تسبیح کی گئی، اور جو جگہ کہ اللہ کی غلامی کے لئے بنائی گئی تھی، اس کو دوسروں کی غلامی سے ناپاک کیا گیا؟ قریش مکہ کو خدا نے "اظلم" کہا۔ اسلئے کہ انھوں نے خدا کے ذکر کو روکا اور مسجد کی طاقوں میں پتھر کی مورتوں کو سجایا، پر وہ، جو آج مسجدوں میں اسکے حکموں کو روک کر غیروں کے حکموں کی منادی کرتے اور پتھر کی بیجان مورتوں کی جگہ زندہ بتوں کے آگے گردنوں کو جھکاتے ہیں، کیا اُن سے زیادہ "اظلم" اور ان سے زیادہ خدا کے بے امان غصے اور اسکے جلال و غیرت کے ہیجان کے سزاوار نہیں ہیں؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مسجد خدا کے لئے بنائی گئی ہے تاکہ صبح و شام اسکے نام کی وہاں پکار بلند ہو: یسبح له فیها بالغدو والآصال! پس اُسے خدا ہی کے لئے چھوڑ دو۔ اسکے دشمنوں کو دعوت نہ دو کہ وہ تمھارے گھروں کی طرح خدا کے گھر پر بھی قبضہ کرلیں، اور اسکو اپنی انسانی پرستش و تعبد کا مندر بنائیں۔ تم جو اپنے تاج و تخت کی حفاظت نہ کر سکے، ایسا نہ کرو کہ خدا کے تخت معبودیت کی تقدیس کو بھی غیروں کی بدولت بٹہ لگا دو۔ اُس نے تم کو اپنی عبادت کے لئے ایک مقدس عمارت دی ہے، پس اسی کے آگے جھکو اور اُسی کو پیار کرو۔ وہاں اسکے دشمنوں کے لئے دعائیں نہ مانگو اور نہ پادشاہوں کی پوجا کے لئے ہاتھ اُٹھاؤ۔ اسکے گھر میں صرف اُسی کو مانو کہ خدا کے گھر میں انسانوں کی تسبیح و تقدیس تمھارے لئے زیبا نہیں۔

(۳) ایک صاف اور عام فہم نتیجہ جو اس آیت سے نکلتا ہے وہ اسکے حکم کی عمومیت اور ہر زمانے اور ہر دور کے لئے وعید الٰہی کی صداقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ منع ذکر الٰہی اور سعی تخریب مساجد۔ ایک صورت تفسیر یہ ہے کہ دونوں کا مفہوم ایک ہی شے قرار دیا جائے اور تخریب مساجد کی سعی کو منع ذکر الٰہی کا نتیجہ سمجھا جائے، جیسا کہ (ابو مسلم) کا خیال ہے اور جیسا کہ (شیخ علی المہائمی) نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:۔

"ویذکر فیها اسمه" واذا منع لرهيتم لعمارتها فکانما "سعی فی خرابها" (تفسیر مهائمی۔ صفحہ ۵۷)

"ویذکر فیها اسمه" یعنی جبکہ اُس نے لوگوں کو ذکر الٰہی سے روکا تو مساجد کی آبادی کا اہتمام نہیں کیا۔ اور ایسا کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ گویا اُس نے مساجد کی خرابی کی سعی کی۔

پس اس تفسیر کی بنا پر سعی تخریب کے معنی بھی "منع ذکر الٰہی" کے ہوئے۔

لیکن اگر عطف کی بنا پر دونوں میں فصل کیجئے تو پھر (امام رازی) نے اسکی تشریح یوں کی ہے۔

السعی فی تخریب المسجد قد یکون لوجهین۔ احدهما منع المصلین و المتعبدین والمتعهدین له، فیکون

"تخریب مسجد کی کوشش دو طرح سے ہوگی۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ نماز پڑھنے والوں، عبادت گزاروں، اور وابستگان مساجد کو مانع ہوں۔ پس ایسا کرنا بھی فی الحقیقت مسجد کی تخریب ہوگی۔ دوسری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ذٰلک تخریباً - والثانی بالھدم والتخریب صورت یہ ہے کہ اس کی عمارت کو منہدم کیا جائے - اور (تفسیر کبیر - ۱ - ۶۷) حقیقی معنوں میں اسکی تخریب ہو۔

اس سے ظاہر ہوا کہ "سعیٰ فی خرابھا" میں دونوں صورتیں داخل ہیں اور آیت کا حکم عام پس جب کبھی کوئی شخص یا گروہ کسی مسجد میں دائمی یا عارضی، تھوڑی دیر کے لئے یا زیادہ عرصے کے لئے، نمازیوں کو جانے سے روکے، جن لوگوں نے خدا کے گھر میں پناہ لی ہے اُنپر حملہ آور ہو، اور وہاں کے عبادت گذاروں کا خون بہائے، تو وہ بھی ہماری نظروں میں اُنھیں مشرکین مکہ کی سی جماعت ہوگی جنھوں نے مسجد حرام میں جانے سے مسلمانوں کو روکا تھا، اور جو سلوک ہم نے انکے ساتھ کیا تھا اسی کی وہ بھی مستحق ہوگی۔ نیز اس سے بڑھ کر کوئی "ظلم" نہیں اور نص صریح اسپر شاہد۔

تخریب کی یہ پہلی صورت ہے۔ دوسری صورت حقیقی معنوں میں تخریب ہے، یعنی مسجد یا اسکے کسی حصے کو منہدم کرنا۔ تو ظاہر ہے کہ یہ صورت بھی جس شخص یا جس گروہ سے سرزد ہو وہ اس آیت کریمہ کی بنا پر" اولٰئک ما کان لھم ان ید خلوھا الا خائفین - لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم" کی وعید کا مستحق ہوگا۔

حقیقت تعبُّد و پرستش

ممکن ہے کہ تم کہو۔ مساجد میں انسانی حکومتوں کے احکام کا اعلان، اور انسانوں کی تعریف و تمجید پرستش و تعبّد میں داخل نہیں۔ پرستش تو صرف اُسی کی کرتے ہیں جسکے لئے مسجدیں بنائی گئی ہیں۔ اُسی کے آگے عبادت کے لئے کھڑے ہوتے، اور اُسی کی حمد و ثنا خطبوں میں بیان کرتے ہیں البتہ انسانوں میں جو لوگ بڑے ہیں، جنکا دربار عزت بخش اور جنکا حکم و اقتدار بہت وسیع ہے، انکی تعریف کرتے ہیں اور ان کے لئے دعا مانگتے ہیں۔

اگر میں اسکا جواب دوں۔ اگر میں اسلام کی توحید اور اسکے قرار دادہ شرک کی تشریح کروں تو میں اپنے موضوع بحث سے بہت دور جا پڑوں گا اور اب بھی اتنا نزدیک نہیں جتنا کہ ہمیشہ رہنا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چاہیئے۔ مگر میں کہونگا کہ میں نے جو آجکل کے مشرکین ہوا پرست کو قریش مکہ کے مشرکین اصنام پرست سے تشبیہ دی تو نادانو! وہ تو تمھارے اس کہنے میں بھی موجود ہے۔ دراصل توحید اسلامی کے متعلق یہ ایک عالمگیر ضلالت ہے جس میں آج مختلف صورتوں کے اندر عالم اسلامی گرفتار ہے لوگ بھول گئے ہیں کہ اسلام کا مایۂ شرف محض اعتقاد توحید نہیں بلکہ تکمیل توحید ہے۔ اور تکمیل توحید کی اصل واساس "توحید فی الصفات" ہے۔

توحید فی الصفات

مشرکین مکہ کبھی بھی خدا کے منکر نہ تھے۔ وہ کبھی یہ نہیں کہتے تھے کہ جن بتوں کی ہم پوجا کرتے ہیں یہی خالق ارض وسماوات ہیں۔

ولئن سالتھم من خلق السماوات والارض وسخر الشمس والقمر؟ لیقولن اللہ! فانیٰ یوٴفکون؟ — (۲۹-۲۱)

اور اگر ان مشرکین عرب سے تم پوچھو کہ وہ کون ہے جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا، اور سورج اور چاند کو اس ترتیب و نظام عجیب پر مسخر کردیا؟ تو بے اختیار بول اٹھینگے کہ کوئی نہیں صرف اللہ! جب حال یہ ہے تو پھر یہ گمراہ کہاں بھٹکے چلے جارہے ہیں؟

پھر سورۂ زمر میں فرمایا:-

ولئن سالتھم من خلق السماوات والارض؟ لیقولن اللہ، قل افرءیتم ما تدعون من دون اللہ ان ارادنی اللہ بضر ھل ھن کاشفات ضرہ؟ او ارادنی برحمۃ ھل ھن ممسکات رحمتہ؟ قل حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون!! (۳۹-۳۹)

"اور اے پیغمبر! اگر تم ان مشرکین مکہ سے پوچھو کہ کون ہے جس نے ان آسمانوں اور اس زمین کو پیدا کیا؟ تو ضرور اسکے جواب میں یہی کہینگے کہ "اللہ نے" پھر تم ان سے کہو کہ اگر اللہ مجکو تکلیف پہنچانا چاہے تو وہ تمھارے معبود جنھیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو، میری تکلیف کو دور کرسکتے ہیں؟ یا اگر اللہ مجھپر اپنا فضل وکرم کرنا چاہے تو کیا وہ اُسے روک سکتے ہیں؟ اے پیغمبر! ان سے کہدو کہ میرے لیے تو بس (وہی) خدا بس کرتا ہے (جسکے وجود سے تم بھی انکار نہیں کرسکتے) اور بھروسہ کرنے والے

اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں"

پس اگر اپنے اعمالِ مشرکانہ کے ساتھ تم بھی خدا کا اقرار کرتے اور اسکو عبادت صفوف و محراب کا مستحق سمجھتے ہو، تو تمہارے مورثِ اعلیٰ بھی ایسا ہی سمجھتے تھے۔ ان کو اللہ کے وجود سے انکار نہ تھا جب ان سے پوچھا جاتا تھا کہ باوجود اس اقرار کے بتوں کو اپنا قبلۂ عبادت کیوں بناتے ہو؟ تو جواب میں کہتے تھے:۔

ما نعبدهم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (۳۹-۴)

ہم ان کی پرستش صرف اسلئے کرتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے وسیلۂ شفاعت ہیں۔ اور تاکہ ہمیں اللہ کا مقرب بنادیں۔

سورۂ (یونس) میں بھی انکا قول نقل کیا ہے:۔

ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرهم ولا ینفعهم ویقولون هؤلاء شفعاؤنا عند اللہ (۱۰-۱۹)

"اور اللہ کے سوا یہ اُن چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو فی الحقیقۃ نہ تو انھیں نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتی ہیں اور نہ نفع پہنچانے کی۔ اور جب پوچھو تو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بت خدا تو نہیں مگر ہمارے لئے شفیع و وسیلۂ تقرب ضرور ہیں"

پھر کیا یہی جواب نہیں ہے جو آج تمہاری زبانوں سے بھی نکل رہا ہے؟

تم بھی مدعیِ اسلام ہو، خدا کو مانتے اور اسکے آگے عبادت کے لئے کھڑے ہوتے سے منکر نہیں، لیکن با ایں ہمہ تم نے دنیوی قوت و طاقت اور عز و جاہ کے انسان صورت بتوں کو بھی تعبدانہ عاجزی و تذلل کا مستحق سمجھ لیا ہے۔

قریش مکہ نے اپنے بڑوں کی مورتیں بنا رکھی تھیں۔ تم نے دنیوی تاج و تخت اور حکام و امراء کو انکی جگہ دیدی ہے۔ تم اُن سے اس طرح ڈرتے اور ان کے نام سے کانپتے ہو، جو صرف خدا ہی کے شایان شان تھا، تم انکا ذکر اس احترام و عظمت سے کرتے ہو، جو صرف خدا ہی کا حق خالص تھا، تم انکے آگے اس عاجزی و ذلت سے جھکتے ہو، جو صرف خدا ہی کے سامنے زیب دیتی تھی، تم ان کے احکام جائرہ اور اوامرِ مستبدہ کی اس طرح بلا چون و چرا تعمیل کرتے ہو، جسکا حق خدا کے سوا اور کسی کے لئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تھا۔ تم خدا کے گھر کے اندر انکا ذکر کرتے اور انکی تعریف و تہنیت میں گیت گاتے ہو، اور انکے حکموں اور فرمانوں کا منبروں پر چڑھ چڑھ کر اعلان کرتے ہو۔ پھر اگر یہ شرک فی الصفات نہیں ہے، تو کیا ہے؟ کیا شرک و بت پرستی بغیر پتھر کی مورت اور بغیر قربانی کے بچھڑے کے ممکن نہیں؟ کیا بت پرستی کا گھر دل اور ارادہ نہیں بلکہ مندر کا کلس اور پوجا کا چبوترہ ہے؟

پھر تم بھی تو یہی کہتے ہو کہ "ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ"؟ تم بھی تو یہی جواب دیتے ہو، جبکہ تم پر توحید کی لعنت اور ایمان باللہ کی پھٹکار پڑتی ہے کہ "ھٰؤلاء شفعاؤنا"؟ یعنی یہ حکام یہ ارباب اقتدار، یہ اُمرا اور رؤسا، گو مالک حقیقی نہیں مگر ہمارے لئے وسیلۂ تقرب، و ذریعۂ شفاعت و موجب ترفع درجات و ازدیاد اعزاز ہیں؟

مگر یاد رکھو کہ وہ زندگی جسکے اعزاز و ترفع کی نفسانی خوشیوں کے لئے تم یہ سب کچھ کر رہے ہو، دائمی نہیں۔ وہ وقت بھی آنے والا ہے جبکہ مالک الملک حقیقی کا تخت جلال و جبروت بچھایا جائیگا۔ اور پوچھا جائے گا:۔

این شرکاؤکم الذین کنتم تزعمون (۶-۲۲)

آج کے دن کہاں ہیں وہ تمھارے ٹھہرائے ہوئے معبودانِ باطل، جنکو تم خدائی میں شریک سمجھتے اور اسلئے انکے آگے جھکتے تھے؟

اور پھر جبکہ تم اپنے ان حکام و اُمرا کو ڈھونڈھو گے کہ:۔

ھل لنا من شفعاء فیشفعوا لنا او نرد فنعمل غیر الذی کنا نعمل (۷-۵۱)

"آج کے دن ہمارے دُنیا کے شفاعت کرنے والوں اور وسیلہ ہائے تقرب میں سے ہے کوئی سفارشی کہ یہاں بھی ہماری سفارش کرے ہمیں پھر دوبارہ دنیا میں لوٹا دیا جائے تاکہ جیسے عمل ہم پہلے کرتے تھے، اُنکے خلاف ایماندارانہ عمل کریں!"

لیکن اُس دن کے لئے اُن سب پر افسوس اور اُن سب کے لئے حسرت، جنھوں نے آج زمین پر اللہ کو بھلا دیا ہے کیونکہ وہ بھی اُس دن بھلا دئے جائینگے اور جس طرح انھوں نے آج خدا کے دین مقدس کو اپنے اعمال سخریہ سے ہنسی کھیل بنا دیا ہے، اسی طرح اُس دن بھی اُنسے تمسخر کیا جائیگا کہ:۔

الذین اتخذوا دینھم لھوا ولعبا

ان لوگوں نے دین الٰہی کو ہنسی کھیل بنا رکھا تھا، اور دنیا کی زندگی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وغرتھم الحیوٰۃ الدنیا، فالیوم ننساھم کما نسوا لقاء یومھم ھذا، وما کانوا بآیاتنا یجحدون!! (۷-۴۹)

اور جاہ وعزت کی ہوس نے انھیں دھوکے میں ڈال دیا تھا۔ بس آج کے دن ہم بھی انھیں اُسی طرح بھلا دینگے، جس طرح کہ یہ لوگ دنیا میں آج کے دن بھلا بیٹھے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے

بقیہ نتائج بحث

(گذشتہ سے ملحق)

(۴) اس جملۂ معترضہ نے گزشتہ نمبر کی بہت سی جگہ لیلی تھی کہ اس آیت سے مقصود بیت المقدس کی تخریب کا کوئی واقعہ ہے یا مشرکین مکہ کا تمرد اور سرکشی؟ لیکن یہ اطناب مصالح سے خالی نہ تھا۔ اس امر کے ثابت ہو جانے کے بعد کہ اس آیت میں مشرکین مکہ کی طرف اشارہ ہے۔ بغیر کسی تکلف کے ہم اس نتیجہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ خدا نے مشرکین مکہ کو اسلام و پیروان اسلام کیطرف سے جس سلوک کا مستحق قرار دیا تھا، ہر زمانے اور ہر دور میں مانعین مساجد اسی سلوک کے مستحق ہونگے۔ مشرکین مکہ کا سب سے بڑا جرم سورۂ توبہ کے نزول کے ساتھ ہی بتلایا گیا تھا کہ "ھم یصدون عن المسجد الحرام"، وہ مسجد سے مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ پس جب کبھی کوئی شخص، کوئی گروہ، کوئی قوم، کوئی طاقت، ہمارے ساتھ ایسا کرے گی، تو ہم مجبور ہونگے کہ اُسے بھی سورۂ (توبہ) کے احکام کا مستحق سمجھیں۔

اسلام و مسلمین کے حقوق دینیہ کا حفظ و احترام ایک معاہدۂ صلح تھا جو مسلمانوں اور قریش مکہ میں قرار پایا تھا، پر مکہ والوں نے اُسے توڑ دیا اور خدا کو اعلان کرنا پڑا کہ:۔

براءۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین، فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر، واعلموا انکم غیر معجزی اللہ، وان اللہ مخزی

جن کے ساتھ تم مسلمانوں نے صلح و امن کا عہد و پیمان کر رکھا تھا اب اللہ اور اُسکے رسول کی طرف سے ان کو صاف جواب ہے۔ پس اے اہل مکہ! امن کے اب چار مہینے ہی باقی رہ گئے ہیں جنمیں خوب چل پھر لو۔ اور اچھی طرح جان لو کہ تم خدا کو کسی طرح بھی نہ ہرا سکو گے نیز یقیناً

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

الکافرین۔ (۹-۲) رکھو کہ اللہ آخر کار کافروں کو مسلمانوں کے ہاتھوں رسوا کرنے والا ہے۔"

لیکن یہ واقعہ اسی زمانے سے مخصوص نہیں۔ ہر زمانے میں امن و صلح کے ایسے ہی معاہدے مسلمانوں، اور غیروں میں ہوئے ہیں، اور اب بھی دنیا کے متعدد وسیع ٹکڑوں کا امن ایسے ہی معاہدوں پر موقوف ہے۔ پس آج بھی جو گروہ اس معاہدے کو توڑیگا، وہ ذمہ دار ہوگا اُن تمام نتائج امن شکن اور عدم صلح و آشتی کا، جن کا پیدا ہونا اس فسخ عہد سے لازمی اور ناگزیر ہے۔

(۵) ایک اور بھی عبرت انگیز اور بصیرت افزائے ایقان و ایمان نتیجہ اس آیت کریمہ سے نکلتا ہے۔

جو دشمنانِ حق وارکہ مسجد سے مانع اور اسکے مخرب ہوں انکی نسبت اس آیت میں فرمایا کہ:۔

اولئک ما کان لھم ان ید خلوھا الا خائفین (۲-۱۰۸) ایسے لوگ اس لائق نہیں کہ مسجدوں میں آسکیں پائیں مگر اس حالت میں کہ ڈرتے ڈرتے۔

یعنی جن لوگوں نے ایسا کیا انھیں دخول مسجد کا حق نہیں۔ امام (رازی) نے تفسیر میں حسب عادت متعدد وجوہ تفسیر پیش کئے ہیں۔ وجہ ثانی میں لکھتے ہیں:۔

ان ھذا بشارۃ من اللہ للمسلمین بانہ سیظھرھم علی المسجد الحرام وعلی سائر المساجد وانہ یذل المشرکین لھم حتی لا یدخل المسجد الحرام واحد منھم الا خائفا یخاف ان یؤخذ فیعاقب ویقتل وقد انجز اللہ صدق ھذا الوعد۔ (جلد اول-۶۷۲) "یہ فی الحقیقت اللہ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے ایک بشارت ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ انھیں مسجد حرام اور تمام مسجدوں پر قابض کردیگا، اور نیز وہ مشرکین کو انکے آگے عاجز و ذلیل بنا دیگا، یہانتک کہ اُن میں کوئی شخص مسجد حرام میں داخل ہو سکیگا مگر اس حالت میں کہ اپنے مظالم کے انتقام سے ڈرتے ہوئے، اور قتل و ہلاکت کے تصور سے کانپتے ہوئے۔ اور اگر غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے بہت جلد ہی اپنی اس بشارت کو پورا کر دکھایا اور جیسا کہا تھا، ویسی ہی حالت مؤمنوں کو نظر آگئی۔"

اس سے امام موصوف کا مقصود یہ ہے کہ اس آیت کا یہ ٹکڑا در اصل ایک بشارت کے رنگ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں ہے۔ اور خداتعالیٰ مسلمانوں کو مانعین و مخربین مساجد پر جو فتح و نصرت دینے والا تھا، اُسکی ان لفظوں میں خبر دی گئی ہے۔

آسمان کی صداقت زمین کے دور و زمان سے مقید نہیں۔ اس بشارت کی صداقت صرف فتح مکہ ہی کے وقت ظاہر نہیں ہوئی، بلکہ تاریخ اسلام کے ہر دور اور ہر عہد میں اپنا معجزہ دکھلاتی رہی ہے۔ تمام واقعات سے قطع نظر کرکے "مسجد کانپور" ہی کے معاملے پر نظر ڈالئے ایک جماعت اسکے لئے بدقسمتی سے مانع و مخرب ہوئی اور غلط فہمیوں نے ضد اور نفسانیت کے ساتھ ملکر اس آیت کا پورا منظر ہمیں دکھلا دیا۔ لیکن تاہم اسی آیت میں خدا نے آخر کی فتح و کامیابی اور مانعین کی شکست و ذلت کی بھی خبر دی ہے۔ پس ضرور ہے کہ وہ حرف حرف پورا ہو۔ ضرور ہے کہ جو نکالنے والے تھے، وہ خود ہی نکالے جائیں۔ اور یقینی ہے کہ جنھوں نے مسلمانوں کو شکست دینی چاہی تھی، وہ خود ہی شکست کھائیں۔ چنانچہ بحمد اللہ کہ اس بشارت کی تصدیق ۱۴ اکتوبر سے شروع ہوگئی ہے۔ کسے معلوم کہ اس آغاز کا انجام کیا ہوگا؟ تاہم فتح و شکست کا فیصلہ تو ہوگیا۔

(۵) سب سے آخری نتیجہ یہ ہے کہ منع مساجد سے بڑھکر اللہ کی نظر میں کوئی فسق و کفر نہیں؛ اور اسی طرح اُن لوگوں سے بڑھ کر اُسے کوئی محبوب نہیں جو اسکی مسجد کی آبادی کے لئے سعی و کوشش کریں کہ یہ عظیم ترین عبادات و عمل ایمانی ہے:۔

وظاهرها يقتضي ان يكون الساعي في تخريب المساجد اسوء حالاً من المشرك، لان قوله "ومن اظلم" يتناول المشرك، لانه تعالى قال:- ان الشرك لظلم عظيم! فاذا كان الساعي في تخريبه في اعظم درجات

اور اس آیت کا ظاہر اس مطلب کے لئے مقتضی ہے کہ مساجد کی تخریب کی سعی کرنے والا مشرک سے بھی بڑھ کر بدتر ہو۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو سب سے بڑا ظلم فرمایا اور شرک بھی ظلم ہے پس یہ شرک سے بھی زیادہ عظیم کفر ہوا۔ اور پھر اسی طرح اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب مساجد کی تخریب کے لئے سعی کرنے والا سب سے بڑے فسق کے درجوں میں ہے،

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

الفسق وجب ان تکون الساعی فی عمارتہ فی اعظم درجات الایمان (تفسیر کبیر ۲-۲۷۷)
تو یقیناً مساجد کی آبادی و تعمیر کا ساعی ایمان کے اعظم و اعلیٰ درجات کا رکھنے والا ہوگا۔

پس جن مؤمنین مخلصین نے مسجد کانپور کی تعمیر و آبادی کے لئے سعی کی، انھیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ یہ بہت بڑی توفیق تھی، جو اُس نے عطا فرمائی۔ اور پھر ضرورت استقامت و استقلال، اور ثبات کار و عزائم امور کی ہر حال میں ہے۔ وما النصر الا من اللہ تعالیٰ۔

تیسری آیت

انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسیٰ اولٰئک ان یکونوا من المھتدین (۹-۱۹)
اللہ کی مسجدیں آباد کرنے والا تو وہ شخص ہو سکتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا، نماز قایم کی، زکوٰۃ ادا کی، اور پھر یہ کہ وہ کسی سے نہ ڈرا مگر صرف اللہ سے۔ تو بیشک ایسا شخص قریب ہے کہ ہدایت یافتہ اور فوز و فلاح سے کامیاب ہو۔

یہ آیت اس سے پہلے بھی ایک جگہ لکھی جا چکی ہے، مگر اسکے نتائج نہایت اہم اور غور طلب ہیں:

(۸) اس آیت کا شان نزول عام طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ مشرکین مکہ تعمیر و تولیت کعبہ کے فخر پر بہت نازاں تھے اور کہتے تھے کہ اس بزرگی اور سعادت کے بعد اور کیا چاہیئے؟ خدا تعالیٰ نے اسکا رد کیا اور فرمایا کہ شرف تعمیر و تولیت مسجد کے مفید ہونے کے لئے چند شرطوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ بغیر ان کے ادعاء شرف مفید کسب سعادت نہیں۔

چنانچہ امام (طبری) نے ایک روایت نقل کی ہے کہ:۔

حدثنا ابن حمید عن ابن اسحاق قال ثم ذکر قول قریش انا اھل الحرم سقاۃ الحاج وعمار ھذا البیت ولا احد افضل منا، فقال "انما یعمر مساجد اللہ من
ابن اسحاق سے ابن حمید نے روایت کی ہے کہ قریش مکہ کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں۔ حجاج کو پانی پلانے والے ہیں اور مسجد حرام کو آباد رکھنے والے ہیں۔ کوئی شخص ہم سے افضل نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ نے ان کا رد کیا کہ "اللہ کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آمن باللہ والیوم الاٰخر" ای ان عمارتکم لیست علی ذالک۔ (۱۰-۶۷)

مسجدوں کو آباد رکھنے والا وہی شخص ہوسکتا ہے جو اللہ پر ایمان رکھے" یعنی تمہارا متولی کعبہ ہونا اسکے لئے کیا مفید ہے؟

بعض مفسرین تابعین نے اسکے شان نزول میں خاص طور پر حضرت (عباس) کا بھی ذکر کیا ہے۔

لما اسر العباس یوم بدر اقبل علیہ المسلمون فعیروہ بکفرہ باللہ وقطیعۃ الرحم واغلظ علی لہ القول قال لہ۔ الکم محاسن؟ قال نعم، انا لنعمر المسجد ونحجب الکعبۃ ونسقی الحاج فانزل اللہ عزوجل ردًّا علی العباس (اسباب النزول للواحدی صفحہ ۱۸۱)

جب حضرت عباس بدر میں قید ہوکر آئے تو مسلمان اُنسے ملے اور اُنکو کفر پر اور قطع رحم پر ملامت کی۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ "کیا ان اعمال کفر و شرک کے سوا کوئی خوبی و نیکی بھی تمہارے پاس ہے؟" عباس نے کہا کہ "کیوں نہیں، ہم ہی ہیں کہ مسجد کو آباد رکھنے والے، کعبہ کے پاسبان، اور حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ اس سے بڑھکر اور محاسن کیا ہونگے؟" اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی

ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ مشرکین مکہ باوجود اعمال کفریہ و شرکیہ، خدمت و تولیت مسجد پر بہت فخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب یہ خدمات ہمیں حاصل ہیں تو پھر اور اعمال حسنہ کی ہمیں کیا ضرورت؟ ان چیزوں کے مقابلے میں اور کونسی عبادت و سعادت دینی ہوسکتی ہے؟ مگر اللہ نے فرمایا کہ یہ تمہارا خیال باطل ہے۔ محض خدمت و تولیت کعبہ کوئی شرف نہیں۔ ایک عمارت کے خادم و پاسبان ہوجانے سے روح اور قلب کو کیا نفع ہوسکتا ہے جو سعادتوں کا گھر اور شرف و عزت کی اصلی جگہ ہے؟ اصلی چیزیں کچھ اور ہی ہیں۔ اور جب تک وہ نہوں، اُس وقت تک ان باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔

پھر ان کی تفصیل بالترتیب بیان کی کہ وہ تعداد میں چار ہیں:۔

(۱) ایمان باللہ اور روز آخرت کا یقین۔

(۲) صلوٰۃ الٰہی کو قائم کرنا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۳) اداۓ زکوٰۃ۔

(۴) اللہ کے سوا اور کسی ہستی اور طاقت سے نہ ڈرنا۔

گویا یہ چار شرطیں ہیں، جنکو تعمیر و تولیت مسجد کے لئے اللہ نے ضروری فرمایا ہے۔ مسجد اللہ کی عبادت کے لئے ہے، پھر ظاہر ہے کہ جو شخص اسلام کے اعتقاد و عمل سے محروم ہے، وہ کیونکر اُسکا آباد کرنے والا اور اُسکا متولی ہو سکتا ہے؟

اِن چار شرطوں میں آخری شرط سب سے زیادہ اہم، اور اسلئے سب سے آخر میں ظاہر کی گئی ہے کہ در اصل خلاصۂ ایمان باللہ اور اصل حقیقت اسلامیہ ہے۔ اللہ پر ایمان رکھنے والے قلب کی حقیقی علامت یہ ہے کہ "لم یخش الا اللہ" وہ کسی سے نہ ڈرے مگر صرف اللہ سے۔ نہ تو مافوق الفطرۃ قوتوں کا اعتقاد اسکو ڈرا سکے، نہ دشمنوں کی ہیبت و جبروت کا خوف۔ نہ کفر کا ساز و سامان، اور نہ ضلالت کی قوت و احاطہ۔ تاج و تخت کی سطوت اسکو مرعوب نہ کر سکے، اور دنیوی سزا و جزا کی وعید اُسپر بالکل غیر مؤثر ہو۔ وہ جس قدر اللہ سے ڈرنے والا ہو، اُتنا ہی اللہ کے سوا دوسری قوتوں سے بے خوف اور نڈر ہو۔

(۳) اس آیۃ کریمہ کو پیش نظر رکھکر موجودہ حالت پر نظر ڈالئے تو حالات کیسے درد انگیز اور مشاہدات کس درجہ گریہ آور ہیں؟ وہ مذہب الٰہی، جس نے اپنے دشمنوں کے غرور باطل کا رد کیا تھا، آج خود اپنے پیروؤں کو اُسی غرور ضلالت اور فخر کفر آمیز میں مبتلا پاتا ہے، اور وقت آگیا ہے کہ جس طرح کلام الٰہی نے مشرکین مکہ کے دعوئے تولیت کعبہ و تعمیر مساجد کو اس آیۃ کریمہ کے نزول سے جھٹلایا تھا، اسی طرح آج خود مدعیانِ اسلام و ایمان میں سے انکی معنوی ذریت اور غیر جسمانی نسل کے ادعائے باطل کو بھی جھٹلائے اور اسی آیت کا اُنھیں مخاطب قرار دے۔

یہ آیت ہمیں بتلاتی ہے کہ مساجد کے متولی اور پاسبان وہی ہو سکتے ہیں جو ایمان باللہ و یوم الآخرۃ کا اپنے اعمال سے ثبوت دیں، جو صلوٰۃ الٰہی کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جنکا سب سے بڑا نمایاں وصفِ ایمانی یہ ہو کہ وہ اپنے تمام اعمال و افعال میں نڈر اور بے خوف ہوں، اور اللہ کے سوا کوئی نہو جو انھیں ڈرا سکے اور اپنی قوت و عظمت سے مرعوب کر سکے۔ پھر ان لوگوں، اُن انجمنوں، ان اماموں، اُن منتظموں کو، جو اپنے اعمال کے اندر ان خصائص ایمانی کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے، کیا حق حاصل ہے کہ اللہ کی مساجد کے متولی اور اُسکے گھر کے پاسبان ہوں؟ یہ آجکل کے مغرور و سرکش متولی، جو ٹھیک ٹھیک مشرکین مکہ کی طرح مساجد کی تعمیر و تولیت پر کافرانہ ناز کرتے ہیں، کیا ٹھیک ٹھیک اس آیت کے مخاطب و مصداق بھی نہیں ہیں؟ کتنے ہیں جو مساجد کے اوقاف کو اپنے ابلیسانہ اغراض دنیویہ کا وسیلہ، اور اپنے شیطانی عیش و آرام کا ذریعہ بنانے کے لئے مسجدوں پر قابض اور اسکے لئے ہر موقعہ پر اپنے استحقاق کے اظہار کے لئے مستعد رہتے ہیں؟ حالانکہ جن مسجدوں کی تولیت کا اپنے تئیں مستحق سمجھتے ہیں، ان میں ان بندگانِ نفس کو پانچ وقت کی نماز پڑھنے کی بھی توفیق نہیں ملتی، اور عین اُسوقت کہ انکے زیر انتظام مساجد میں بندگانِ الٰہی کی صفوف اللہ کے آگے سرِ نیاز جھکاتی اور اسکی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتی ہے، وہ اپنے دار الخبائث کے اندر مصروف فسق و معاصی و مشغول نفس پرستی ہوتے ہیں!!

کتنے متولی ہیں، جو قیام صلوٰۃ و ادا زکوٰۃ کے حکم کو اپنے لئے بھی قابل عمل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اُسی خدا کا حکم ہے، جسکی عبادت کے گھر کی پاسبانی کا انھیں غرور ہے؟

پھر ان سب سے زیادہ ان بندگانِ شیاطین و عبدۃ الاصنام کی حالت محتاج نظر ہے، جنھوں نے مساجد کے انتظام و تولیت میں دخل حاصل کر کے انھیں غیروں کے احکام کفریہ اور حکومتوں کے فرامین جائرہ کے ماتحت کر دیا ہے، اور ہر وقت دنیا کی شیطانی قوتوں کے خوف سے لرزتے اور دنیوی حکام کے ڈر سے روتے رہتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو قرآن کو کلام الٰہی، اور اسکے احکام کو واجب التعمیل سمجھتا ہے، تبلائے کہ کیا انھیں مساجد کے متولی اور منتظم ہونے کا حق حاصل ہے؟ مسجدوں کا خدا تو کہتا ہے کہ صرف وہی مؤمن مخلص اور مسلم قانت مسجد کا متولی ہو سکتا ہے جسکا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وصف نمایاں "لم یخش الا اللہ" ہو، پھر وہ، جو خدا کے سوا دوسروں سے ڈرے اور اسکو چھوڑ کر غیروں کے سامنے جھکتے ہیں، کیونکر اسکی مساجد کے محافظ اور پاسبان ہو سکتے ہیں؟ وہ خدائے غیور جس طرح خود اپنی صفات میں کسی کی شرکت گوارا نہیں کر سکتا، اپنی مسجد کی مقدس عمارتوں کے اندر بھی اپنے سوا کسی دوسرے کے خوف اور ہیبت کو نہیں دیکھ سکتا "والغیرۃ من صفات حضرۃ الربوبیۃ" اسکے گھر کا وہی خادم ہو سکتا ہے جو صرف اس گھر کے مالک ہی کا غلام ہو" اور اس ایک آقا کی غلامی کے لئے اور تمام آقاؤں سے کٹ چکا ہو۔ (مسیح نے کہا کہ ایک غلام دو آقا کو خوش نہیں کر سکتا۔ لیکن قرآن نے بھی اس سے زیادہ بلیغ و مؤثر مثال دی ہے جبکہ اُسنے کہا:-

ماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ (۳۳-۴) اللہ نے کسی انسان کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے ہیں۔ دل ایک ہی ہوتا ہے

پس اگر تمھارے پاس دل ایک ہے، تو تمھارا سر بھی دو چوکھٹوں پر جھک نہیں سکتا اور تمھاری غلامی کے لئے دو آقا بھی نہیں ہو سکتے۔ یا تو تم خدا کے لئے ہو گے، یا پھر اسکے سوا دوسروں کے لئے۔ اگر تم اسکے لئے ہو تو پھر غیروں سے کیوں ڈرتے اور اُنکے حکموں کے آگے کیوں جھکتے ہو؟ پھر اگر ایسا نہیں ہے تو یاد رکھو کہ نافرمانی گناہ ہے مگر شوخی کفر ہے۔ تم غیروں سے ڈر کر انکی غلامی کرتے ہو تو کرو، مگر یہ کیا ہے کہ پھر خدا کے گھر کی غلامی و خدمت کا بھی دعویٰ کرتے ہو؟

(۴) پس اس آیہ کریمہ نے صاف صاف یہ امر بتلا دیا ہے کہ اللہ کی مساجد کے متولی صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو ایمان باللہ، قیام صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ اور "لم یخش الا اللہ" کی ایمانی علامات اپنے اندر رکھتے ہوں۔ اور جو ایسا نہو، وہ کسی طرح اسکا مستحق نہیں کہ خدا کے گھر کی عزت کو اُسکی تولیت و تعلق سے بٹہ لگایا جائے۔ اسلئے ہر مسلمان کا فرض دینی ہے کہ وہ اپنے جہاد فی سبیل الحق اور امر بالمعروف میں اس چیز کو بھی داخل کر لے، اور جہاں جہاں ایسے لوگ مساجد پر قابض ہوں، ان کے ہاتھ سے مساجد کا انتظام لے لیا جائے، اور ایسے لوگوں کے سپرد کیا جائے، جو سچے مؤمن ہوں، اعمال حسنہ و صالحہ انکا شعار ہو۔ لم یخش الا اللہ کے مصداق، اور جمیع اوصاف

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وخصائل ایمانیہ سے بہرہ اندوز ہوں۔

مگر اسکے لئے ضرور ہے کہ لوگ حالت کو محسوس کریں اور اپنی قوت سے کام لیں مسلمانوں کی غفلت اور عدم احتساب نے مساجد کے منتظمین کو بے پروا اور اپنے کاموں کی طرف سے بالکل بے غم کر دیا ہے۔ جو استبداد و خود رائی آج ادنیٰ و اعلیٰ کارکنوں میں پیدا ہوگئی ہے، وہ بھی اسی کا ایک نمونہ ہیں۔ مساجد کے اوقاف پر جس طرح وہ چاہیں تصرف کریں، مسجدوں کے اندر جسطرح کے احکام چاہیں، نافذ کریں۔ اسکے دروازے جب چاہیں کھولیں اور جب پر چاہیں بند کر دیں۔ پس جبتک کہ مسلمان احتساب کے لئے آمادہ نہونگے اور اپنی اجماعی قوت سے کام لینا نہ سیکھیں گے، اس حالت کا انسداد محال ہے۔

چوتھی آیت

گذشتہ نمبر میں جس آیت کی بحث پر ختم مقالہ ہوا تھا، اسکے بعد ہی سورۂ (توبہ) میں فرمایا:۔

اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللہ؟ لا یستوٗن عند اللہ، واللہ لا یھدی القوم الظالمین (۹-۱۹)

"کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد کے آباد رکھنے کے کام کو اُس شخص کے اعمال عظیمہ جیسا سمجھ رکھا ہے، جو اللہ اور روز آخرت پر سچا ایمان لاتا، اور اسکی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے اور وہ ظلم کرنے والوں کو کبھی راہِ راست نہیں دکھلاتا"

یہ آیت کریمہ موجودہ حالات کے انطباق و تصدیق کے لحاظ سے ایک عجیب و غریب آیت ہے، اور اسی لئے اسکو مضمون کے پہلے نمبر میں زیر عنوان رکھا گیا تھا۔

اصل میں یہ آیت بھی متعلق ہے تیسری آیت کے، جسپر گذشتہ مضمون میں بحث کی گئی تھی۔ یعنی:۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انما یعمر مساجد اللّٰہ من اٰمن باللّٰہ و الیوم الاٰخر واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللّٰہ ، فعسیٰ اولٰئک ان یکونوا من المھتدین (۱۹-۹)

اللہ کی مسجدیں آباد کرنے والا تو وہ شخص ہو سکتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا، نماز قایم کی ، زکوٰۃ ادا کی اور پھر یہ کہ وہ کسی سے نہ ڈرا مگر صرف اللہ سے تو بیشک ایسا شخص قریب ہے کہ ہدایت یافتہ اور فوز و فلاح سے کامیاب ہو

اسی کا بقیہ ٹکڑہ متذکرۂ صدر آیت ہے۔ لیکن نظر بہ اہمیت مطلب ضروری ہے کہ اسپر مستقل اور علیحدہ نظر ڈالی جائے۔

تشریح و تفسیر

گذشتہ نمبر میں شان نزول بیان کیا جاچکا ہے۔ مشرکین مکہ کو اپنی تعمیر و تولیت مسجد پر نہایت غرور تھا، اور موسم حج میں حجاج کی خدمت اور انکو پانی پلانے کے کام پر نہایت نازاں تھے۔ انکا یہ غرور باطل ورا فساد فخر یہانتک بڑھ گیا تھا کہ ان کاموں کے مقابلے میں اور کسی عمل صالح اور عبادتِ الٰہی کو وقعت نہیں دیتے تھے، اور بادام کے ایسے دانوں سے تیل نکالنا چاہتے تھے، جن میں چھلکے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ حضرت عباس ایمان لانے سے پہلے جب اسیر ال بدر میں آئے ہیں اور حضرت امیر علیہ السلام اور اُن میں گفتگو ہوئی ہے تو گذشتہ مضمون میں تم پڑھ چکے ہو کہ اُنھوں نے قریش مکہ کے اس فخر و غرور باطلانہ کو کیسے ادّعا اور تحدی کے لہجے میں ظاہر کیا تھا؟

پس پہلی آیت میں خدا تعالیٰ نے انکار کرتے ہوئے ان شرائط اربعۂ ایمانیہ کو بیان کیا جنکے بغیر تعمیر و تولیت مساجد کچھ مفید نہیں۔ اسکی تشریح ہو چکی ہے۔ اسکے بعد اس آیت میں زیادہ صراحت کے ساتھ اُن دو کاموں کا ذکر کیا جن کا اُنھیں متمردانہ و سرکشانہ غرور تھا، یعنی سقایۃ حاج اور خدمت و تولیت مسجد۔ اسکے بعد نہایت موثر اور مسکت پیرایہ میں اسکی نسبت سوال کیا اور اصلی و حقیقی اعمال صیحۂ و وسیلۂ محبوبیت الٰہی کو پیش کیا۔ پھر خود ہی اپنے انداز

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مخصوص ربانی میں اسکا جواب دیا، تا دماغ ضلالت اندیشں سونگھیں، اور قلوب غفلت شعار متنبہ ہوں،

هذا توبيخ من الله تعالیٰ لقوم، افتخروا بالسقاية وسدانة البيت، فاعلمهم جل ثناؤه ان الفخر فی الایمان بالله واليوم الاخر والجهاد فی سبيله، لا فی الذی افتخروا من السدانة والسقاية (تفسیر امام طبری - ۱۰ - ۶۷)

یہ آیت اللہ کی طرف سے اُن لوگوں کے لیے زجر و توبیخ ہے جو حجاج کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی پاسبانی پر فخر کرتے تھے۔ پس اللہ نے ان کو خبر دی کہ یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ اصلی فخر تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والوں، اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے ہے۔

امام (طبری) نے اسکے متعلق متعدد آثار صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم نقل کئے ہیں تیسری آیت کے ضمن میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے، اسکی اس آیت سے تائید و تشریح مزید ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے دو شخصوں یا دو جماعتوں کو پیش کیا ہے۔ ایک شخص حاجیوں کو پانی پلاتا ہے اور مسجد کا متولی ہے۔ دوسرا شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے اور اسکی راہ میں جہاد کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ کے نزدیک تو دونوں درجے میں برابر نہیں ہو سکتے۔ کجا محض تولیت مساجد و سقایۃ حاج، اور کجا مرتبۂ مؤمنین مخلصین و مجاہدین صادقین؟ کہاں خدمتگذار مکان اور کہاں پرستار مکین؟ کہاں وہ، جو اسکے گھر کی پاسبانی کا مدعی مگر خود اپنے دل کی پاسبانی سے غافل ہے، اور کہاں وہ جسنے اپنے مسجد قلب کو عصیان نفس کی آلودگی سے پاک کیا اور اپنی قوتوں کو صرف اسکے گھر ہی کے لئے نہیں، بلکہ خود اسکی راہ میں قربان کر دیا

هل يستوی الذين يعلمون والذين لا يعلمون؟

حقیقت جہاد

"جہاد" جہد سے نکلا ہے، جسکے معنی سعی، تعب، کوشش اور کسی کام کے کرنے میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بمقابلۂ دشمن صعوبات کے اُٹھانے کے ہیں:-

استفراغ الوسع فی مدافعۃ العدو ظاہراً او باطناً۔ (مفردات راغب اصفہانی)
دشمن کے حملے کے دفاع میں اپنی پوری طاقت سے کوشش کرنا، خواہ وہ دشمن ظاہری حملہ آور ہو جیسے اعدائے حق و صداقت ہو حکام ظالم و جابر، یا باطنی جیسے نفس و مظاہر شیطانیہ

پس اللہ کی صداقت اور عدل کی راہ میں تکالیف و صعوبات کا اُٹھانا، انتہائی سعی و کوشش کرنا، اور ایثار و فدویت سے کام لینا، ظاہراً بھی اور باطناً بھی، "جہاد مقدس و اقدس" ہے۔

پھر یہ خواہ وطن کے لئے ہو، خواہ قوم کے لئے۔ علم کی راہ میں ہو یا خدمت انسانیت کے لئے۔ زمین کے کسی خاص محدود حصے کی بھلائی کے لئے ہو، یا تمام دنیا کے لئے۔ ہر حالت میں وہ جہاد ہے، اور جس بخت بیدار کو اسکی توفیق ملے، وہ مجاہد فی سبیل اللہ۔

افسوس کہ "جہاد" کی حقیقت کی تشریح کا یہ موقعہ نہیں۔ متعدد مقالات (الہلال) میں نکل چکے ہیں، جن میں حقیقت جہاد کے بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور کیا اچھا ہو اگر اس وقت قارئین کرام کے پیش نظر رہیں۔ علی الخصوص وہ مقالات جو (الہلال) کی گزشتہ جلدوں میں "عید اضحیٰ، اُسوۂ ابراہیمی، فاتحۂ جلد دوم، امر بالمعروف" وغیرہ کے عنوانوں سے شائع ہو چکے ہیں۔

اُن مضامین میں پوری تفصیل کے ساتھ یہ امر واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ "جہاد" کو محض "قتال" کے معنوں میں لینا ہمارے بعض متاخرین مصنفین کی غلطی اور یورپ کے معترضین کی سخت نادانی ہے۔ "جہاد" ایک لفظ عام ہے اور خود قرآن کریم نے "جہاد" و "قتال" کے عموم و خصوص کے فرق کو بار بار نمایاں کیا ہے۔ نیز احادیث و آثار اس بارے میں بکثرت مروی، ہر وہ سعی و کوشش، ہر وہ انتہائی جہد، ہر راہ عمل کی سختی کی برداشت اور تلاش مقصود کے ابتلاء و مصائب کا تحمل، جو حق کے لئے ہوا، عدل کیلئے ہو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انسانیت کیلئے ہو، صداقت وحقیقت کی خاطر ہو، نیکی کے قیام اور بدیوں کے استیصال کی راہ میں ہو، جو اللہ کی مرضی کے تابع، اور جو شیطان رجیم کی آرزوں کے مخالف ہو، در اصل جہاد فی سبیل اللہ ہے، پھر خواہ وہ سیاسی ہو یا اخلاقی، اور تمھاری اصطلاح میں دینی ہو یا تمدنی۔

اُسوۂ نبوّت

حضرت (نوح) علیہ السلام نے اس راہ میں پتھر کھائے اور کفر وعصیان سے بندگان الٰہی کو روکا۔ یہ اصلاح اعتقادات واعمال دینیہ کا جہاد تھا۔ حضرت (ابراہیم) نے کالڈیا کے صنم کدوں سے ارض الٰہی کو پاک کیا اور کواکب پرستوں کو دعوۃ توحید دی۔ انھوں نے ان کے جلانے کے لئے آگ سلگائی اور ان کی ہلاکت کے مشورے کئے۔ یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ تھا۔ حضرت (موسیٰ) علیہ السلام فراعنۂ مصر کی شخصی حکومت اور جابرانہ غلامی کے قلع وقمع کے لئے اُٹھے اور اپنی قوم کو غیروں کی غلامی ومحکومی سے نجات دلائی۔ یہ ایک پورا پولیٹیکل اور سیاسی جہاد تھا۔ مگر یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ تھا!

حضرت (مسیح) بنی اسرائیل کے گم شدہ اخلاق کی سراغ میں آئے۔ ظالم یہودیوں نے ان کے منہ پر تھوکا اور (پلاطوس) کے بے رحم سپاہیوں نے ان کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا، تا وہ صلیب پر لٹائے جائیں اور جو لکھا ہے، وہ پورا ہو۔

یہ ایک اخلاقی جہاد تھا، اور اس اخلاقی مجاہد نے اس راہ میں اپنی عظیم قربانی کر کے فی الحقیقت اسکی پوری تکمیل کر دی، پس یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ تھا۔

حضرت (ختم المرسلین) علیہ الصلوۃ والسلام نے تمام عالم کی ضلالتوں اور تاریکیوں کو دور کرنا چاہا اور اپنی اور اپنی جماعت مقدس کی زندگی اس راہ میں صرف کر دی۔ یہ محض اصلاح اقوام وزمین کا کوئی خاص شعبہ نہ تھا، جسکو تم نے پالٹیکس، تمدن، اخلاق، اور مذہب کے نام سے تقسیم کر دیا ہے، بلکہ انکی دعوۃ عام، اور انکی اصلاح عالمگیر تھی۔ اُس دُنیا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے سب سے بڑے خدا نما النسان کا جہاد ، ہر اصلاح انسانی اور دفع ہر فساد ارضی کے لئے تھا۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین، وعلیٰ الہم وصحبہم اجمعین!

والذین معہم

یہ تو اسوہ ہائے جلیلہ نبویہ ہیں، جنکو جہاد فی سبیل اللہ کا نمونہ بنا کر بھیجا گیا۔ لیکن پھر ان سب کے ماتحت اور زیر ظل، صدیقین وشہدا، اور صالحین وقانتین امت کے اعمال مجاہدانہ، وعزائم حق پرستانہ ہیں، جنکے ان گنت اور بے شمار نمونے ہمارے سامنے موجود ہیں۔

انبیائے عظام کے اعمال دنیا میں کشت زار اصلاح کے لئے بمنزلہ تخم کے ہوتے ہیں اور انکے متبعین ومومنین کے اعمال الہیہ بمنزلہ اشجار واثمار کے :۔

کزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ، فاستویٰ علیٰ سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار۔ (۴۸-۲۹)

"مثل اُس کھیتی کے کہ اُس نے پہلے زمین سے اپنی پہلی کونپل نکالی، پھر اُس نے غذاء نباتی کو ہوا اور مٹی سے جذب کر کے اُس کونپل کو قوی کیا، پس وہ بتدریج بڑھتی اور موٹی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ کھیتی اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی، اور اپنی سرسبزی وشادابی سے کسانوں کو خوشی بخشنے لگی۔ خدا نے یہ ترقی انھیں اس لئے عطا کی تاکہ کفار اسکو دیکھکر غصے میں جلیں،،

پس جو مومنین مخلصین اپنے اعمال کی روشنی آفتاب نبوت سے کسب کرتے ہیں، اور اپنی قوتوں کو کسی نہ کسی صورت میں حق وصداقت اور دفع فساد وظلم کی راہ میں وقف جہاد فی سبیل اللہ کر دینے کی توفیق پاتے ہیں، وہ اس تخم دعوت کے برگ وبار ہیں۔ خدا انکو انبیاء وصدیقین کی معیت کا شرف عطا فرماتا ہے اور انکے کاموں کو بھی اعمال نبوت کی طرح اپنی مقبولیت کے لئے چن لیتا ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین، وحسن اولئک رفیقا (۴-۷۱)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جہاد لسانی

حقیقت جہاد کی طرح جہاد فی سبیل اللہ کے وسائل و ذرائع بھی عام ہیں اور ان کو صرف تلوار ہی کے قبضے کے اندر سمجھنا غلطی ہے جہاد حق کی راہ میں سعی و کوشش ہے۔ خواہ وہ زبان سے ہو، خواہ مال سے۔ خواہ تلوار فاتحانہ سے ہو، خواہ خون مظلومیت سے۔ خدا کی سچائی اور انسانی ظلم کے انسداد کی راہ میں اپنی قوی کا صرف کرنا، کسی صورت اور کسی شکل میں ہو، داخل معنی و حقیقت جہاد ہے۔

قرآن کریم میں ہر جگہ "جاھدوا باموالکم و انفسکم" آیا ہے یعنی جہاد اپنے نفوس اور اپنے اموال کے ذریعہ کرو۔ نفوس کے جہاد میں ہر طرح کا ذریعہ جہاد آگیا۔ امام احمد، ابو داؤد نسائی، اور ابن حبان وغیرہم نے حضرت (انس) سے روایت کی ہے کہ:۔

جاھدوا المشرکین باموالکم و انفسکم و السنتکم — جہاد کرو اپنے مال سے، اپنی جان سے، اور بذریعہ اپنی زبان کے!

اس سے ثابت ہوا کہ جہاد نہ صرف جان و مال، بلکہ زبان سے بھی ہوتا ہے۔

فی الحقیقت "جہاد لسانی" اشرف ترین جہاد ہے۔ اس سے مقصود ہے بذریعہ مواعظ و خطب، اور بوسیلۂ تقریر و کلام کے لوگوں کو دعوت الٰہیہ دینا، ظلم و جبر شخصیت و استبداد کا رد اور قلع و قمع کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، اور وہ تمام اشاعت تعالیم حقہ اور نشر و اعلان حق و صداقت جو بذریعۂ تقریروں، عام جلسوں، اور مجالس مواعظ و خطب کے عمل میں آئے۔

میں نے اس جہاد کو اشرف و اعظم جہاد اسلئے کہا کہ فی الحقیقت جہاد لسانی ہی تمام مجاہدات کی بنیاد اور ہر طرح کے جہاد کے لئے وسیلہ و ذریعہ ہے۔ تم اپنے نفس شیطان کے مقابلے کے لئے اٹھو، یا شیطان ضلالت و ظلم و جبر کے لئے۔ تم کو راہ صداقت میں مال کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

متاع کی ضرورت ہو، یا جان و زندگی کی۔ تم کو انسانی حکومتوں سے نکلے ہوئے غرور و استبداد و استعباد کو وادی سینا کے مجاہد کی طرح توڑنا ہو، یا بد اخلاقی و نفسانی ضلالت کو دور کرنے کے لئے ناصرہ کے واعظ کی طرح اپنی مظلومانہ قربانی اور اپنے خون شہادت کی تلاش ہو تم موسیٰ کی طرح دشمن کو شکست دینا چاہو، یا مسیح کی طرح دشمن سے شکست کھا کر فتح حاصل کرنا چاہو غرضکہ کسی قسم کے جہاد کے لئے مستعد ہو، مگر سب سے پہلے تمھیں اُن زبانوں ہی کی تلاش ہو گی جو جہاد لسانی کے ذریعہ بندگانِ الٰہی کی غفلت دور کریں، اُن کو خدا کا پیغام پہنچائیں۔ انکے دلوں کے اندر محبت صداقت کی افسردہ انگیٹھی کی آگ کو بھڑکا دیں، ان کو تفکر و تدبر کی دعوت دیں، انکو غفلت و اعراض کے نتائج سے ڈرائیں، اور بالآخر خدا کی بخشی ہوئی قوت تاثر اور معجزات حقانیت کی پیدا کی ہوئی طاقت گویائی سے ایسی جانفروش جماعتیں پیدا کر دیں، جو حق و صداقت کے عشق سے مضطرب اور جہاد فی سبیل اللہ کے جوش سے دیوانہ وار ہوں!!

دنیا میں اصلاح کے بیج نے ہمیشہ سب سے پہلے "جہاد لسانی" ہی کی شاخ پیدا کی ہے، اور یہی پہلی اینٹ ہے، جسپر بڑی بڑی عمارتیں بنی ہیں اور بڑے بڑے شہر بسائے گئے ہیں، تمام انبیاء کرام اور رسل عظام جو اصلاح کی دعوت لیکر آئے، انھوں نے اپنے الٰہی کاروبار کو وعظ ہی سے شروع کیا، ہمیشہ وعظ ہی کرتے رہے، اور دنیا سے رخصت بھی ہوئے تو وعظ ہی کرتے ہوئے۔ گویا اصلاح و دعوت ایک درخت ہے، جسکا بیج بھی وعظ ہے، جس کے لئے پانی بھی وعظ ہے۔ اور آخر میں جسکا پھل بھی وعظ ہی ہوتا ہے!

(حضرت نوح) نے پتھروں کی بارش میں وعظ کہا۔ (خلیل اللہ) نے کالڈیا کے بتخانے کے پوجاریوں کے سامنے تقریر کی۔ (بنی اسرائیل) کے نجات دہندے کو بھی اپنا کام اسی سے شروع کرنا پڑا۔ اور اس نے فرعون کے تخت کے آگے اور فرعونیوں کی بھیڑ کے سامنے، دونوں جگہ وعظ ہی کے حربۂ الٰہی سے کام لیا۔

وہ (آفتاب کنعانی) جس سے مصر کے قید خانے میں اُجالا ہوا، وہ بھی زندان مصائب کے اندر گویا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوا تو وعظ ہی تھا، جو اُسکی زبان پر جاری ہوا۔

وہ، جو (ناصرہ) میں پیدا ہوا، (کفر نحوم) میں بسا، اور جس نے (گلیل) کی گلیوں سے اپنی مقدس منادی شروع کی، اُس نے بھی اپنا کام وعظ ہی سے شروع کیا اور وعظ ہی پر ختم کیا۔

جب (یہودیہ) کی آبادی اور (یرون) پار کی بھیڑ اسکے پیچھے ہولی، تو اُسنے کوہ (زیتون) کی ایک چٹان پر سے اپنی صدا بلند کی۔ اور پھر جب وہ عید (فطیر) کے آخری دن اپنے شاگردوں کے ساتھ (فسح) کی روٹی توڑ رہا تھا، جو اُسکے جہاد فی سبیل اللہ کی آخری رات تھی، تو اُسوقت بھی وہ وعظ ہی میں مصروف تھا!!

پھر سب سے آخر (اسلام) کی تحریک الٰہی کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالو، جو وعظ سے شروع ہوئی اور وعظ ہی پر ختم ہوئی۔ وہ اصلاح انسانیت کا آخری ظہور اکبر، جس نے موسیٰ کی طرح حملہ نہیں کیا، اور مسیح سے زیادہ عرصے تک صبر کیا، گو بدر کے کنارے اور اُحد کے دامن میں تلوار کا جواب تلوار سے دینے پر مجبور ہوا، تاہم اسکا اصلی حربہ وعظ ہی تھا۔ اس نے تورات کے حامل کی طرح قتال خونیں نہیں کیا بلکہ ہمیشہ جہاد لسانی ہی کو ہر جہاد پر مقدم رکھا۔ نوح کی طرح اس پر پتھر پھینکے گئے، پر اُس نے نوح کی طرح بد دعا نہیں کی اور یہ نہیں کہا کہ:۔

رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ (۷۱-۲۵)

اے پروردگار! ان کافروں میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ، کہ روئے زمین پر آباد نظر آئے!

بلکہ کہا تو یہ کہا کہ:۔ "رب اھد قومی، فانھم لا یعلمون"! خدایا میری قوم کی ہدایت کر، کیونکہ وہ نہیں جانتے!

خدا نے بھی اسکا سب سے بڑا وصف بتایا تو یہی بتایا کہ وہ اسکی آیتیں پڑھتا اور اس کے طرف سے اُسکے بندوں کو تعلیم دیتا ہے:۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلو علیھم آیاتہ ویزکیھم، ویعلمھم الکتاب والحکمۃ، وان کانوا من قبل لفی ضلل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مبین! (۲-۶۲)

پس زبان ہی کا جہاد وہ اشرف و اکمل جہاد ہے، جو حکم الٰہی کے ماتحت اُسکے برگزیدہ رسولوں کی اصلی سنت، تمام مجاہدات حقہ کا بنیاد اولیں و وسیلۂ وحید، اور انسانی نیکی و ہدایت کا اصلی سرچشمہ و منبع ہے!

عود الی المقصود

پس فرمایا کہ:- اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللہ؟"

آیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے اور مسجد کی تعمیر و تولیت کے کام کو اُس شخص کے کاموں جیسا سمجھ رکھا ہے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا اور اُسکی راہ میں جہاد کرتا ہے؟

مشرکین مکہ کو تولیت مسجد پر ناز تھا، مگر اللہ کا رسول اور اُسکے ساتھی ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف تھے۔ خدا نے کہا کہ دونوں ہر گز ہر گز برابر نہیں ہو سکتے

اس آیت میں پہلے ایمان باللہ والیوم الآخرۃ کو فرمایا کہ فی الحقیقت تمام انسانی نیکیوں کی جڑ ہے، اور کوئی انسانی شرف ایسا نہیں جسکی شاخ اسی جڑ سے نہ نکلتی ہو۔ اسکے بعد جہاد کا تذکرہ کیا اور جہاد میں ہر قسم کا جہاد داخل ہے۔

یہ بالکل ایک واضح بات تھی۔ اسی لئے انسان کی قدرتی دانائی کے اعتماد پر اسکے لئے صرف سوال کا کر دینا ہی کافی تھا۔ دلیل کی حاجت نہ تھی، اور یہ قرآن کریم کا انداز مخصوص ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ مکان کی محبت مکین کی وجہ سے ہوتی ہے اور اینٹ چونے کے اندر کوئی پُر اسرار تقدیس نہیں ہے۔ اگر ایک شخص خدا کی راہ میں اپنی قوتوں کو قربان کر رہا ہے تو اسکے مقابلے میں اُس شخص کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے جو صرف اسکے گھر کی پاسبانی کا مدعی ہے؟

ان اشارات کے بعد ضروری ہے کہ اس آیت کے بعض نتائج مہمہ کیطرف متوجہ ہوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نتائج بحث

(۱) اب تم ذرا آجکل کے متولیوں، پیش اماموں، اور اُن انجمنوں کو دیکھو جن کے زیر انتظام کوئی مسجد ہے یا مسجد کے اوقاف ہیں۔ انکے اُس فخر و غرور باطل کو دیکھو، جسکا نشہ ہمیشہ انھیں سرگراں رکھتا ہے، اور انکے اُن اعمال مشرکانہ و عصیاں شعارانہ کا احتساب کرو، جنکو وہ باوجود کوشش کے خدا کی طرح اُسکے بندوں سے بھی نہیں چھپا سکتے۔

دیکھو! وہ کیسے شریر اور کیسے سرکش ہیں؟ ان کا غرور کس درجہ مغروران قریش کے کافرانہ غرور سے اشبہ ہے، جنکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تھی؟ ٹھیک ٹھیک مثل انکے یہ بھی مساجد کی تولیت اور اسکے ممبروں کے موروثی قبضے پر نازاں ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارے گھر ہیں، جنکے اندر سب کچھ کرنے کا ہمیں اختیار حاصل ہے۔ خواہ ہم اُسے مشرکین مکہ کی طرح بتوں کی پوجا کا گھر بنا دیں، خواہ غیروں کی تعظیم و تعبد کے لئے اسکے صحن میں فرش و قالین بچھائیں۔ خواہ اُس محراب عبادت کے نیچے، جہاں اللہ کے آگے جبین نیاز جھکائی جاتی ہے، غیروں کی تعریف و ثنا اور تسبیح و تہلیل کی صدائیں بلند کریں۔ خواہ اُس منبر پر چڑھ کر، جو صرف ذکر و تحمید الٰہی و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے ہے، غیروں کے حکموں کا اعلان کریں۔ قاتلھم اللہ انی یؤفکون؟

(۲) وہ اُن بندگانِ الٰہی کے دشمن ہیں، جنھوں نے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان و یقین کر کے، خدا کے سوا دوسروں کا خوف اپنے دل سے نکال دیا ہے، اور جنکو خدا تعالیٰ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اور وعظ و ہدایت مؤمنین و قلع و قمع فساد و عدوان کافرین کی توفیق دی ہے، اور جو اسکی راہ میں "جہاد مقدس لسانی" کی سنت انبیا و صدیقین کو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ جن مسجدوں کی تولیت و امامت کا انھیں غرور ہے انکا خدا تو کہتا ہے کہ سب سے بڑی نیکی ایمان باللہ، اور سب سے بڑا عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مسجدوں کی تولیت کا فخر باطل، اور اسکا ادعا، القائے شیطانی سے زیادہ نہیں پھر انھیں کیا ہوگیا ہے کہ جس چیز کو خدا باطل کہتا ہے، اسکا غرور کرتے ہیں، اور جنکو خدا پیار کرتا ہے، انکے دشمن ہوگئے ہیں؟

(۳) جہاد کی حقیقت سے تم پر واضح ہوگیا ہوگا کہ اشرف و اعلیٰ جہاد، جہاد لسان و قلم ہے کہ بنیاد جمیع مجاہدات مقدسہ کی یہی ہے۔ اور ظلم و جبر کا استیصال، اور حقوق انسانیت و مسلمین کا مطالبہ جہاد فی سبیل اللہ میں داخل۔ پس یہ جو کہتے ہیں کہ مسجدوں میں وعظ و خطبات کو روک دو، کیونکہ وہ "سیاسی" ہیں، تو اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کو روکنا چاہتے ہیں، اور سیاست کے نام سے حفظ حقوق مسلین و دفع ظلم و جبر کی سعی مراد لیتے ہیں۔ پھر مجھے ان لوگوں کو یاد کرنے کے لئے کوئی موزوں لقب تبلاؤ جو جہاد فی سبیل اللہ و الحق کے مانع اور احکام قرآنیہ پر اپنے آرا شیطانیہ کو ترجیح دینے والے ہیں؟ میں اگر انکو کفر پرست کہوں تو تم کہوگے کہ یہ ایمان و کفر کی بحث ہے۔ میں اگر ان کو مشرک کہوں تو تم پکاروگے کہ یہ بہت ہی بڑی جسارت ہے۔ ہاں یہ جسارت ہے، لیکن جن ظالموں نے اللہ کے آگے جسارت کی ہے، کیوں نہ ہم بھی انکے لئے جسارت کریں؟ وہ نہ مؤمن ہیں نہ مسلم۔ انکا حال یہ ہے جو کہا گیا:۔ نؤمن ببعض و نکفر ببعض، و یریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا۔

ان لوگوں کی اصطلاح میں جس چیز کو سیاست اور پالیٹکس کہتے ہیں، اسلام کے نزدیک عین دین و مذہب ہے، اور جہاد فی سبیل اللہ میں داخل۔ کما سیاتی انشاء اللہ۔ پس جہاد فی سبیل اللہ کیلئے مساجد سے بڑھ کر اور کونسی جگہ بہتر ہو سکتی ہے؟

پانچویں آیت

مساجد کے متعلق ایک اور آیت قابل غور ہے۔ لیکن قبل اسکے کہ اس آیت کو پیش

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیا جائے، اس سے پہلے کی ایک آیۃ پڑھ لینی چاہیئے :-

ان اللہ یدافع عن الذین امنوا، ان اللہ لا یحبُّ کل خوان کفور۔ اُذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ! (۳۹-۲۲)

"خدا مسلمانوں کے دشمنوں کو اُن سے ہٹاتا رہتا ہے۔ وہ کسی خائن و ناشکر گذار کو کبھی پسند نہیں کرتا۔ جن مسلمانوں پر کافروں نے قاتلانہ حملے کئے، اب مسلمانوں کو بھی اُن سے لڑنے کی اجازت ہے، اس لئے کہ اُنپر ظلم ہو رہا ہے اور کچھ شبہ نہیں کہ اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ یہ وہ مظلوم لوگ ہیں کہ ان کا کوئی قصور نہ تھا۔ صرف اس اقرار پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے وہ ناحق اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے، اور اپنے وطن سے اُن کو ہجرت کرنی پڑی"

اسکے بعد مساجد و عمارات مقدسہ کا ذکر ہے :-

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا، ولینصرن اللہ من ینصرہ، ان اللہ لقوی عزیز۔ (۴۰-۲۲)

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے دفع کرتا نہ رہتا، تو انسانی ظلم و تعصب سے دنیا کا امن و سکون کبھی کا غارت ہو گیا ہوتا۔ تمام مسیحی صومعے اور گرجے ڈھا دیے جاتے، یہودیوں کے عبادتخانے منہدم ہو جاتے، اور مسلمانوں کی وہ مسجدیں بھی، جن میں کثرت سے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کریگا، یقیناً اللہ بھی اُسکی مدد کریگا کچھ شبہ نہیں کہ اللہ صاحب قوت و احاطہ ہے اور وہی عزیز ہے۔

پھر اسکے بعد زیادہ تشریح و تفصیل فرمائی ہے :-

الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر، وللہ عاقبۃ الامور۔ (۴۱-۲۲)

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر انکی حکومت و فتح یابی کو زمین پر قائم کر دیا جائے تو ان کا کام یہ ہو گا کہ صلوٰۃ الٰہی کو قائم کرینگے، زکوٰۃ ادا کریں گے، امر بالمعروف انکا شعار ہو گا اور نہی عن المنکر میں ساعی و مجاہد رہینگے اور تمام باتوں کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تشریح و تفسیر

یہ آیات کو میہ سورۂ (حج) کی ہیں، جس کو باستثناء بعض آیات، اکثروں نے مکی اور بعض نے مدنی کہا ہے۔ یہ آیتیں اُس زمانے کے حالات کی خبر دیتی ہیں، جو اسلام کے ابتدائی دور غربت و مظلومی کا زمانہ تھا، اور اسکا تخم ظہور و عروج ابھی خاک پامالی میں مدفون تھا۔ جو لوگ اسلام لا چکے تھے، اُن پر طرح طرح کے مظالم و شدائد کئے جاتے تھے، حالانکہ ان کا جرم اسکے سوا کچھ نہ تھا کہ اللہ کو اپنا پروردگار سمجھتے، اور اسکی توحید پر یقین رکھتے تھے۔ یہانتک کہ شدت مظالم و شدائد سے ترک وطن پر مجبور ہوئے۔ خود حضرت داعی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہجرت فرمائی۔ اور رفتہ رفتہ مسلمانوں کے اکثر خاندان مدینہ منورہ میں آکر پناہ گزین ہو گئے۔ تمام مفسرین صحابہ و تابعین کا بالاتفاق بیان ہے کہ یہ آیات اُسی موقعہ پر نازل ہوئیں۔ امام (طبری) نے تمام روایات جمع کر دی ہیں (۱۷-۱۲۴)

پہلی آیت میں فرمایا کہ اپنی غربت و مظلومیت کو دیکھکر مسلمان دل شکستہ نہوں اور اپنے عظیم الشان مستقبل کی طرف سے مایوس نہو جائیں۔ یہ قانون الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دور و ہر عہد میں اپنی صداقت و حق پرستی کو ظالموں کے حملوں سے بچاتا ہے، اور وہ مؤمنوں کے لئے ایسے اسباب دفاع و حفظ فراہم کرتا رہتا ہے، جن سے دشمن انکی دعوت کو ضرر پہنچانے میں ناکام و نامراد رہتے ہیں۔

خود مکہ معظمہ کے قیام میں باوجود کمال غربت و مظلومیت، و قلت انصار، و عدم وسائل حفظ و دفاع مادیہ، اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کے لئے جو اسباب دفاع فراہم فرمائے وہ تاریخ اسلام کے قارئین سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

اسکے بعد فرمایا کہ:- "اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا (الخ)"، جن لوگوں نے مسلمانوں پر ظلم کئے، ان سے قتال و جہاد کی، مسلمانوں کو بھی اب اجازت ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تمام مفسرین صحابہؓ و تابعین و عموم ارباب تفسیر و تاویل کا اتفاق ہے کہ یہ آیت اولین آیت جہاد ہے۔ اس سے پہلے جسقدر احکام نازل ہوئے، صبر و استقامت اور انتظار ما بعد پر مبنی تھے۔ سب سے پہلی بار اسی آیت کے ذریعہ مسلمانوں کو اجازت دیگئی کہ ظالموں کے حملوں کے جواب میں وہ بھی قتال و جہاد جاری کر دیں۔

بعضوں نے اُن آیات کو شمار کیا ہے جو اس سے پہلے صبر و سکوت اور تحمل و منع قتال کے بارے میں نازل ہوئی تھیں اور انکی تعداد ستر سے زیادہ تبلائی ہے! اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام نے کیسی شدید مجبوری کے عالم میں تلوار کے فساد کا علاج تلوار کی دوا آخری سے کہ ناگوارا کیا؟

امام (طبری) نے قتادہ کا قول نقل کیا ہے:۔

قال ھی اول اٰیۃ انزلت فی القتال، فاذن لھم ان یقاتلوا (۱۲۳-۱۷)

یہ پہلی آیت ہے جو قتال و جہاد کے لئے نازل ہوئی۔ اس آیت کے ذریعہ اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ بھی اپنے حملہ آوروں کو قتل کریں

یہی قول دیگر اجلہ صحابہؓ و تابعین مفسرین رضوان اللہ علیہم کا بھی ہے، جیساکہ حافظ (ابن کثیر) نے لکھا ہے:۔

قال غیر واحد من السلف کابن عباس ومجاھد وعروۃ ابن الزبیر و زید بن اسلم ومقاتل بن حیان وقتادۃ وغیرھم ھذہ اول اٰیۃ نزلت فی القتال۔ واستدل بھذہ الاٰیۃ بعضھم علی ان السورۃ مدنیۃ۔ (حاشیہ فتح البیان - ۷-۳۴۵)۔

سلف میں سے ایک سے زیادہ مفسرین کا قول ہے مثل ابن عباس و مجاہد، عروہ بن زبیر، زید بن اسلم، مقاتل ابن حیان، اور قتادہ وغیرہم کے، کہ یہ پہلی آیت ہے جو لڑائی کے بارے میں اُتری ہے۔ چنانچہ اسی آیت کی بنا پر بعض نے استدلال کیا ہے کہ سورۂ حج مکی نہیں ہے مدنی ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور مکہ سے نکلے، تو حضرت ابوبکر نے کہا "

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"انا للہ وانا الیہ راجعون - لیھلکن جمیعًا!" یعنی جب آنحضرت یہاں سے تشریف لیجارہے ہیں تو پھر مکہ کا خدا حافظ! یقیناً اب مشرکین مکہ ہلاک ہونگے - پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ سمجھ گئے کہ اب قتال وجہاد شروع ہوگا - (طبری ۱۷-۱۲۳) بہرحال مقصود یہ ہے کہ یہ آیت اولین آیت حکم قتالی ہے -

اسکے بعد اس حکم واجازت کی توضیح کی کہ "الذین اخرجوا من دیارھم (الخ)" یعنی یہ مسلمان جنکو اب قتال ودفاع کی اجازت دی جاتی ہے، وہ لوگ ہیں، جنکو بغیر کسی جرم و حق کے، محض خدا کی پرستی کی وجہ سے دشمنوں نے گھروں سے نکالدیا اور ہجرت پر مجبور کیا - ایسے ظلم وعدوان کے مقابلے میں اب حکم قتال ناگزیر ہے - اور گو انکی حالت بیکسانہ اور مظلومانہ ہے، لیکن یقین رکھو کہ اللہ ان کو فتح ونصرت دینے پر قادر ہے -

ان تمام تصریحات کے بعد پھر مسلمانوں کے ظہور کی علت غائی، حکم قتال کی ضرورت ومصلحت، اور اسکے آئندہ ظاہر ہونے والے نتائج عظیمہ کی طرف اشارہ کیا کہ: - ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض، لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا - اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی ایک دوسرے کے ہاتھ سے مدافعت نہ کراتا رہتا، تو تمام عبادت کدے منہدم ہو جاتے اور اللہ کے گھروں کا کوئی محافظ نہ رہتا!

اس آیت میں معابد دینیہ کے لئے متعدد نام آئے ہیں اور آخر میں "مسجد" کا لفظ بھی ہے - مفسرین کرام نے اسپر غور کیا ہے کہ ان الفاظ سے مقصود کیا ہے؟ اور کیا وہ مختلف مذاہب کے معابد کے اسماء ہیں، یا مقصود صرف مساجد ہی ہیں؟ اکثر مفسرین نے "صوامع" اور "بیع" کو عیسائیوں کا گرجا بتلایا ہے - پہلا خانقاہ کے معنی میں جو شہر سے باہر راہبوں اور عزلت گزینوں کے لئے ہوتا ہے - اور دوسرا کنیسہ اور چرچ کے معنوں میں، جو شہروں میں روزانہ اور ہفتہ وار نماز کے لئے بنائے جاتے ہیں - "صلوٰۃ" کو یہودیوں کا گرجا بتلاتے ہیں اور اور (امام طبری) نے ضحاک کا ایک قول نقل کیا ہے کہ "صلوٰۃ یہودیوں کا معبد ہے - وہ اپنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

معبد کو "صلوتا" کہتے ہیں" (۹)

بعضوں نے صلوات کو (صابئین) کی نماز قرار دیا ہے۔ لیکن ایک جماعت قلیلہ کی رائے ہے کہ صلوات سے مقصود خود مسلمانوں ہی کی نماز ہے اور ہدم سے مراد اسکے قیام کا ممنوع ہونا ہے۔ امام (رازی) نے ایک وجہ اس قول کی یہ بھی قرار دی ہے اور متعدد اقوال نقل کئے ہیں (تفسیر کبیر۔ ۴۔ ۵۶۴)

بہر حال یہ آیت نہایت اہم ہے، اور ہم کو الفاظ کی جگہ اُسکے مطالب پر تدبر و تفکر کرنا چاہیئے۔

حاصل تفسیر

اس سے پیشتر خدا تعالٰی نے مُسلمانوں کی ابتدائی مظلومی و بیکسی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اللہ انکی حفاظت کے لئے دفاع کرتا رہتا ہے۔

اسکے بعد قتال و جہاد کی اجازت دی اور فرمایا کہ مسلمانوں کا کوئی جرم بجز اسکے نہ تھا کہ وہ اللہ کے پرستار ہیں اور غیروں کی پوجا سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن انپر ظلم کیا گیا اور انکو گھروں سے نکالا گیا۔ جب حالت ایسی ہو تو کیوں نہ اب اُنھیں بھی لڑنے کی اجازت دی جائے؟ لیکن اس حکم قتال میں بھی مصالح الہیہ، اور اس جنگ و دفاع میں بھی ایک حکمت عظیمہ پوشیدہ ہے۔ یہ اجازت اُس قانون الٰہی کے ماتحت ہے، جسکا ہمیشہ ظہور ہوا ہے، اور اُس عظیم ترین مصلحت و حکمت کا ظہور ہے، جسکو حفظ امنیت، و دفع فساد و طغیان، و قیام عدل و انسانیت، و ثبات مدنیت صحیحہ، و نظام و قوام عالم کیلئے قدرت الٰہیہ نے ہمیشہ ظاہر کیا ہے

علت ظہور اُمّت مرحومہ

وہ مصلحت کونسی ہے، اور وہ حکمت کیا ہے؟ وہ کونسا قانون الٰہی ہے جسکے ماتحت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس اجازت کا نزول ہوا ؟

اسی کا جواب ہے جو ان لفظوں میں دیا گیا کہ " لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض " یعنی وہ مصلحت و حکمت یہ ہے کہ دنیا کی مختلف اقوام، مختلف جماعتیں، مختلف مذاہب و ملل، اللہ کو یاد کرتے اور اسکی عبادت کے لئے گھر بناتے ہیں، لیکن تاہم ظالمانہ تعصب میں سرشار، اور ایک دوسرے کے قتل و ہلاکت، اور اسکی دینی عمارات و معابد کے ہتک و انہدام کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ پھر جسکو قوت اور ساز و سامان دنیوی حاصل ہو جاتا ہے، وہ ظلم و خونریزی کے شیطان کا حکم لے کر اپنے سے ضعیف و کمزور پر غالب آجاتا ہے اور اسکی دینی عمارتوں کی ہتک کرتا، مذہبی اعمال میں مانع ہوتا، بلکہ اس کے معابد کو یکسر منہدم کر دیتا ہے۔

یہ ظلم آبادارضی کی سب سے بڑی مصیبت، انسانیت کی مظلومیت، اور سلطانِ عدل کی ہزیمت کا سب سے بڑا ماتم ہے !!

پس حکمت الٰہیہ اسکی مقتضی ہوئی کہ زمین کی امنیت، اور ظلم و طغیان کے انسداد کے لئے وہ ہمیشہ اپنے بندوں کو چنے، اور اپنی قوموں کو بھیجے جو دنیا میں اسکی قوت و نصرت کی فوج لیکر ظہور کریں، تاکہ مذاہب کے لئے امن اور معابد کے لئے حفاظت ہو۔ وہ اُن ظالموں سے عدل و حقوق کی راہ میں لڑیں، جو اپنی شیطانی قوتوں سے مغرور ہو کر اللہ کے گھروں کی بے حرمتی کرتے اور خدا کی عبادت گاہوں کو ڈھاتے ہیں۔ اور انسانوں کو چین و آرام کے ساتھ، بے خوف و بے خطر، اپنے خدا کی یاد کرنے اور اپنے اپنے معابد میں اسکو پکارنے کا موقع ملے۔

اگر وہ ایسا نہ کرتا، اگر وہ ایک قوم کے دست ظلم سے دوسری قوم مظلوم کو نجات نہ دلاتا، اگر وہ ضعیف کو نصرت نہ بخشتا تا وہ قوی کے طغیان و فساد سے محفوظ ہو جائے۔ تو دنیا کا چین اور سکھ ہمیشہ کے لئے غارت ہو جاتا۔ قوموں کی راحت ہمیشہ کے لئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُن سے روٹھ جاتی، اللہ کی سرزمین پر وہ تمام بلند منارے گرادیے جاتے جو اسکے گھر کی عظمت کا اعلان کرتے ہیں، اور وہ تمام مقدس عمارتیں خاک کا ڈھیر ہو جائیں جنکے اندر اسکے نام کی پرستش، اور اسکے ذکر کی پاک صدائیں بلند ہوتی ہیں!

پس فرمایا کہ مسلمانوں کو قتال و جدال کی جو اجازت دی گئی ہے، تو یہ اس لئے نہیں ہے کہ خون کی ندیاں اور زیادہ تیزی سے بہیں، بلکہ صرف اسلئے ہے کہ قانون دفاع مذاہب و معابد، وظہور امنیت و قیام عدل کے ماتحت، اللہ تعالی نے اُنکو اقوام عالم میں چُن لیا ہے، اور ان کے قتال و فدویت کے ذریعہ وہ اپنی مساجد و معابد کو محفوظ، اور اقوام کے باہمی ظلم و عدوان کا انسداد کرنا چاہتا ہے۔ انکو صرف اسلئے دنیا میں بھیجا گیا ہے کہ ظلم کے تخت کو اُلٹ دیں، عدلِ الٰہی کی قدوسی پادشاہت کا اعلان کریں، اور خدا کی مساجد و معابد کو ہتک و انہدام سے بچائیں۔

پس وہ گو ابھی مظلوم نظر آرہے ہیں، سامان دفاع و قتال سے محروم ہیں، تاہم وہ، جو ہمیشہ اپنے اس قانون کے معجزات دکھاتا آیا ہے، جس نے زمین کے ہر دور طغیان و فساد میں اپنی نصرت کی تلوار چمکائی ہے، اور اپنی حکمت کے صحائف کا ورق اُلٹا ہے؛ ضرور ہے کہ انکی مدد کرے گا اور ان کے قتال و جہاد سے اس اعظم ترین خدمت عالم اور اس اشرف ترین دفاع انسانیت کا کام لیگا، کیونکہ وہ قوی و عزیز ہے:- ولینصرن اللہ من ینصرہ، ان اللہ لقوی عزیز!!

چنانچہ اسکے بعد کی آیت میں اچھی طرح اسکی تشریح کردی، اور یہ وہ آیت عظیمہ و جلیلہ ہے جو مسلمانوں کے مقصد ظہور اور انکے نصب العین کے تعین کے لئے ایک عجیب و غریب تصریح الٰہی ہے:-

الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا "یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم نے انکی قوت و خلافت کو دنیا میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر، وللہ عاقبۃ الامور!

قائم کردیا تو ان کا کام یہ ہوگا کہ صلوٰۃ الٰہی کو قایم کرینگے، اپنے مال کو اللہ کی راہ میں نوع انسانی کی اعانت کے لئے خرچ کرینگے، نیک کاموں کا حکم دینگے، اور برائیوں سے روکیں گے۔ اور انجام کار تمام امور کا اللہ ہی کے ہاتھ ہے"

یہ آیت گذشتہ آیات سے متصل اور ان کی تشریح کرتی ہے۔ امام (طبری) اسنے تقدیر عبارت یوں کی ہے کہ:۔

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا، الذین ان مکناھم فی الارض۔ (۱۷-۱۲۶)

جن لوگوں سے کافروں نے قتال کیا ہے، ان کو بھی قتال کرنے کی اجازت ہے۔ اسلئے کہ وہ مظلوم ہیں۔ اور یہ مظلوم وہ مسلمان ہیں کہ اگر اللہ ان کو دنیا میں قائم کردے تو وہ صلوٰۃ الٰہی کو قائم کریں گے" (الیخ)

نتائج بحث

بظاہر آیات متعلقہ مساجد کے ذکر میں قارئین کرام کو بہت سی تفصیلات، غیر متعلق اور خلاف موضوع بحث نظر آتی ہوں گی، لیکن اگر وہ غور فرمائینگے تو معلوم ہوگا کہ یہ اطناب مصالح سے خالی نہیں۔

پھر اس قسم کے جرائد و مجلات کے مباحث و مقالات میں یہ خیال بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ضمناً جسقدر مفید بیانات آجائیں، بہتر ہے۔ نہیں معلوم پھر فرصت اور مہلت نظر و تحریر میسر ملے یا نہیں؟

یہ خیال الہلال کے اکثر مقالات و مباحث میں فقیر کے پیش نظر رہتا ہے۔ کہ ارادے وسیع تر ہیں اور مہلت قلیل۔

اب غور فرمایئے کہ ان آیات سے کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۱) سب سے پہلا نتیجہ و حاصل بحث جو سامنے آتا ہے، وہ اُس قانونِ الٰہی اور حکمتِ ربانیہ کا ظہور ہے، جسکے ماتحت فی الحقیقت امنیت ملل و مذاہب کا نظام و قیام ہے اور جو اگر نہ ہوتا تو نہیں معلوم دنیا کا کیا حال ہوتا؟ وہ دنیا، جسپر طرح طرح کے رنگ و اشکال کی قومیں بستی، اور مختلف صورتوں کی آباد و پر رونق عمارتیں کھڑی ہیں، جس کی سطح پر زندگی پرورش پاتی، اور انسانیت سکھ اور چین کی راحت سے شادکام ہے، جسکے اوپر عظیم الشان گرجے ہیں، اور انکی قربان گاہوں پر خدا کو پکارا جاتا ہے، جو اپنی آبادیوں کی عمارتوں کے سلسلوں کو مندروں کے کلس اور مسجدوں کے میناروں سے رونق دیتی ہے، اور انکے اندر اپنی اپنی زبانوں اور اپنے اپنے طریقوں سے انسان اپنے خالق سے عشق و محبت کا تذکرہ کرتا، اور اسکے سامنے اپنے تئیں عجز و بندگی سے گراتا ہے، غرضکہ وہ حسین و جمیل دنیا ایک ایسی ماوراء تصور ہلاکت و بربادی کا منظر ہو جاتی، جسکی سطح پر خونریز انسانوں کی بوسیدہ ہڈیوں، اور منہدم عمارتوں کی اُڑتی ہوئی خاک کے سوا اور کچھ نہ ہوتا!!

یہ انقلابات جو قوموں اور ملکوں میں ہوتے رہتے ہیں، یہ جو پرانی قومیں مرتی اور نئی قومیں اُن کی جگہ لیتی ہیں، یہ جو قوی کمزور ہو جاتے ہیں اور ضعیفوں کو باوجود ضعف غلبہ کے سامان میسر آجاتے ہیں؛ یہ تمام حوادث اسی حکمت و قانونِ الٰہی کا نتیجہ ہیں۔

وہ ایک ملک کے ظلم و استیلا کو دوسرے ملک کی اعانت سے دفع کراتا، اور ایک قوم کی زیادتی کا دوسری قوم کے ہاتھوں انتقام لیتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ انسانوں کو زمین پر بسنے کی مہلت حاصل، اور مذاہب کو زندگی و امنیت نصیب ہے۔

(۲) نیز اس آیت نے صاف صاف تبلادیا کہ دنیا میں مسلمانوں کے ظہور و قیام کی علت اصلی کیا ہے؟ اور وہ کونسا کام ہے، جسکے انجام دینے کے لئے خدا نے انہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دنیا میں فتح و نصرت کا علم دے کر بھیجا؟

یہ سب سے پہلی آیت ہے جس میں قتال کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا۔ چونکہ پہلا حکم تھا، اسلئے ضرور تھا کہ ساتھ ہی حکم کی علت بھی تبلادی جاتی۔ پس فرمایا کہ صداقت اور خداپرستی مظلوم ہوگئی ہے اور ظلم و ضلالت کی قوت کا غلبہ و استیلا بڑھ گیا ہے۔ وہ زمین جو اسلئے بنائی گئی تھی کہ خدا کی پرستش کا معبد ہو، اب خداپرستوں پر ایسی تنگ ہوگئی ہے کہ اللہ کو پکارنا اور "ربنا اللہ" کہنا سب سے بڑا انسانی جرم ہوگیا ہے اور ایک قوم اپنی قوت کے گھمنڈ سے مغرور ہو کر دوسری قوم کے مذہب اور اس کی عبادت کو روکنا چاہتی ہے۔

ایسی حالت میں ضرور ہے کہ حسب قانون الٰہی، خدا ایک نئی قوم کو بھیجے، تا وہ قوموں اور مذہبوں کو امن کا پیغام پہنچائے، اور ظالموں سے قتال کر کے، مظلوموں کو ان کے دست تظلم سے نجات دلائے۔ ایسا ہونا نظم عالم کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ اگر اللہ ایک قوم کے ہاتھوں دوسری جابر قوم کو ہٹاتا نہ رہتا تو۔

"لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا"

عبادت کدے منہدم ہوجاتے اور وہ مسجدیں گرادی جاتیں جنکے اندر نہایت کثرت سے خدا کی عبادت ہوتی ہے اور اس کے نام کی تقدیس کی جاتی ہے!

پھر فرمایا کہ گو مسلمان مظلوم ہیں مگر ہم ان کو نصرت بخشینگے کیونکہ یہ اللہ کی سلطنت کو قائم کرانا، اور اس کی پرستش و عدالت کو نصرت دلانا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کے ظہور کے نتائج تبلائے کہ یہ مظلوم مسلمان جنکو جہاد کی اجازت دی جارہی ہے، وہ قوم ہے کہ فتح و نصرت اور قیام و تمکن کے بعد اسکا کام عیش و عشرت، ملک گیری، اور محض تخت فرمائی نہو گا، بلکہ وہ دنیا میں صفات الٰہیہ کا مظہر اور اسکے عدل و صداقت کی نعمت کی حامل ہوگی۔ وہ ضلالتوں اور گمراہیوں سے دنیا کو روکیگی۔ اعمال

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حسنہ کا حکم دے گی۔ عبادت مالی و بدنی اسکا شعار ہوگا!

ان ترتیبات سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ مطالب مضطر فہم اور نتائج منتظر درس و بصیرت ہیں؟

اس سے ثابت ہوا کہ مسلمان دنیا میں صرف اسلیئے آئے کہ اللہ کے عبادت خانوں کی حفاظت کریں، اور ان کو انسانی ظلم و سرکشی کی شرارتوں سے بچائیں۔ انکو ستر مرتبہ کہا گیا کہ صبر کرو۔ اکھترویں مرتبہ تلوار کے مقابلے میں تلوار اٹھانے کی اجازت دی تو تبلادیا کہ یہ اجازت صرف اسلیئے ہے کہ ایسا نہوتا تو اللہ کی عبادت کے گھر ڈھادیئے جاتے اور مسجدیں منہدم کردی جاتیں، جنکے اندر نہایت کثرت سے اسکا ذکر ہوتا ہے۔

یہ سرسری مطالعہ کا نہیں بلکہ نہایت غور و تدبر کا موقعہ ہے۔ مسلمانوں نے جب سب سے پہلی مرتبہ تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا تو ان کے سامنے مساجد کی حفاظت اور اسکے انہدام ہی کا مسئلہ تھا، انھوں نے اس دنیا میں قتال و دفاع کا پہلا قدم اُٹھایا تو وہ اپنے گھروں کی حفاظت کے لیئے نہیں بلکہ خدا کے گھر کی حفاظت کی راہ میں تھا۔ وہ صبر و ضبط کے ساتھ مدت تک بیٹھے رہے، پر اُٹھے تو مسجد کے لیئے اُٹھے، اور بڑھے تو مسجد ہی کی راہ میں۔

(۳) خدا نے یہی انکا سب سے بڑا شرف یہی تبلایا کہ انکے ذریعہ اپنے معابد کی حفاظت کا کام لیگا، اور اگر ان کو نہ ظاہر کرتا، اور اپنی نصرت و فتح کی بخشش کے لیئے نہ چُن لیتا تو ہمکی زمین پر اسکے مقدس معابد منہدم ہوجاتے۔

(۴) صرف اسلام ہی کی مساجد کے لیئے نہیں، بلکہ تمام عبادت خانوں کی بلا استثنا حفاظت انکا مقصد تبلایا کہ وہ مذاہب کو امن دینے والے اور اقوام کو ظلم سے بچانیوالے ہونگے۔ یہ دراصل ایک طرح کی پیشین گوئی تھی، لیکن ایک چوتھائی صدی کے اندر ہی واقعات نے اسکی تصدیق کردی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جبکہ ایک مذہب دوسرے مذہب کو برباد کرنا چاہتا تھا، جبکہ ہر قوم چاہتی تھی کہ خدا کی زمین صرف ہمارے ہی لئے ہو جائے اور کسی دوسری قوم کے مذہب اور مذہبی عمارات کو اسپر جگہ نہ ملے، تو مسلمانوں ہی کی تلوار تھی جس نے انکو ظلم و استیلا سے بچایا اور بربادی و ہلاکت سے نجات دلائی۔ جزیرہ عرب و یمن کے اندر مسلمانوں کی وجہ سے عیسائیوں کو بمجرد ظہور جو نفع عظیم پہنچا، اسکا تذکرہ طولانی اور محتاج تمہید ہے، لیکن یہ کون نہیں جانتا کہ مصر میں قبطیوں کو جس قوم نے عیسائیوں کے مذہبی ظلم سے نجات دلائی اور قبطی معابد کو آزادی بخشی وہ مسلمان ہی تھے؟ خود عیسائیوں ہی کے اندر چھٹی صدی عیسوی میں انتہا درجہ کی مذہبی تفریق اور تعصب و جنگ و جدال تھا۔ ایک چرچ دوسرے چرچ کے پیرو کی تکفیر کرتا، جلاوطنی کی سزا دیتا، اور بسا اوقات زندہ جلا دیتا تھا علی الخصوص گریک و رومانی چرچ، جسکے ہاتھوں مشہور یعقوبی فرقے کو کیسی کیسی درد انگیز مصیبتیں جھیلنی پڑیں؟ لیکن صرف مسلمان ہی تھے جنھوں نے مصر و اسکندریہ میں اس فرقہ کو پناہ دی، اسکے معابد محفوظ ہو گئے، اور بکمال آزادی اپنے گرجوں کے اندر اقرار توحید کے ساتھ خدائے مسیح کی پرستش کرنے لگا!

پھر اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں اور گو اسلام کی شرعی خلافت کا یہ دور نہ تھا تاہم امویہ و عباسیہ کے عہد پر نظر ڈالو اور اس پیشین گوئی کی صداقت کو یاد کرو کس طرح تمام مذاہب و ملل کو اسلامی حکومتوں میں آزادی دیدی گئی اور علی الخصوص عیسائیوں کے فرقے کس طرح مسلمانوں کی بدولت بربادی سے بچ گئے؟

مسلمانوں کی حکومت میں خود مختلف اسلامی مذاہب کو آزادی حاصل نہ تھی۔ شوافع حنابلہ کے دشمن تھے۔ اور حنابلہ شوافع کو ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ اشاعرہ نے ایوبیہ کی قوت پاکر معتزلہ کے ساتھ جو کچھ کیا، سب کو معلوم ہے۔ سنیوں اور شیعوں کا باہمی قتال بجائے خود ایک داستان خونیں ہے۔ خوارج و قرامطہ کے حالات تاریخ میں تلاش کرو وہ ہمیشہ ایک فرقے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نے دوسرے فرقے کو تباہ کیا ہے، اور دوسرے نے انتقام کا موقع پایا ہے تو کسی طرح کی کمی نہیں کی ہے۔ تاہم یہ کیسی عجیب بات ہے کہ مسلمان خود تو باہم ایک دوسرے کو برباد کرتے تھے، لیکن غیروں کو انھوں نے ہمیشہ پناہ دی اور ذمیوں کے حقوق دینیہ کی کبھی بے احترامی نہ کی۔ شوافع نے حنابلہ کا محلہ بغداد میں لوٹ لیا، لیکن عیسائیوں کے گرجوں کی برابر حفاظت ہوتی رہی۔

صلاح الدین عیسائیوں کے خونی جہاد کا میدان میں جواب دیتا تھا، جبکہ وہ بیت المقدس کی مسجد عمر کو ڈھا چکے تھے، لیکن خود اسکی حکومت کے اندر عیسائیوں کو پوری آزادی تھی اور مسجد عمر کی طرح مسیحی گرجا نہیں ڈھایا جاتا تھا!!

حضرت عمرؓ کے دنیا میں آخری الفاظ یہ تھے کہ غیر مذہب رعایا کے حقوق کی حفاظت کرنا۔ انھوں نے اپنی آخری وصیت میں کہا تو یہی کہا کہ ان کو دشمنوں کے حملے سے بچایا جائے اور انکے معابد محفوظ رہیں! (طبری وغیرہ)

جب کوئی فوج حرکت کرتی تھی تو اسکے تمام افسروں کو نصیحت کی جاتی تھی کہ پادریوں کو قتل اور گرجوں کو منہدم نہ کرنا!

کیا یہ سب کچھ اسی کا ظہور نہ تھا کہ "ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا"؟ فھل من مدکر؟

(۵) پس اگر آج مسلمان اپنی وسیع زمینوں کی حفاظت نہیں کر سکتے جسپر انکے تخت حکومت بچھے ہوئے اور انکا علم فرماں روائی نصب ہے، تو کچھ افسوس نہیں، لیکن اگر وہ ان چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے کی بھی حفاظت نہ کر سکیں، جو خدا کی عظمت و جلال کا تخت ہے، اور جسکے منارے اسکی قدوسیت کے علم ہیں، تو انکے لئے افسوس ہے!

کیونکہ یہ انکا مقصد ظہور ہے اور اگر وہ اپنے مقصد حقیقی کو بھول جائیں تو یہ مقصد کی موت ہوگی جسکے بعد زندگی ممکن نہیں!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(۷) مسجد مقدس کانپور کا معاملہ ایک تازیانہ تھا جس نے مسلمانانِ ہند کو ان کا مقصد عظمیٰ یاد دلانا چاہا۔ پس مبارک ہیں وہ جو اس تنبیہ سے عبرت پکڑیں، اور آیندہ اپنی قوتوں کو اس راہ میں وقف کر دیں!!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسیر مالٹا کا پیغام

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی اسیر مالٹا و کراچی کی ولولہ انگیز تاریخی تقریروں کا مجموعہ جس میں یورپ کے مظالم ترکوں اور مسلمانوں پر۔ مالٹا کی کیفیت۔ یونان کی حالت وغیرہ مفصل دکھائی ہے ۹/

تقاریر مولانا ظفر علی خاں

فدائے ملت مولانا ظفر علی خاں کی راولپنڈی۔ لاہور۔ کلکتہ۔ الہ آباد کی تقریروں کا مجموعہ ۹/

دنیائے اسلام اور خلافت

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کا زبردست خطبۂ صدارت جس میں مولانا نے یہ دکھلایا ہے کہ اس وقت روس چین آذربائیجان۔ مراکش۔ طرابلس۔ افغانستان۔ الجزائر وغیرہ کے مسلمان خلافت کے لئے کیا کر رہے ہیں ۴/

سمرنا کی خونی داستان

سمرنا میں یونانی مظالم کی تفصیل۔ مثلاً عورتوں کی عصمت دری۔ بوڑھوں اور بچوں کا قتل عام شہر اور دیہات کا جلایا جانا۔ مساجد اور معابد کی بربادی وغیرہ ۳/

خطبۂ صدارت مولانا آزاد سبحانی

بہترین سیاسی اور مذہبی مضامین سے بھرا ہوا خطبہ۔ نظام شرعیہ کی پوری تفصیل ۶/

جذبات حریت

بہترین قومی نظموں کا مجموعہ۔ جس سے بہتر مجموعہ اس وقت تک شائع نہیں ہوا۔ اس دعوے کو آپ دیکھ کر تصدیق کر سکتے ہیں تمام لیڈران نے پسند کیا ہے بہترین اخبارات نے ریویو کیا ہے ۸/

تصانیف حضرت مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی

الاظہار (علماء کے فرائض اور واقعات پنجاب پر) ۸/

المکتوب۔ دس ہزار میل کا خود نوشت سفرنامہ۔ دو زبردست تقریریں ۸/

درس خلافت ۸/

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مضامین و تقاریر حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد

خطبۂ صدارت جلسہ آگرہ ۔ معرکۃ الآرا مشہور خطبہ خلافت کانفرنس آگرہ جس میں ہندو مسلم اتحاد۔ کراچی رزولیوشن اور دیگر مضامین پر بے مثل مباحثہ ہے ۔ ۹ر

خطبۂ صدارت جلسہ جمعیۃ العلماء ہند۔ لاہور

حصّہ اول مکمل تقریری ۶ر حصّہ دویم تحریری ۶ر

تازہ مضامین ابو الکلام آزاد ۔ حضرت مولانا کے تازہ مضامین ۱۹۲۱ء کا مجموعہ ۱۰ر

دو جدید کتابیں

حزب اللہ ۱۲ر خطبات سیہ ۸ر

جہاد اور اسلام ۔ مسئلہ جہاد قربانی ۔ حقیقت اسلام ۔ عید الضحیٰ و اسوۂ ابراہیمی وغیرہ پر مفصل بحث ۶ر

صدائے حق ۔ الامر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تشریح ۔ احکام خداوندی کی تفصیل اعلان حق ۸ر

دعوتِ حق ۔ تاریخ اسلام سے اعلانِ حق کی مثال ۔ دربار مامون الرشید کا واقعہ تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ ۔ قرآن کے مخلوق و غیر مخلوق کی بحث ۶ر

مجموعۂ مضامین ابو الکلام آزاد حصّہ اوّل

ہندوستان کی آزادی اور دیگر ضروری مسائل پر نایاب مضامین کا مجموعہ ۱۰ر

الحریت فی الاسلام

حریت اسلامی اور آزادی مسلمانان پر بے مثل تصنیف ۱۲ر

دعوتِ عمل

مسلمانوں کے تنزّل کا اصلی سبب اور اُس کا علاج ۔ حق و صداقت کا اعلان اور اُس پر تیاری آئندہ ترقّی مسلمانان کے لئے ضروری اور اہم تجویز ۸ر

اتحاد اسلامی ۳ر ہندوستان پر حملہ ۳ر بائیکاٹ ۱ر تعلیمی مقصد ۱ر

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلّہ کوٹلہ شہر میرٹھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri